سلسلہ مطبوعات
21

مسائل جنازہ پر ایک تحقیقی نظر

کتاب وسنت کی روشنی میں

www.KitaboSunnat.com

تالیف
عبدالولی عبدالقوی
داعی مکتب دعوۃ وتوعیۃ الجالیات
الخائط/سعودی عرب

انجمن اصلاح معاشرہ
بندی کلاں، محمد آباد ضلع مئو (یوپی) انڈیا
Email: anjuman15@hotmail.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قُلْ أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام

محدث لائبریری

کتاب وسنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

معزز قارئین توجہ فرمائیں

- کتاب وسنت ڈاٹ کام پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب ... عام قاری کے مطالعے کیلئے ہیں۔
- مجلس التحقیق الاسلامی کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق واجازت کے بعد (Upload) کی جاتی ہیں۔
- دعوتی مقاصد کیلئے ان کتب کو ڈاؤن لوڈ (Download) کرنے کی اجازت ہے۔

تنبیہ

ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کیلئے استعمال کرنے کی ممانعت ہے

کیونکہ یہ شرعی، اخلاقی اور قانونی جرم ہے۔

اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر تبلیغ دین کی کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں

PDF کتب کی ڈاؤن لوڈنگ، آن لائن مطالعہ اور دیگر شکایات کے لیے درج ذیل ای میل ایڈریس پر رابطہ فرمائیں۔

KitaboSunnat@gmail.com

www.KitaboSunnat.com

www.KitaboSunnat.com

مسائل جنازہ پر ایک تحقیقی نظر

کتاب وسنت کی روشنی میں

تالیف

عبدالولی عبدالقوی

داعی مکتب دعوۃ وتوعیۃ الجالیات

الحائط/سعودی عرب

انجمن اصلاح معاشرہ

بندی کلاں، محمد آباد، ضلع مئو، یوپی، انڈیا

Email: anjuman15@hotmail.com

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں.

نام کتاب	:	مسائل جنازہ پر ایک تحقیقی نظر
تالیف	:	عبدالولی عبدالقوی
طابع وناشر	:	انجمن اصلاح معاشرہ
سال اشاعت	:	جون ۲۰۲۰
سلسلہ مطبوعات	:	۲۱

یہ کتاب مفت تقسیم کے لئے ہے،
لہذا اس کا بیچنا جائز نہیں ہے۔

انجمن اصلاح معاشرہ
بندی کلاں، محمد آباد، ضلع مئو، یوپی، انڈیا

ANJUMAN ISLAH - E- MUASHARAH
Bandi Kalan, Mohammadabad
Distt: Mau (U.P) INDIA
Email: anjuman15@hotmail.com

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فہرست مضامین

شمار	مضامین	صفحہ نمبر
۱	پیش لفظ	۱۴
۲	تمہید: موت سے کسی کو مفر نہیں	۱۷
۳	موت کو بکثرت یاد کرو اور موت کے بعد کی زندگی کے لئے تیاری کرو	۱۹
۴	**پہلی فصل**: بیمار اور قریب المرگ کے احکام ومسائل	۲۰
۵	(۱) بیماری پر صبر کرنا	۲۰
۶	(۲) دوا علاج کرنا	۲۱
۷	(۳) دم کرنا	۲۲
۸	(۴) تعویذ گنڈا لٹکانا حرام ہے	۲۳
۹	(۵) خوف وامید کے درمیان زندگی گزارنا	۲۴
۱۰	(۶) مریض موت کی تمنا نہ کرے	۲۵
۱۱	(۷) وصیت کرنا	۲۷

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

۱۲	(۸) مریض کی عیادت کرنا	۲۹
۱۳	(۹) ''لا الہ الا اللہ'' کی تلقین کرنا	۳۰
۱۴	(۱۰) قریب المرگ کے پاس سورہ یسین پڑھنے کا حکم	۳۴
۱۵	**دوسری فصل**: وفات کے بعد حاضرین کے کام	۳۷
۱۶	(أ) حاضرین کے لئے مسنون ومستحب کام	۳۷
۱۷	(۱) مردہ کی آنکھوں کو بند کر دینا اور اس کے لئے دعائے خیر کرنا	۳۷
۱۸	(۲) میت کے جسم کو ڈھانپنا	۳۸
۱۹	(۳) تجہیز وتکفین میں جلدی کرنا	۳۹
۲۰	(۴) قرض کی ادائیگی میں جلدی کرنا	۳۹
۲۱	(۵) شرعی طریقہ سے موت کی خبر دینا	۴۱
۲۲	(۶) میت کو بوسہ دینا	۴۲
۲۳	(۷) میت کے گھر والوں کے لئے کھانا بنانا مسنون ہے	۴۳
۲۴	(ب) وفات کے موقع پر حاضرین کے بعض حرام کام	۴۴
۲۵	(۱) میت پر نوحہ وماتم کرنا	۴۴
۲۶	(۲) غیر شرعی طریقہ سے موت کی خبر دینا	۴۹
۲۷	**تیسری فصل**: غسل میت کے احکام ومسائل	۵۰

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

۲۸	(۱)غسل میت کی فضیلت	۵۰
۲۹	(۲) غسل میت کا حکم	۵۰
۳۰	(۳) غسل میت کا زیادہ حق دار کون؟	۵۱
۳۱	(۴) شوہر بیوی کو غسل دے سکتا ہے	۵۳
۳۲	(۵) بیوی شوہر کو غسل دے سکتی ہے	۵۳
۳۳	(۶) مرد کے لئے بیوی کے علاوہ کسی اور عورت کو اور عورت کے لئے شوہر کے علاوہ کسی اور مرد کو غسل دینا جائز نہیں ہے	۵۴
۳۴	(۷) سات سال سے کم عمر کے میت کو مرد و عورت کوئی بھی غسل دے سکتے ہیں	۵۵
۳۵	(۸) کیا حائضہ عورت میت کو غسل دے سکتی ہے؟	۵۵
۳۶	(۹) شہید کو غسل نہیں دیا جائے گا	۵۶
۳۷	(۱۰) میت کو غسل دینے والے کی شرائط	۵۷
۳۸	پہلی شرط: اسلام	۵۷
۳۹	دوسری شرط: عقل	۵۸
۴۰	تیسری شرط: تمییز	۵۸
۴۱	(۱۱)غسل میت کا طریقہ	۵۹

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

۴۲	(۱۲) اگر میت کو غسل دینا مشکل ہو جائے تو کیا کیا جائے؟	۶۴
۴۳	(۱۳) میت کو غسل دینے والا خود غسل کرے	۶۵
۴۴	(۱۴) غسل دینے والا میت کے عیوب کو چھائے	۶۷
۴۵	**چوتھی فصل:** کفن میت کے احکام ومسائل	۶۸
۴۶	(۱) کفن کا حکم	۶۸
۴۷	(۲) کفن میت کی فضیلت	۶۸
۴۸	(۳) کفن یا اس کی قیمت مال میت سے لی جائے	۶۹
۴۹	(۴) زندگی میں اپنا کفن تیار کرنا	۷۰
۵۰	(۵) کفن کیسا ہو؟	۷۱
۵۱	(۶) کفن کی مقدار	۷۲
۵۲	(۷) مرد کے تکفین کی کیفیت	۷۵
۵۳	(۸) عورت کے تکفین کی کیفیت	۷۵
۵۴	(۹) ایک کفن میں کئی لاشوں کو کفن دینا	۷۶
۵۵	(۱۰) کفن کا سفید ہونا مستحب ہے	۷۶
۵۶	(۱۱) کفن پر کلمہ توحید یا قرآنی آیات وغیرہ لکھنا جائز نہیں ہے	۷۷
۵۷	(۱۲) کفن میں غلو جائز نہیں ہے	۷۸

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

۵۸	(۱۳)محرم کا کفن	۷۹
۵۹	(۱۴)شہید کا کفن	۷۹
۶۰	**پانچویں فصل**: جنازہ اٹھانا اور اس کے ساتھ جانا	۸۲
۶۱	(۱)جنازہ اٹھانے کا حکم	۸۲
۶۲	(۲)جنازہ کے ساتھ جانے کی فضیلت	۸۲
۶۳	(۳)جنازہ کے ساتھ شرعاً ممنوع چیزیں لے جانا جائز نہیں ہے	۸۳
۶۴	(۴)جنازہ تیزی سے لے کر چلنا چاہئے	۸۶
۶۵	(۵)جنازہ کے آگے، پیچھے، دائیں، بائیں ہر طرف چلنا جائز ہے	۸۷
۶۶	(۶)جنازہ کے پیچھے چلنا افضل ہے	۸۸
۶۷	(۷)سوار ہو کے جانا جائز ہے	۸۹
۶۸	(۸)جنازہ کے ساتھ پیدل جانا افضل ہے	۸۹
۶۹	(۹)میت کو کندھوں پر اٹھانا	۹۰
۷۰	(۱۰)جو میت کو اٹھائے اسے وضو کر لینا چاہئے	۹۱
۷۱	**چھٹی فصل**: نماز جنازہ کے احکام ومسائل	۹۲
۷۲	(۱)نماز جنازہ کا حکم	۹۲
۷۳	(۲)نماز جنازہ کی فضیلت	۹۳

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

۷۴	(۳) نماز جنازہ میں حاضر ہونا ایک مسلمان کا ایک دوسرے مسلمان پر حق ہے	۹۳
۷۵	(۴) بچہ کی نماز جنازہ کا حکم	۹۴
۷۶	(۵) شہید کی نماز جنازہ کا حکم	۹۷
۷۷	(۶) خودکشی کرنے والے کی نماز جنازہ کا حکم	۹۹
۷۸	(۷) اس مسلمان کی نماز جنازہ کا حکم جسے کسی حد کے نفاذ میں قتل کر دیا جائے	۱۰۰
۷۹	(۸) ایسے بدکرداروں کی نماز جنازہ کا حکم جو گناہ اور محرمات میں غرق ہوں جیسے نماز و روزہ کے تارک بشرطیکہ انھیں فرض سمجھتے ہوں، نیز زانی و شرابی وغیرہ	۱۰۱
۸۰	(۹) نماز جنازہ کا وقت	۱۰۲
۸۱	(۱۰) نماز جنازہ جنازہ گاہ میں ادا کی جائے	۱۰۴
۸۲	(۱۱) نماز جنازہ مسجد میں پڑھی جا سکتی ہے	۱۰۵
۸۳	(۱۲) قبروں کے درمیان نماز جنازہ پڑھنا جائز نہیں ہے	۱۰۶
۸۴	(۱۳) خواتین بھی نماز جنازہ پڑھ سکتی ہیں	۱۰۶
۸۵	(۱۴) نماز جنازہ کی خبر دینا	۱۰۸
۸۶	(۱۵) نماز جنازہ کی شرائط، فرائض و مسنونات	۱۱۰

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

۸۷	(أ) نماز جنازہ کی شرائط	۱۱۰
۸۸	(ب) نماز جنازہ کے فرائض	۱۱۱
۸۹	(ج) نماز جنازہ میں مسنون امور	۱۱۱
۹۰	(۱۶) نماز جنازہ پڑھانے کا زیادہ حقدار کون؟	۱۱۱
۹۱	(۱۷) نماز جنازہ کی صف بندی	۱۱۴
۹۲	(۱۸) نماز جنازہ میں تکثیر جماعت مستحب ہے	۱۱۵
۹۳	(۱۹) نماز جنازہ میں امام کے کھڑے ہونے کی جگہ	۱۱۶
۹۴	(۲۰) نماز جنازہ میں تکبیرات کی تعداد	۱۱۷
۹۵	(۲۱) تکبیرات جنازہ کے ساتھ رفع الیدین	۱۲۰
۹۶	(۲۲) نماز جنازہ سری یا جہری	۱۲۴
۹۷	(۲۳) نماز جنازہ کا طریقہ	۱۲۵
۹۸	۞ نماز جنازہ میں رسول اللہ ﷺ سے ثابت مسنون دعائیں	۱۲۷
۹۹	۞ چھوٹے بچے کی نماز جنازہ میں دعا	۱۳۰
۱۰۰	۞ صرف دائیں طرف سلام پھیرنا بھی جائز ہے	۱۳۳
۱۰۱	(۲۴) چوتھی تکبیر اور سلام کے درمیان دعا کرنا	۱۳۳
۱۰۲	(۲۵) کئی جنازوں پر ایک ساتھ نماز جنازہ	۱۳۴

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

۱۰۳	(۲۶) جس سے نماز جنازہ کا کچھ حصہ فوت ہو جائے	۱۳۶
۱۰۴	(۲۷) تدفین میت کے بعد قبر پر نماز جنازہ پڑھنا	۱۳۷
۱۰۵	(۲۸) غائبانہ نماز جنازہ کا حکم	۱۴۱
۱۰۶	(۲۹) کفار یا منافقین کی نماز جنازہ ادا کرنا حرام ہے	۱۴۴
۱۰۷	**ساتویں فصل:** دفن میت کے احکام ومسائل	۱۴۶
۱۰۸	(۱) دفن میت کا حکم	۱۴۶
۱۰۹	(۲) دفن میں میت کی عزت وتکریم ہے	۱۴۷
۱۱۰	(۳) دفن میت کی فضیلت	۱۴۸
۱۱۱	(۴) میت کو قبرستان میں دفن کرنا مسنون ہے	۱۴۸
۱۱۲	۞ میت کو گھر میں دفن کرنا	۱۵۰
۱۱۳	۞ میت کو مسجد میں دفن کرنا	۱۵۱
۱۱۴	۞ قبر نبوی سے متعلق ایک شبہہ کا ازالہ	۱۵۴
۱۱۵	(۵) شہداء اپنی جائے شہادت ہی پر دفن کئے جائیں گے	۱۵۶
۱۱۶	(۶) رات میں دفن کرنے کا حکم	۱۵۷
۱۱۷	(۷) اوقات ممنوعہ میں دفن کرنے کا حکم	۱۶۰
۱۱۸	(۸) ایک قبر میں دو یا دو سے زیادہ مردوں کو دفن کرنا	۱۶۱

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

۱۱۹	(۹) بغلی قبر افضل ہے لیکن صندوقی بھی جائز ہے	۱۶۳
۱۲۰	(۱۰) قبر کشادہ اور گہری بنائی جائے	۱۶۵
۱۲۱	(۱۱) میت کو قبر میں اتارنے کے زیادہ حقدار کون؟	۱۶۶
۱۲۲	(۱۲) میت کو قبر میں مرد ہی اتاریں گے	۱۶۸
۱۲۳	(۱۳) غیر محرم عورت کو قبر میں اتار سکتا ہے	۱۶۸
۱۲۴	(۱۴) خاوند بیوی کو قبر میں اتار سکتا ہے	۱۷۰
۱۲۵	(۱۵) عورت کو قبر میں وہ اتارے جس نے گزشتہ شب اپنی بیوی سے ہمبستری نہ کی ہو	۱۷۱
۱۲۶	(۱۶) میت کو قبر میں پاؤں کی طرف سے داخل کرنا سنت ہے	۱۷۲
۱۲۷	(۱۷) میت کو قبر میں اتارنے والا مندرجہ ذیل دعا پڑھے	۱۷۳
۱۲۸	(۱۸) میت کو قبر میں اس کے دائیں پہلو پر اس طرح رکھا جائے کہ اس کا منہ قبلہ کی طرف ہو	۱۷۴
۱۲۹	(۱۹) میت کو قبر میں اتارنے کے بعد قبر کو اچھی طرح بند کر دیا جائے	۱۷۵
۱۳۰	(۲۰) مٹی دینا مسنون ہے	۱۷۶
۱۳۱	(۲۱) قبر کو زمین سے ایک بالشت اونچا کیا جائے	۱۷۷
۱۳۲	(۲۲) قبر کو ہان نما بنانی مستحب ہے	۱۷۸

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

۱۳۳	(۲۳) قبر پر کنکری ڈالنا اور پانی چھڑکنا مسنون ہے	۱۷۹
۱۳۴	(۲۴) قبر پر علامت رکھنا جائز ہے	۱۸۰
۱۳۵	(۲۵) دفن کے بعد میت کے لئے دعا کرنی مسنون ہے	۱۸۱
۱۳۶	(۲۶) دفن میت کے بعد قبر کو دوبارہ کھودنا	۱۸۳
۱۳۷	(۲۷) مسلمانوں کی قبروں کے درمیان جوتیاں پہن کر نہیں چلنا چاہئے	۱۸۵
۱۳۸	**آٹھویں فصل**: قبروں سے متعلق بعض ناجائز وحرام کام	۱۸۶
۱۳۹	(۱) قبر پر باہر سے لاکر مٹی ڈالنا	۱۸۶
۱۴۰	(۲) قبروں پر قبے بنانا اور انھیں ایک بالشت سے زیادہ اونچی کرنا	۱۸۷
۱۴۱	(۳) قبروں کو پختہ بنانا اور ان پر عمارت تعمیر کرنا	۱۸۸
۱۴۲	(۴) قبروں پر مسجدیں بنانا	۱۸۹
۱۴۳	(۵) قبروں پر لکھنا	۱۹۰
۱۴۴	(۶) قبروں پر بیٹھنا	۱۹۲
۱۴۵	(۷) قبر کو روندنا یا اس پر قضائے حاجت کرنا	۱۹۳
۱۴۶	(۸) قبروں کو چراغوں سے روشن کرنا	۱۹۴
۱۴۷	(۹) قبر پر قرآن خوانی کرنا	۱۹۵

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

۱۴۸	(۱۰) قبر پر سورہ یاسین پڑھنا	۱۹۷
۱۴۹	(۱۱) قبروں پر عرس یا میلے لگانا	۱۹۷
۱۵۰	**نویں فصل**: تعزیت کے احکام ومسائل	۱۹۹
۱۵۱	(۱) تعزیت کا معنی	۱۹۹
۱۵۲	(۲) تعزیت کی فضیلت	۱۹۹
۱۵۳	(۳) تعزیت کا حکم	۲۰۰
۱۵۴	(۴) تعزیت کا وقت	۲۰۱
۱۵۵	(۵) تعزیت کی مدت	۲۰۲
۱۵۶	(۶) تعزیت کے لئے کسی ایک جگہ اکٹھے ہونا اور اہل میت کا ان کے لئے کھانا تیار کرنا	۲۰۴
۱۵۷	(۷) تعزیت کے الفاظ	۲۰۵
۱۵۸	۞ رسول اللہ ﷺ سے وارد تعزیت کے الفاظ	۲۰۶
۱۵۹	(۸) یتیم کے سر پر ہاتھ پھیرنا اور شفقت کرنا مستحب ہے	۲۰۷
۱۶۰	(۹) قرآن خوانی کروانا	۲۰۸

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

پیش لفظ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ حَمْدَ الشَّاكِرِيْنَ بِجَمِيْعِ مَحَامِدِهٖ عَلٰى جَمِيْعِ نَعْمَائِهٖ حَمْدًا كَثِيْراً طَيِّباً مُبَارَكاً بِمَا هُوَ أَهْلُه وَ صَلَّى اللّٰهُ عَلٰى مُحَمَّدٍ الْمُصْطَفٰى رَسُولِ الرَّحْمَةِ وَ خَاتَمِ النَّبِيِّيْنَ وَ عَلٰى آلِهِ الطَّيِّبِيْنَ الطَّاهِرِيْنَ وَ عَلٰى أَصْحَابِهٖ وَ مَنْ تَبِعَهُمْ بِاِحْسَانٍ اِلٰى يَومِ الدِّينِ. وَ بَعْدُ:

موت ایک اٹل حقیقت ہے جس سے کسی کو مفر نہیں، اس کرہ ارضی پر بہت سی حقیقتوں اور سچائیوں کے انکار کے باوجود کسی نے بھی آج تک اس حقیقت کا انکار نہ کیا ہے، چوں کہ اسلام ایک مکمل نظام حیات ہے، اور اس نے زندگی کے کسی بھی گوشہ کو تشنہ نہیں چھوڑا ہے، بلکہ اس کے تعلق سے ہمیں عمدہ اور مکمل راہ نمائی عطا فرمائی ہے، اسلام کی یہ خوبی اسے دنیا کے سارے ادیان و مذاہب سے فائق، برتر اور نمایاں بناتی ہے، اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے اپنے نبی محمد ﷺ کو اس دار فانی سے اس وقت تک وفات نہ دی جب تک کہ دین اسلام کو مکمل نہ فرمادیا اور انسانیت جن باتوں کی محتاج تھی ان کی خوب اچھی طرح وضاحت نہ فرمادی، جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿اَلْيَوْمَ أَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَأَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَرَضِيْتُ لَكُمُ الإِسْلاَمَ دِيْناً﴾ (المائدہ:۳) آج میں نے تمہارے لئے تمہارے دین کو کامل کردیا اور تم پر اپنا انعام بھرپور کردیا اور تمہارے لئے اسلام کے دین ہونے پر

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

رضامند ہوگیا۔

چنانچہ اسلام نے ایک مومن کے وقت احتضار سے لے کر وفات کے بعد اس کے غسل و تکفین، نماز جنازہ، دفن اور ما بعد الدفن سارے احکام ومسائل کی مکمل شرح وبسط کے ساتھ وضاحت فرمادی ہے اور اس کے تعلق سے زندہ افراد کی ذمہ داریوں اور اس کے ساتھ احسان کی جملہ صورتوں کو بحسن خوبی واشگاف کر دیا ہے اور مسلمانوں کو افراط وتفریط سے پاک ایک عمدہ راہ اعتدال عطا کیا ہے، جو انھیں مُردوں کی تعظیم میں غلو، شرک تک پہنچانے والے افراط اور بدعات وخرافات اور خود ساختہ خلاف شرع رسومات کے ارتکاب سے محفوظ رکھتا اور انھیں مُردوں کے حقوق کی ادائیگی میں تفریط وکوتاہی اور ان کے ساتھ بدسلوکی کی جملہ صورتوں سے بچاتا ہے۔

جب میں نے محسوس کیا کہ بہت سارے مسلم معاشرے دینی بصیرت سے محرومی اور غیر قوموں کے رسم ورواج سے مشابہت کے نتیجہ میں میت سے متعلق بہت سے ایسے غیر شرعی کاموں میں ملوث ہوگئے ہیں، جو شریعت اسلامیہ سے متصادم اور سلف صالحین کے طریقوں کے خلاف ہیں، لوگ میت کے وقت احتضار ہی سے ایسی بدعات وخرافات میں لگ جارہے ہیں جن کی شریعت اسلامیہ میں کوئی دلیل نہیں ہے، پھر قبروں کو اونچی کرنا، انھیں پختہ بنانا، انھیں مزین کرنا اور ان پر چادریں چڑھانا اور پھر صاحب قبر سے فریاد واستغاثہ کرنا جیسے گناہ عظیم کا ارتکاب کررہے ہیں، اور بہت سے مسلمان مسائل جنازہ سے نابلد حتی کہ نماز جنازہ کے مسنون طریقے سے بھی ناآشنا ہیں، تو میں نے مناسب سمجھا کہ اس موضوع پر ایک تحقیقی کتاب ترتیب دوں، جو عوام الناس اور تحقیقی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مزاج رکھنے والے افراد دونوں ہی کے لئے یکساں مفید ہو، چنانچہ میں نے اللہ کی توفیق سے شب وروز انتھک محنت کر کے اسلام کے چشمہ صافی سے چھان پھٹک کر جنازہ کے احکام ومسائل کو پیش کرنے کی کوشش کی، جس میں ہر مسئلہ کو کتاب وسنت کے بین دلائل سے مرصع کرنے کے ساتھ ہر حدیث کی تحقیق وتخریج اور ہر مسئلہ میں راجح کی جانب اشارے کا بھی اہتمام کیا اور مسئلہ سے متعلق کبار علماء متقدمین ومتأخرین کے اقوال اور فتووں کو نقل کر کے کتاب کو مزید جامع بنایا، اس کتاب میں جو کچھ حق اور درست ہے، وہ اللہ کی جانب سے ہے اور اگر کوئی غلطی اور کوتاہی ہے تو وہ میری اور شیطان کی جانب سے ہے اور اللہ اور اس کے رسول اس سے بری ہیں۔

یہ کتاب ایک مقدمہ، ایک تمہید اور نو فصلوں پر مشتمل ہے۔

اللہ رب العزت سے دعا ہے کہ وہ مؤلف کی اس حقیر کاوش کو شرف قبولیت سے نوازے، اور روز قیامت اِسے مؤلف اور اس کے والدین کے لئے اپنی رضا وخوشنودی اور دخول جنت کا ذریعہ اور جہنم سے نجات کا سامان بنائے، اس سے لوگوں کو نفع پہنچائے اور جملہ معاونین کو اجر جزیل سے نوازے، آمین یارب العالمین

طالب دعا: عبدالولی عبدالقوی
بندی کلاں، ضلع: مئو، یوپی، انڈیا
داعی مکتب دعوۃ وتوعیۃ الجالیات
الحائط (فدک)/سعودی عرب

waliazami@gmail.com

۴/شوال ۱۴۴۱ ہجری
مطابق: ۲۷/مئی ۲۰۲۰م

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تمہید:

الحمد لله و الصلاة والسلام على رسول الله و أشهد أن لا اله الا الله وحده لا شريک له و أشهد أن محمدا عبده ورسوله و بعد:

موت سے کسی کو مفر نہیں:

ارشاد باری تعالی ہے:

﴿كُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَةُ الْمَوْتِ وَإِنَّمَا تُوَفَّوْنَ أُجُورَكُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَمَن زُحْزِحَ عَنِ النَّارِ وَأُدْخِلَ الْجَنَّةَ فَقَدْ فَازَ وَما الْحَيَاةُ الدُّنْيَا إِلَّا مَتَاعُ الْغُرُورِ﴾ (آل عمران:۱۸۵)

ہر جان موت کا مزہ چکھنے والی ہے اور قیامت کے دن تم اپنے بدلے پورے پورے دئے جاؤ گے، پس جو شخص آگ سے ہٹا دیا جائے اور جنت میں داخل کر دیا جائے، بے شک وہ کامیاب ہو گیا اور دنیا کی زندگی تو صرف دھوکے کا سامان ہے۔

نیز ارشاد باری تعالی ہے:

﴿كُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ (26)وَيَبْقَى وَجْهُ رَبِّكَ ذُو الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ﴾ (الرحمٰن:۲۶)

زمین پر جو ہیں سب فنا ہونے والے ہیں، صرف تیرے رب کی ذات جو عظمت اور عزت والی ہے باقی رہ جائے گی۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نیز ارشاد باری تعالی ہے:

﴿أَيْنَمَا تَكُونُوا يُدْرِككُّمُ الْمَوْتُ وَلَوْ كُنتُمْ فِي بُرُوجٍ مُّشَيَّدَةٍ﴾ (النساء:۷۸)

تم جہاں کہیں بھی ہو، موت تمھیں آ پکڑے گی، گرچہ تم مضبوط قلعوں میں ہو۔

نیز ارشاد باری تعالی ہے:

﴿قُلْ إِنَّ الْمَوْتَ الَّذِي تَفِرُّونَ مِنْهُ فَإِنَّهُ مُلَاقِيكُمْ ثُمَّ تُرَدُّونَ إِلَى عَالِمِ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ فَيُنَبِّئُكُم بِمَا كُنتُمْ تَعْمَلُونَ﴾ (الجمعہ:۸)

کہہ دیجئے کہ جس موت سے تم بھاگتے ہو، وہ تمھیں پہنچ کر رہے گی، پھر تم سب چھپے اور کھلے کے جاننے والے (اللہ) کی طرف لوٹائے جاؤ گے اور وہ تمھیں تمہارے کئے ہوئے کاموں کی خبر دے گا۔

سہل بن سعد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس جبرئیل علیہ الصلاۃ والسلام تشریف لائے اور فرمایا:

"یا محمد! عش ما شئت فانك میت و أحبب من شئت فانك مفارقه واعمل ما شئت فانك مجزئ به"

اے محمد ﷺ! جب تک چاہو جیو، ہر حال میں مرنا ہے اور جس سے چاہو محبت کرو، ہر حال میں اسے داغ مفارقت دینا ہے اور جو چاہو عمل کرو، ہر حال میں اس کا بدلہ پانا ہے۔

(مستدرک حاکم ۴/۳۶۰، المعجم الأوسط ۴/۳۰۶ (حسن عند الالبانی رحمہ اللہ) دیکھئے:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سلسلۃ الاحادیث الصحیحہ ۲/۴۸۳ ح ۸۳۱)

❁ موت کو بکثرت یاد کرو اور موت کے بعد کی زندگی کے لئے تیاری کرو:

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"أكثروا ذكر هاذم اللذات"

لذتوں کو توڑ دینے والی موت کو بکثرت یاد کرو۔

(ترمذی ۲۳۰۷ (حسن صحیح عند الالبانی رحمہ اللہ) دیکھئے: صحیح الترمذی ۲/ ۵۲۶)

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھا، اتنے میں ایک انصاری صحابی آئے اور انھوں نے رسول اللہ ﷺ کو سلام کرنے کے بعد پوچھا: کون سا مومن افضل ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: جس کے اخلاق اچھے ہوں، پھر اس نے پوچھا: کون سا مومن زیادہ عقلمند ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: جو موت کو بکثرت یاد کرنے والا اور اس کے بعد کی زندگی کے لئے اچھی طرح تیاری کرنے والا ہو، یہی لوگ عقلمند ہیں۔

(ابن ماجہ ۴۲۵۹ (حسن عند الالبانی رحمہ اللہ) دیکھئے: صحیح ابن ماجہ ۲/ ۴۱۹)

❁❁❁

❁❁

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

پہلی فصل:

بیمار اور قریب المرگ کے احکام ومسائل

(۱) بیماری پر صبر کرنا:

مریض کے لئے ضروری ہے کہ بیماری پر صبر کرے اور اللہ سے اجر وثواب کی امید لگائے، چنانچہ صبر کے منافی امور شکوہ وشکایت، جزع فزع، سینہ کوبی، گریہ وزاری جیسے جاہلانہ کاموں سے پرہیز کرے، بلکہ اللہ کے فیصلہ سے راضی رہتے ہوئے ہمہ وقت اس کا شکر ادا کرے۔

صہیب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"عجبا لأمر المؤمن إن أمره كله له خير و ليس ذلك لأحد إلا للمؤمن إن أصابته سراء شكر فكان خيرا له و إن أصابته ضراء صبر فكان خيرا له"

مومن کا معاملہ بھی خوب ہے، اس کا ہر حال ہی بہتر ہوتا ہے اور یہ بات مومن کے سوا کسی کو نصیب نہیں، اگر خوشی میسر ہو تو شکر گزار ہوتا ہے، تو یہ اس کے لئے بہتر اور اگر تکلیف پہنچے تو صبر کرتا ہے تو بھی اس کے لئے بہتر۔

(مسلم ۲۹۹۹)

انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

"ان عظم الجزاء من عظم البلاء و ان الله اذا أحب قوما ابتلاهم فمن رضی فله الرضا و من سخط فله السخط"

اللہ کی جانب سے مصیبت جتنی بڑی ہوتی ہے اس کا ثواب بھی اتنا ہی بڑا ہوتا ہے، اللہ تعالی جب کسی قوم سے محبت کرتا ہے تو انھیں آزمائش سے دوچار کر دیتا ہے، لہذا جو اللہ کی آزمائش پر راضی رہے، اسے اللہ کی رضا حاصل ہوتی ہے اور جو ناراض ہو، اسے اللہ کی ناراضگی حاصل ہوتی ہے۔

(ترمذی ۲۳۹۶ (حسن عند الالبانی رحمہ اللہ) دیکھئے: صحیح الترمذی ۲/۵۶۴)

(۲) دوا علاج کرنا:

مریض کو چاہئے کہ حلال چیزوں سے دوا علاج کرے۔

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"ما أنزل الله داء الا أنزل له شفاءً"

اللہ نے کوئی بھی بیماری نازل نہیں کی مگر اس کے لئے شفا نازل کی۔

(بخاری ۵۶۷۸)

لیکن حرام چیزوں سے دوا علاج کرنے سے پرہیز کرے، کیوں کہ حرام چیزوں سے دوا علاج کرنا حرام ہے۔

جیسا کہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے موقوفا مروی ہے:

"ان الله لم يجعل شفاء كم فيما حرم عليكم"

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اللہ نے ان چیزوں میں شفا نہیں رکھی ہے جن کو تمہارے اوپر حرام قرار دیا ہے۔
(بخاری، الاشربۃ باب شراب الحلواء والعسل)

(۳) دم کرنا:

قرآنی آیات اور رسول اللہ ﷺ سے ثابت دعاؤں کو پڑھ کر اپنے اوپر دم کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

عوف بن مالک اشجعی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"لا باس بالرقی ما لم یکن فیه شرك"

اس جھاڑ پھونک میں کوئی حرج نہیں ہے جس میں شرک نہ ہو۔
(مسلم ۲۲۰۰)

عثمان بن ابو العاص رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے شکایت کی کہ جب سے انھوں نے اسلام قبول کیا ہے جسم کے کسی حصہ میں تکلیف رہتی ہے، تو آپ ﷺ نے فرمایا: تکلیف والی جگہ پر اپنے ہاتھ کو رکھو اور تین مرتبہ بسم اللہ پڑھو اور سات مرتبہ مندرجہ ذیل دعا پڑھو:

"أعوذ بعزة الله وقدرته من شر ما أجد و أحاذر"

میں اللہ تعالی کی عزت اور قدرت کی پناہ پکڑتا ہوں اس چیز کے شر سے جو میں پاتا ہوں اور جس سے ڈرتا ہوں۔ (مسلم ۲۲۰۲)

عائشہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ جس بیماری میں نبی اکرم ﷺ کا انتقال

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہوا، آپ ﷺ معوذات پڑھ کر اپنے اوپر دم کرتے تھے، جب آپ کی تکلیف بڑھ گئی، تو انھیں پڑھ کر میں آپ پر دم کرنے لگی اور آپ کے دست مبارک کے بابرکت ہونے کی وجہ سے آپ کے جسم پر پھیرنے لگی۔

(بخاری ۵۷۳۵، مسلم ۲۱۹۲)

(۴) تعویذ گنڈا لٹکانا حرام ہے:

بیماریوں کے علاج کے لئے تعویذ گنڈا لٹکانا یا دھاگے باندھنا حرام ہے۔

عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"من علق تميمة فقد أشرك"

جس نے تعویذ لٹکائی اس نے شرک کیا۔

(مسند احمد ۴/ ۱۵۶ (صحیح عند الالبانی رحمہ اللہ) دیکھئے: سلسلۃ الاحادیث الصحیحۃ ۱/ ۸۸۹)

نیز عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا:

"إن الرقى و التمائم و التولة شرك"

بیشک (شرکیہ) جھاڑ پھونک، تعویذ گنڈے اور محبت کے منتر شرک ہیں۔

(ابوداؤد ۳۸۸۵ (صحیح عند الالبانی رحمہ اللہ) دیکھئے: صحیح ابوداؤد ۲/ ۴۶۷)

اسی طرح علاج کے لئے شعبدہ بازوں، نجومیوں اور جادوگروں کے پاس جانا حرام ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(۵) خوف وامید کے درمیان زندگی گزارنا:

بیمار کو چاہئے کہ اپنے گناہوں پر اللہ کی سزا سے ڈرتا رہے اور ساتھ ہی رب کی رحمت کا امیدوار بھی رہے۔

انس رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ایک نوجوان کے پاس تشریف لائے جب کہ وہ موت وحیات کی کشمکش میں تھا، آپ ﷺ نے دریافت فرمایا: تم کیسے ہو؟ اس نے عرض کیا: اللہ کی قسم اے اللہ کے رسول ﷺ! اللہ تعالی سے رحمت کی امید بھی رکھتا ہوں اور اپنے گناہوں سے ڈرتا بھی ہوں، آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"لایجتمعان فی قلب عبد فی مثل هذا الموطن الا أعطاه الله ما یرجوا و آمنه مما یخاف"

ایسے موقع پر کسی بندہ کے دل میں جب یہ دو چیزیں پیدا ہو جائیں، تو اللہ تعالی اسے اس کی امید کے مطابق دے دیتا ہے اور جس بات کا اسے اندیشہ ہو، اسے اس سے محفوظ کر دیتا ہے۔

(ترمذی ۹۸۳ (حسن عند الالبانی رحمہ اللہ) دیکھئے: صحیح الترمذی ۱/۵۰۳)

لہذا ایک مسلمان کو خوف ورجا کے مابین زندگی گزارنی چاہئے، یعنی عذاب الہی سے ڈرتا رہے اور رب کی رحمت کا امیدوار بھی رہے، کیوں کہ جس پر خوف کا پہلو غالب ہو جائے، وہ رحمت الہی سے ایک طرح کی مایوسی میں مبتلا ہو جائے گا اور جس پر امید کا پہلو غالب ہو جائے، وہ عذاب الہی سے ایک

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

طرح کے اطمینان کا شکار ہو جائے گا، لیکن بحالت بیماری یا زندگی کے آخری ایام میں امید کے پہلو کو خوف کے پہلو پر غالب رکھا جائے اور رحمت الٰہی کی آس و امید کو بڑھا دیا جائے کہ اللہ میرے اوپر رحم و کرم کرے گا اور میرے گناہوں کو بخش دے گا۔

جیسا کہ جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو آپ کے انتقال سے تین دن پہلے فرماتے ہوئے سنا:

"لا یموتن أحدکم الا و ھو یحسن الظن باللہ عزو جل"

کوئی شخص دنیا سے نہ رخصت ہو مگر یہ کہ وہ اللہ عزوجل سے اچھا گمان رکھتا ہو۔ (مسلم ۲۸۷۷)

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

"أنا عند ظن عبدی بی.... "

میں اپنے بندے کے گمان کے پاس ہوتا ہوں۔ (یعنی بندہ میرے بارے میں جیسا گمان رکھتا ہے میں اس کے ساتھ ویسا ہی برتاؤ کرتا ہوں)

(بخاری ۷۴۰۵، مسلم ۲۶۷۵)

(۶) مریض موت کی تمنا نہ کرے:

بیمار کو چاہئے کہ صبر و تحمل سے کام لیتے ہوئے دوا علاج کرے، رب سے دعائیں کرے اور شفایابی کی امید لگائے، بیماری کی شدت یا سخت مصیب یا فقر

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

وفاقہ اورغربت وافلاس کی وجہ سے موت کی تمنا نہ کرے، کیوں کہ موت کی تمنا کرنا اللہ کے فیصلے سے عدم رضا اوراس کی رحمت سے مایوسی کی علامت ہے۔

انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"لا يتمنين أحدكم الموت من ضر أصابه، فان كان لا بد فاعلا فليقل: اللهم احيينى ما كانت الحياة خيرا لى و توفنى اذا كانت الوفاة خيرا لى"

اگر کوئی شخص کسی تکلیف میں مبتلا ہو، تو وہ موت کی تمنا نہ کرے اور اگر کوئی کرنے ہی لگے، تو اسے یہ کہنا چاہئے:

"اللهم احيينى ما كانت الحياة خيرا لى و توفنى اذا كانت الوفاة خيرا لى"

اے اللہ! جب تک زندگی میرے لئے بہتر ہے، مجھے زندہ رکھ، اور جب موت میرے لئے بہتر ہو، تو مجھے وفات دے دے۔

(بخاری ۵۶۷۱، مسلم ۲۶۸۰)

اور ایک دوسری روایت کے الفاظ یوں ہیں:

"و لا يتمنين أحدكم الموت،اما محسنا فلعله أن يزداد خيرا و اما مسيئا فلعله أن يستعتب"

اور تم میں سے کوئی شخص موت کی تمنا نہ کرے، کیوں کہ یا تو وہ نیک ہوگا، تو امید ہے کہ اس کی نیکیوں میں اضافہ ہو جائے، اور اگر وہ برا ہے، تو ممکن ہے کہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

توبہ ہی کرلے۔

(بخاری ۵۶۷۳ بروایت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ)

نیز ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"لا يتمنى أحدكم الموت ولا يدع به من قبل أن يأتيه، انه اذا مات أحدكم انقطع عمله وانه لا يزيد المؤمن عمره الا خيرا"

کوئی شخص موت کے آنے سے پہلے نہ تو موت کی تمنا کرے اور نہ اس کے لئے دعا کرے، اس لئے کہ جب بندہ کا انتقال ہوجاتا ہے، تو اس کے عمل کا سلسلہ منقطع ہوجاتا ہے اور مومن کی عمر اس کی زندگی میں خیر ہی کا اضافہ کرتی ہے۔

(مسلم ۲۶۸۲)

(۷) وصیت کرنا:

اگر مریض کے ذمہ لوگوں کے حقوق باقی ہوں تو بقدر امکان ادا کردے ورنہ وصیت کرجائے۔

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"ما حق امرىء مسلم له شيء يريد أن يوصي فيه يبيت ليلتين الا وصيته مكتوبة عنده"

کسی مسلمان کو یہ زیبا نہیں کہ وہ دو راتیں بھی اس حال میں گزارے جب کہ وہ کسی چیز کی وصیت بھی کرنا چاہتا ہو مگر اس کی وصیت تحریری شکل میں اس

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کے پاس موجود نہ ہو۔
(بخاری ۲۷۳۸، مسلم ۱۶۲۷)

اسی طرح غیر وارث رشتہ داروں کے لئے وصیت کرے، اسے اپنے مال سے ایک تہائی کی وصیت کا حق ہے، اس سے زیادہ جائز نہیں، البتہ اس سے کم افضل ہے۔

امامہ باہلی رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو حجۃ الوداع کے خطبہ میں فرماتے ہوئے سنا:

"ان الله قد أعطى كل ذى حق حقه فلا وصية لوارث"

اللہ نے ہر صاحب حق کو اس کا حق دے دیا ہے، لہذا کسی وارث کے حق میں وصیت جائز نہیں ہے۔

(ابن ماجہ ۲۷۶۳ (صحیح عند الالبانی رحمہ اللہ) دیکھئے: صحیح ابن ماجہ ۲/ ۳۶۶)

سعد بن ابو وقاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حجۃ الوداع کے موقع پر میں رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ تھا، اچانک میں سخت بیمار ہو گیا، پس موت کے کنارے پہنچ گیا تھا، رسول اللہ ﷺ نے میری عیادت فرمائی، میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول ﷺ! میرے پاس بہت زیادہ مال ہے اور صرف ایک بیٹی وارث ہے، کیا میں دو تہائی مال کی وصیت کر دوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: نہیں، میں نے عرض کیا: آدھے مال کی؟ آپ ﷺ نے فرمایا: نہیں، میں نے درخواست کی،

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تہائی مال کی؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں، تہائی کی اجازت ہے اور تہائی بھی بہت ہے، پھر آپ ﷺ نے فرمایا:

اے سعد! تم اپنے ورثاء کو خوشحال چھوڑ کر جاؤ یہ تمہارے لئے بہت بہتر ہے کہ انہیں تنگ دست چھوڑ کر جاؤ اور وہ لوگوں کے سامنے ہاتھ پھیلاتے رہیں۔

(بخاری ۴۴۰۹، مسلم ۱۶۲۸)

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں:

''مجھے پسند یہ ہے کہ لوگ تہائی کے بجائے چوتھائی کی وصیت کیا کریں، کیوں کہ آپ ﷺ نے تہائی کو زیادہ قرار دیا ہے''۔

(بخاری ۲۷۴۳، مسلم ۱۶۲۹)

(۸) مریض کی عیادت کرنا:

مریض کی عیادت کرنا مسنون اور ایک مسلمان کا دوسرے مسلمان پر حق ہے۔

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا:

"حق المسلم على المسلم خمس رد السلام و عيادة المريض واتباع الجنائز و اجابة الدعوة و تشميت العاطس"

ایک مسلمان کے دوسرے مسلمان پر پانچ حقوق ہیں (۱) جب وہ سلام کرے تو اس کے سلام کا جواب دینا (۲) بیمار پڑ جائے تو اس کی عیادت کرنا (۳) اس کے جنازہ میں شامل ہونا (۴) اس کی دعوت کو قبول کرنا (۵) اور جب اسے چھینک

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

آئے اور وہ الحمدللہ کہے تو اس کے جواب میں یرحمک اللہ کہنا۔
(بخاری ۱۲۴۰، مسلم ۲۱۶۲)

ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"اطعموا الجائع و عودوا المریض و فکوا العانی"

بھوکے کو کھانا کھلاؤ، بیمار کی عیادت کرو اور قیدی کو آزاد کراؤ۔

(بخاری، المرضی باب وجوب عیادۃ المریض ۵۶۴۹)

(۹) ''لا الہ الا اللہ'' کی تلقین کرنا:

عالم نزع میں ''لا الہ الا اللہ'' کی تلقین کرنا مسنون و مستحب ہے۔

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"لقنوا موتاکم لا اله الا الله" ان لوگوں کو جو مرنے کے قریب ہوں ''لا الہ الا اللہ'' کی تلقین کرو۔ (مسلم ۹۱۷)

معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"من کان آخر کلامه لا اله الا الله دخل الجنة"

جس کا آخری کلام ''لا الہ الا اللہ'' ہو، وہ جنت میں داخل ہوگا۔

(ابوداؤد ۳۱۱۶ (صحیح عند الالبانی رحمہ اللہ) دیکھئے: صحیح ابوداؤد ۲/ ۲۰۹)

تلقین کی کیفیت یہ ہو کہ قریب المرگ کے پاس موجود لوگوں میں سے کوئی آسانی و نرمی کے ساتھ ٹھہر ٹھہر کر باآواز بلند ''لا الہ الا اللہ'' پڑھے تاکہ مریض بھی سن

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کر اپنی زبان سے ’لا الہ الا اللہ‘ پڑھ دے، بس اتنی آواز سے پڑھے کہ مریض سن لے، زور زور سے چلا چلا کر بلا توقف لگا تار نہ پڑھے، اور نہ ہی مریض کو اس کے پڑھنے کا حکم دے، اس لئے کہ کہیں اگر مریض نے حالت نزع کی الجھنوں اور پریشانیوں کی وجہ سے اس کلمہ توحید کی بابت کچھ غلط لفظ کہہ دیا، تو یہ اس کے لئے انتہائی خطرناک ہے، اس لئے تلقین کرنے والا مریض کی نفسیاتی کیفیت کا پورا لحاظ رکھے، جب مریض ایک بار ’’لا الہ الا اللہ‘‘ پڑھ دے، تو پھر خاموشی اختیار کی جائے اور مریض سے دوسری باتیں نہ کی جائیں تا کہ اس کا آخری کلام ’’لا الہ الا اللہ‘‘ ہو، اور وہ بشارت نبوی کا مستحق ہو جائے اور اگر مریض اس کے بعد دوسری باتیں بولے، تو مذکورہ کیفیت سے عالم نزع کے مشکل احوال کی رعایت کرتے ہوئے اسے دوبارہ ’’لا الہ الا اللہ‘‘ کی تلقین کرے، اپنی تلقین سے اسے الجھن اور پریشانی میں نہ ڈالے کہ کہیں اس کی زبان سے کوئی نازیبا بات نہ نکل جائے۔

امام نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

’’اہل علم نے بکثرت اور لگا تار تلقین کرنے کو ناپسند کیا ہے کہ کہیں قریب المرگ اپنی بدحالی اور شدت مصیبت کی بنا پر گھٹن اور اکتاہٹ میں آ کر اس کلمہ توحید کو دل میں ناپسند نہ کر بیٹھے اور اس کی بابت کوئی ناروا لفظ نہ بول دے، اگر وہ ایک بار کلمہ توحید پڑھ دے، تو پھر دوبارہ تلقین نہ کی جائے، البتہ اگر پھر دوسری باتیں کرنے لگے، تو دوبارہ تلقین کی جائے تا کہ اس کی آخری بات ’’لا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

الہ الا اللہ'' ہو''۔ (شرح النووی علی صحیح مسلم ۶/ ۲۱۹)

اسی بنا پر جب عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ کو ان کی وفات کے وقت ایک شخص بکثرت اور لگا تار کلمہ ''لا الہ الا اللہ'' کی تلقین کرنے لگا، تو عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ نے اس سے کہا:

تم آداب تلقین سے واقف نہیں ہو، اور مجھے ڈر ہے کہ تم میرے بعد کسی مسلمان کو اذیت سے دوچار کروگے، جب تم مجھے تلقین کر چکو اور میں کلمہ پڑھ لوں اور اس کے بعد کوئی اور کلام نہ کروں، تو مجھے میری حالت پر چھوڑ دو، اور اگر میں کوئی اور کلام کروں، تو مجھے تلقین کرو تا کہ میرا آخری کلام کلمہ ''لا الہ الا اللہ'' ہو۔

(سیر اعلام النبلاء لذہبی ۷/ ۳۹۰، طبعہ دار الحدیث' قاہرہ)

البتہ اگر تلقین کرنے والا محسوس کرے کہ قریب المرگ شخص اپنے ایمان میں مضبوط ہے اور اس کے ہوش وحواس درست ہیں، تو پھر صیغہ امر کے استعمال میں کوئی حرج نہیں ہے۔

جیسا کہ انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک انصاری صحابی کی عیادت فرمائی اور ان سے فرمایا: تم ''لا الہ الا اللہ'' کہو، انھوں نے کہا: میرے حق میں اس کا کہنا بہتر ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''ہاں''

(مسند احمد ۲۱/ ۳۲۸، شعیب الارنؤوط نے کہا: اس کی سند صحیح' مسلم کی شرط پر ہے، نیز علامہ البانی رحمہ اللہ نے بھی اسے صحیح قرار دیا ہے، دیکھئے: احکام الجنائز للبانی ص ۲۰)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تلقین صرف کلمہ ''لا الہ الا اللہ'' کی جائے، اس لئے کہ حدیث میں یہی وارد ہے، اور اگر وفات پانے والا کلمہ توحید کے ساتھ ''محمد رسول اللہ'' بھی پڑھے، تو کوئی حرج نہیں ہے۔

تلقین کا حکم عام ہے، جو کافر کو بھی شامل ہے، لہذا وفات کے وقت کافر کو بھی کلمہ پڑھنے کی دعوت دینا مشروع ہے، جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے چچا ابو طالب کو اور اسی طرح اس یہودی بچے کو کلمہ ''لا الہ الا اللہ'' پڑھنے کو کہا جو آپ ﷺ کی خدمت کیا کرتا تھا۔

سعید بن المسیب رضی اللہ عنہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ جب ابو طالب کی وفات کا وقت قریب آیا، تو رسول اللہ ﷺ ان کے پاس تشریف لائے.....اور فرمایا:

"یا عم ! قل: لا اله الا الله كلمة اشهد لك بها عند الله"

چچا! آپ ''لا الہ الا اللہ'' کہہ دیجئے تا کہ میں اللہ کے یہاں آپ کے حق میں گواہی دے سکوں..... (بخاری ۱۳۶۰، مسلم ۲۴)

انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک یہودی لڑکا نبی کریم ﷺ کی خدمت کیا کرتا تھا، ایک دن وہ بیمار ہو گیا، آپ ﷺ اس کی عیادت کے لئے تشریف لائے اور اس کے سرہانے بیٹھ گئے اور فرمایا کہ مسلمان ہو جا، اس نے اپنے باپ کی طرف دیکھا، باپ وہیں موجود تھا، اس نے کہا: ابو القاسم جو کچھ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کہتے ہیں، مان لے، چنانچہ وہ بچہ اسلام لے آیا، آپ ﷺ یہ کہتے ہوئے باہر نکلے: شکر ہے اللہ کا جس نے اسے جہنم سے بچالیا۔ (بخاری ۱۳۵۶)

علامہ عبید اللہ مبارکپوری رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

تلقین کا طریقہ یہ ہے کہ قریب المرگ کے پاس موجود شخص کلمہ ''لا الہ الا اللہ'' پڑھے، تاکہ سن کر وہ بھی پڑھے، اسے پڑھنے کا حکم نہ دے اور یہ نہ کہے کہ تم ''لا الہ الا اللہ'' کہو، ہاں اگر قریب المرگ شخص کافر ہے تو اسے پڑھنے کا حکم دے..... (اور صرف ''لا الہ الا اللہ'' پر اکتفا نہ کرے) بلکہ اسے ''اشہدان لا الہ الا اللہ واشہدان محمدا رسول اللہ'' پڑھنے کو کہے، کیوں کہ ان دونوں کلموں کی گواہی کے بغیر کوئی کافر مسلمان نہیں ہوسکتا۔ (دیکھئے: مرعاۃ المفاتیح ۵/ ۳۰۸)

امام جمال الدین الاسنوی رحمہ اللہ رقمطراز ہیں:

اگر وفات پانے والا کافر ہو، تو اسے ''اشہدان لا الہ الا اللہ واشہدان محمدا رسول اللہ'' پڑھنے کا حکم دیا جائے، جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے یہودی بچے کو حکم دیا تھا، اگر اس کافر کے مسلمان ہونے کی امید ہو، تو اسے ''اشہدان لا الہ الا اللہ واشہدان محمدا رسول اللہ'' پڑھنے کی تلقین کرنا واجب ہے ورنہ مستحب۔

(دیکھئے: الموسوعۃ الفقہیہ ج ۳۵/ ۲۴)

(۱۰) قریب المرگ کے پاس سورہ یسین پڑھنے کا حکم:

قریب المرگ کے پاس بوقت احتضار سورہ یسین پڑھنا خلاف سنت، بدعت

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہے، اس لئے کہ اس بارے میں وارد درجہ ذیل روایت اہل علم کے نزدیک ضعیف ہے، علماء جرح وتعدیل نے اس کے روایوں پر کلام کیا ہے، اور اس بارے میں رسول اللہ ﷺ سے کوئی صحیح حدیث ثابت نہیں ہے، جس سے مذکورہ روایت کو تقویت مل سکے، یا سورہ یسین پڑھنے کا حکم ثابت ہو سکے۔

معقل بن یسار رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"اقرءوا یسن علی موتاکم" ان لوگوں پر جو مرنے کے قریب ہوں سورہ یسین پڑھو۔

(ابوداؤد ۳۱۲۱، مسند احمد ۳۳/ ۴۱۷، علامہ البانی رحمہ اللہ نے اسے ضعیف کہا ہے، دیکھئے: ضعیف ابوداؤد ۲/ ۴۷۴، ارواء الغلیل ۳/ ۱۵۰، مسند احمد کے محققین نے کہا: (اِس کے رواۃ میں سے) ابوعثمان اور ان کے والد کے مجہول الحال ہونے کی وجہ سے اس کی سند ضعیف ہے، امام نووی نے بھی اسے ضعیف کہا ہے، دیکھئے: الاذکار للنووی ص ۱۴۴، اور حافظ بن حجر رحمہ اللہ نے التلخیص الحبیر ۲/ ۲۴۴ پر کہا: ابن القطان نے اِس روایت کے مضطرب، موقوف اور اِس کے راوی ابوعثمان اور ان کے والد کے مجہول الحال ہونے کی وجہ سے اسے معلل قرار دیا ہے اور ابن العربی رحمہ اللہ نے دارقطنی کی بابت نقل کیا کہ انھوں نے کہا: کہ یہ روایت ضعیف، مجہول المتن ہے اور اس باب میں کوئی روایت بھی صحیح نہیں ہے)

علامہ البانی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

''قریب المرگ کے پاس سورہ یسین پڑھنے اور وفات کے بعد اسے قبلہ رو کر دینے سے متعلق کوئی صحیح حدیث ثابت نہیں ہے''۔ (احکام الجنائز ص۲۰)

نیز امام مالک رحمہ اللہ نے بوقت احتضار سورہ یسین یا کسی اور سورت کے پڑھنے کو مکروہ کہا ہے۔ (دیکھئے: الفواکہ الدوانی ۱/۲۸۴)

علامہ عبدالعزیز بن باز رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

قریب المرگ کے پاس سورہ یسین کے خاص کرنے کی کوئی دلیل نہیں ہے، اس لئے کہ اس سے متعلق وارد روایت ضعیف ہے۔

(دیکھئے: مجموع فتاوی ابن باز ۱۳/۹۴)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

دوسری فصل:

وفات کے بعد حاضرین کے کام

(أ) حاضرین کے لئے مسنون ومستحب کام:

وفات کے بعد میت کے پاس موجود لوگوں کے لئے کچھ مسنون ومستحب کام ہیں، جن میں سے بعض کا ہم ذیل میں ذکر کرتے ہیں:

(۱) مردہ کی آنکھوں کو بند کر دینا اور اس کے لئے دعائے خیر کرنا:

جب مردہ کا انتقال ہو جائے تو اس کی آنکھوں کو بند کر دینا مسنون ہے۔

ام سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ابوسلمہ رضی اللہ عنہ کے پاس آئے، اس وقت ان کی آنکھیں کھلی ہوئی تھیں، آپ ﷺ نے ان کو بند کیا اور فرمایا: جب روح پرواز کرتی ہے تو نگاہ اس کا پیچھا کرتی ہے، چنانچہ اہل خانہ واویلا کرنے لگے، آپ ﷺ نے فرمایا: اپنے لئے اچھی دعا کیا کرو، فرشتے تمہاری دعا پر آمین کہتے ہیں، پھر آپ ﷺ نے یوں دعا فرمائی:

"اللھم اغفر لابی سلمه و ارفع درجته فی المهدیین و اخلفه فی عقبه فی الغابرین و اغفر لنا و له یا رب العالمین و افسح له فی قبره و نور له فیه"

اے اللہ! ابوسلمہ کی مغفرت فرما، آخرت میں اس کے درجات بلند فرما،

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

پسماندگان کا والی بن جا، اے پروردگار! ہماری اور اس کی بخشش فرما، اس کی قبر کو کشادہ کر کے نور سے بھر دے۔ (مسلم حدیث نمبر ۹۲۰)

(۲) میت کے جسم کو ڈھانپنا:

جب میت کا انتقال ہو جائے، تو اس کے سارے جسم کو کپڑے سے ڈھانپ دیا جائے۔

عائشہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ کی روح پرواز کر گئی، تو آپ ﷺ کو دھاری دار چادر سے ڈھانپ دیا گیا۔

(بخاری ۵۸۱۴، مسلم ۹۴۲)

مذکورہ حکم غیر محرم کے لئے ہے، البتہ اگر میت محرم ہو یعنی حج یا عمرہ کا احرام باندھے ہوئے ہو اور اسی حالت میں اس کا انتقال ہو جائے، تو اس کا سر اور چہرہ نہ ڈھانپا جائے۔

جیسا کہ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ عرفات میں ٹھہرا ہوا ایک شخص اپنی سواری سے گرا، سواری نے اسے کچل ڈالا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"اغسلوه بماء و سدر و كفنوه في ثوبين و لا تحنطوا و لا تخمروا رأسه فانه يبعث يوم القيامة ملبيا"

اسے پانی اور بیری کے پتوں سے نہلاؤ، اسے دو کپڑوں میں کفن دو، نہ تو اسے خوشبو لگاؤ اور نہ اس کے سر کو چھپاؤ، اس لئے کہ یہ قیامت کے دن تلبیہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کہتے ہوئے اٹھے گا۔

اور صحیح مسلم میں اتنا زیادہ ہے:

"ولا تخمروا رأسه و لا وجهه" اس کے سر اور چہرہ کو نہ ڈھانپو۔

(بخاری ۱۲۶۵، مسلم ۱۲۰۶/ ۹۸)

(۳) تجہیز و تکفین میں جلدی کرنا:

انتقال کے بعد میت کی تجہیز و تکفین میں جلدی کی جائے۔

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

جنازوں کے بارے میں جلدی کیا کرو۔

(بخاری ۱۳۱۵، مسلم ۹۴۴)

صاحب الشرح الکبیر تحریر فرماتے ہیں:

جب مردہ کی موت کا یقین ہو جائے، تو تجہیز و تکفین میں جلدی کرنا مستحب ہے، تاکہ مردہ کی لاش خراب نہ ہو، امام احمد رحمہ اللہ نے کہا: "مردہ کی عزت و توقیر اس کے جلدی دفن کرنے میں ہے" اور اگر تھوڑا انتظار کر لینے میں کچھ ایسے لوگوں کے جمع ہو جانے کی توقع ہو، جو اس کے لئے نماز جنازہ میں دعائے مغفرت کریں گے، تو تھوڑا انتظار کر لینے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ (الشرح الکبیر ۶/ ۲۱-۲۳)

(۴) قرض کی ادائیگی میں جلدی کرنا:

اگر میت پر قرض ہو تو اس کے مال سے اس کی ادائیگی میں جلدی کی جائے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"نفس المؤمن معلقة بدينه حتى يقضى عنه"

مومن کی جان اپنے قرضوں کی وجہ سے لٹکی رہتی ہے، یہاں تک کہ اس کے قرضوں کی ادائیگی کردی جائے۔

(ترمذی ۱۰۷۸ (صحیح عندالالبانی رحمہ اللہ) دیکھئے: صحیح الترمذی ۱/ ۵۴۷)

چنانچہ اگر میت نے مال چھوڑا ہو تو وراثت کی تقسیم اور وصیت کے نفاذ سے پہلے اس کے مال سے اس کے قرضوں کی ادائیگی کردی جائے اور اگر اس نے مال نہ چھوڑا ہو، تو اس کے قرابت داروں اور عام مسلمانوں کے حق میں مستحب ہے کہ اس کے قرضوں کی ادائیگی کردیں اور اگر اس کے پاس مال تو نہیں تھا لیکن قرضوں کی ادائیگی کی نیت رکھتا تھا، تو اللہ تعالی روز قیامت اس کی جانب سے اس کے قرضوں کی ادائیگی فرمادیں گے۔

(دیکھئے: نیل الاوطار ۴/ ۲۸، شرح زاد المستقنع ۲/ ۱۶۲)

جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ اگر کوئی قرض دار شخص مرجاتا، تو رسول اللہ ﷺ اس کی نماز جنازہ نہیں پڑھتے تھے (صحابہ سے کہتے تھے تم پڑھ لو) (ایک مرتبہ) آپ ﷺ کے پاس ایک جنازہ لایا گیا، تو آپ ﷺ نے صحابہ سے پوچھا: کیا اس پر قرض ہے؟ صحابہ رضی اللہ عنہم نے کہا: ہاں، دو دینار قرض ہیں، آپ ﷺ نے صحابہ سے کہا: تم اس کی نماز جنازہ پڑھو (اتنے میں) ابوقتادہ انصاری رضی اللہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

عنہ نے کہا: اے اللہ کے رسول ﷺ وہ دو دینار مجھ پر ہیں، تو آپ ﷺ نے اس کی نماز جنازہ پڑھی۔

(ابوداؤد ۳۳۴۳ (صحیح عندالالبانی رحمہ اللہ) دیکھئے: صحیح ابوداؤد ۲/ ۳۳۸)

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"من أخذ أموال الناس يريد أداء ها أدى الله عنه "

جو شخص لوگوں سے مال (بطور قرض) لے اور اس کی ادائیگی کی نیت رکھتا ہو، تو اللہ اس کی جانب سے اس کی ادائیگی فرمادے گا۔ (بخاری ۲۳۸۷)

مفہوم یہ ہے کہ اللہ سبحانہ وتعالی اس کے قرضوں کی ادائیگی کے اسباب فراہم کرے گا اور اگر دنیا میں ادائیگی نہ کرسکا، تو آخرت میں اس کے قرض خواہوں کو اس سے راضی فرمادے گا۔

(۵) شرعی طریقہ سے موت کی خبر دینا:

موت کی خبر دینا جائز ہے، بشرطیکہ وہ جاہلانہ رسم کے مطابق نہ ہو، اور اگر غسل میت اور اس کی تجہیز وتکفین اور نماز کے لئے کوئی بھی نہ ہو، تو خبر دینا واجب ہے۔ (احکام الجنائز للالبانی ص ۴۵)

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ جس روز نجاشی کا انتقال ہوا، اسی دن آپ ﷺ نے ان کے انتقال کی اطلاع عام مسلمانوں کو دی۔

(بخاری ۱۲۴۵، مسلم ۹۵۱)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

لیکن بے صبری کا مظاہرہ کرتے ہوئے اور میت کے محاسن کو بطور فخر بیان کرکر کے موت کی خبر دینا جاہلانہ کام نیز حرام ہے۔
(الملخص الفقہی للفوزان ص ۲۹۸، الاعلام بفوائد عمدۃ الاحکام لابن الملقن ۴/ ۳۸۷)

امام نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

مذکوہ اور دیگر احادیث کی روشنی میں صحیح بات یہ ہے کہ جسے میت کے انتقال کی خبر نہ ہو، اسے خبر دینا مکروہ نہیں ہے، بلکہ نمازیوں کی کثرت کے ارادہ سے خبر دینا مستحب ہے، البتہ میت کی خاندانی شرافت وکرامت اور اس کے محاسن کو بطور فخر بیان کرنا اور لوگوں میں اس کا پرچار کرنا جاہلانہ کام ہے جس سے اسلام نے منع کیا ہے۔ (المجموع للنووی ۵/ ۱۷۱)

نیز اپنی معروف کتاب ''الأذکار ص ۲۶۲'' میں فرماتے ہیں:

''میت کے اہل خانہ، اس کے قرابت داروں اور دوست واحباب کو موت کی خبر دینا مستحب ہے، ممنوع جاہلانہ طریقہ پر موت کی خبر دینا ہے، اہل جاہلیت کا طریقہ یہ تھا کہ جب ان کے کسی بلند مرتبہ انسان کا انتقال ہوجاتا تو وہ قبیلوں میں ایک سوار کو بھیجتے جو جاکر بآواز بلند کہتا: ''نعایا فلان'' ''یا نعایا فلان'' یعنی فلاں کی موت سے عرب ہلاک ہوگئے اور اس کے ساتھ چیخ وپکار اور رونا دھونا بھی کرتے۔''

(۶) میت کو بوسہ دینا:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جس کا کوئی قریبی رشتہ دار یا عزیز فوت ہوجائے، تو فرط محبت سے اسے بوسہ دینا جائز ہے۔

عائشہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اپنی "السنح" (عوالی مدینہ میں ایک جگہ کا نام) کی رہائش گاہ سے گھوڑے پر تشریف لائے، اتر کر مسجد میں آئے ..... نبی کریم ﷺ کے پاس پہنچے، آپ ﷺ دھاری دار چادر سے ڈھانپے ہوئے تھے، چہرہ سے کپڑا اٹھایا اور جھک کر آنکھوں کے درمیان بوسہ دیا اور رو پڑے۔ (بخاری حدیث نمبر ۱۲۴۱)

(۷) میت کے گھر والوں کے لئے کھانا بنانا مسنون ہے:

قرابت داروں اور پڑوسیوں کے حق میں میت کے گھر والوں کے لئے کھانا بنا کر بھیجنا مسنون و مستحب ہے۔

عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب جعفر رضی اللہ عنہ کی شہادت کی خبر آئی، تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"اصنعوا لآل جعفر طعاما فانهم قد أتاهم أمر يشغلهم"

جعفر کے گھر والوں کے لئے کھانا تیار کرو، بلاشبہہ انھیں ایک ایسا معاملہ درپیش ہے، جس نے انھیں مشغول کر دیا ہے۔

(ابوداؤد ۳۱۳۲، ابن ماجہ ۱۶۱۰ (حسن عند الالبانی رحمہ اللہ) دیکھئے: صحیح ابوداؤد ۲/۳۸۳)

ابواسحاق الشیرازی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

''مذکورہ روایت کی بنا پر میت کے قرابت داروں اور پڑوسیوں کے حق میں مستحب ہے کہ وہ میت کے گھر والوں کے لئے کھانا بنائیں''۔

(دیکھئے: المہذب فی فقہ الامام الشافعی للشیرازی ۱/ ۲۵۹)

امام صنعانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''اس حدیث میں یہ ثبوت موجود ہے کہ میت کے گھر والوں کو تسلی دینے کی غرض سے ان کے لئے کھانا تیار کرنا مشروع ہے، کیوں کہ وہ وفات کی وجہ سے دوسرے امور میں مشغول ہیں''۔ (سبل السلام للصنعانی ۱/ ۵۰۸)

(ب) وفات کے موقع پر حاضرین کے بعض حرام کام:

وفات کے بعد میت کے تعلق سے کئے جانے والے بعض حرام کام ہیں، جو معاشرہ میں رائج ہیں، ہم ذیل میں بعض کا ذکر کرتے ہیں، تاکہ مسلمان ان کی حرمت وقباحت سے آشنا ہو کر ان سے اجتناب کریں:

(۱) میت پر نوحہ وماتم کرنا:

وفات کے بعد قرابت داروں یا میت کے پاس موجود لوگوں کا نوحہ وماتم، آہ وبکا یا چیخ و پکار کرنا، سینہ پیٹنا یا گریبان پھاڑنا، اسی طرح اپنے لئے موت یا بربادی کی بدعائیں کرنا شرعاً ناجائز، حرام ہے، کیوں کہ یہ افعال قضائے الٰہی سے عدم رضا کی دلیل ہیں۔

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

"اثنتان فی الناس هما بهم کفر الطعن فی النسب و النیاحة علی المیت"

لوگوں میں دو کفریہ باتیں پائی جاتی ہیں، نسب میں طعنہ زنی کرنا اور میت پر نوحہ کرنا۔ (مسلم حدیث نمبر ۶۷)

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"لیس منا من لطم الخدود و شق الجیوب و دعا بدعوی الجاهلیة"

جو گال پر چانٹے مارے، گریبان چاک کرے اور دور جاہلیت کی پکار پکارے، وہ ہم میں سے نہیں ہے۔ (بخاری ۱۲۹۴، مسلم ۱۰۳)

حافظ بن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

مذکورہ حدیث سے پتہ چلتا ہے کہ کسی کی موت پر گال پر چانٹے مارنا، گریبان پھاڑنا اور دور جاہلیت کی پکار پکارنا حرام ہے، کیوں کہ یہ افعال قضائے الٰہی سے عدم رضا کی دلیل ہیں، اور اگر کوئی ان افعال کی حرمت کو جانتے ہوئے کھلم کھلا انھیں حلال سمجھے یا اس مصیبت پر کھلم کھلا اپنی ناراضگی کا اظہار کرے، تو پھر حدیث میں وارد نفی کو دین سے خارج ہو جانے پر محمول کرنے میں کوئی رکاوٹ نہیں ہے۔ (دیکھئے: فتح الباری لابن حجر ۳/۱۶۴)

ام عطیہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ بیعت لیتے وقت رسول اللہ ﷺ نے ہم سے یہ بھی عہد لیا تھا کہ ہم (میت پر) نوحہ نہیں کریں گی۔

(بخاری ۱۳۰۶، مسلم ۹۳۶)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ایک عورت بیان کرتی ہیں جنھوں نے نبی کریم ﷺ سے بیعت کی تھی کہ آپ ﷺ نے جن نیک کاموں کا ہم سے عہد لیا، ان میں یہ بھی شامل تھا کہ ہم آپ ﷺ کی نافرمانی نہیں کریں گی، چہرہ نہیں نوچیں گی، واویلا نہیں کریں گی، گریبان چاک نہیں کریں گی اور بالوں کو پراگندہ نہیں کریں گی۔

(ابوداؤد ۳۱۳۱ (صحیح عندالالبانی رحمہ اللہ) دیکھئے: صحیح ابوداؤد ۲/۲۸۳)

ابو بردہ بن ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ بیمار پڑے، ایسے کہ ان پر غشی طاری تھی اور ان کا سر ان کی ایک بیوی کی گود میں تھا، ان کی ایک رشتہ دار عورت چلا کر رونے لگی، ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ اس وقت کچھ بول نہ سکے، لیکن جب ان کو ہوش آیا، تو انھوں نے فرمایا: میں اس کام سے بری ہوں جس سے رسول اللہ ﷺ نے اظہار براءت فرمایا ہے، رسول اللہ ﷺ نے مصیبت کے وقت چلا کر رونے والی، سر منڈانے والی اور گریبان چاک کرنے والی عورتوں سے اپنی براءت کا اظہار فرمایا تھا۔ (بخاری ۱۲۹۶، مسلم ۱۰۴)

بلکہ ان افعال کا ارتکاب اس قدر شنیع ہے کہ اگر میت نے اپنی زندگی میں ان کے کرنے کی وصیت کی ہو، یا اس کی قوم کا دستور رہا ہو اور اس نے منع نہ کیا ہو، تو ان افعال قبیحہ پر اسے بھی عذاب دیا جاتا ہے۔

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں..... کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"و ان الميت يعذب ببكاء أهله عليه"

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اور میت کو اس کے گھر والوں کے نوحہ و ماتم کی وجہ سے عذاب ہوتا ہے۔
(بخاری ۱۳۰۴، مسلم ۹۲۷)

اور دوسری روایت میں ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

"المیت یعذب فی قبرہ بما نیح علیہ" میت کو اس پر نوحہ کئے جانے کی وجہ سے قبر میں عذاب ہوتا ہے۔ (بخاری ۱۲۹۲، مسلم ۹۲۷)

البتہ موت کی خبر سن کر شدت غم کی وجہ سے اقرباء و احباء کی آنکھوں کا نمناک واشکبار ہو جانا ایک فطری عمل ہے، جس میں نہ تو کوئی گناہ ہے اور نہ ہی شرعاً کوئی ممانعت ہے، نیز اگر بے ساختہ رونے کی ہلکی آواز نکل جائے تو بھی کوئی حرج نہیں ہے، بشرطیکہ اس کے ساتھ چیخ و پکار، نوحہ و ماتم اور اللہ کی ناراضگی کے الفاظ نہ ہوں۔

جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب میرے والد شہید کر دئے گئے، تو میں ان کے چہرے پر پڑا ہوا کپڑا کھولتا اور روتا تھا، دوسرے لوگ تو مجھے اس سے روکتے تھے، لیکن نبی کریم ﷺ کچھ نہیں کہہ رہے تھے.....۔

(بخاری ۱۲۴۴، مسلم ۲۴۷۱)

عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کو ان کی وفات کے بعد بوسہ دیا، گویا میں نبی ﷺ کے رخساروں پر آنسو بہتے دیکھ رہی ہوں۔

(ابن ماجہ ۱۴۵۶ (صحیح عند الالبانی رحمہ اللہ) دیکھئے: صحیح ابن ماجہ ۲/۹)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ابوسیف لوہار کے یہاں گئے، یہ ابراہیم (رسول اللہ ﷺ کے صاحبزادے) کو دودھ پلانے والی کے خاوند تھے..... دیکھا کہ اس وقت ابراہیم دم توڑ رہے ہیں، یہ دیکھ کر رسول اللہ ﷺ کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے، تو عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ بول پڑے، اے اللہ کے رسول ﷺ! آپ بھی لوگوں کی طرح بے صبری کر رہے ہیں؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ابن عوف! یہ بے صبری نہیں، یہ تو رحمت ہے، پھر آپ ﷺ دوبارہ روئے اور فرمایا: ''آنکھوں سے آنسو جاری ہیں اور دل غم سے نڈھال ہیں، پر ہم زبان سے وہی کہیں گے جو ہمارے پروردگار کو پسند ہے، اور اے ابراہیم! ہم تمہاری جدائی سے غمگین ہیں۔

(بخاری ۱۳۰۳، مسلم ۲۳۱۵)

اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی ایک صاحبزادی نے خبر بھجوائی کہ میرا ایک لڑکا مرنے کے قریب ہے، اس لئے آپ تشریف لائیں..... .....رسول اللہ ﷺ جانے کے لئے اٹھے، آپ کے ساتھ سعد بن عبادہ، معاذ بن جبل، ابی بن کعب، زید بن ثابت اور بہت سے دوسرے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بھی تھے، بچے کو رسول اللہ ﷺ کے سامنے کیا گیا جس کی جانکنی کا عالم تھا، یہ دیکھ کر آپ ﷺ کی آنکھوں سے آنسو بہ نکلے، سعد رضی اللہ عنہ بول اٹھے، اے اللہ کے رسول ﷺ! یہ رونا کیسا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: یہ تو اللہ کی رحمت ہے کہ جسے اللہ تعالیٰ نے اپنے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(نیک) بندوں کے دلوں میں رکھا ہے اور اللہ تعالی بھی اپنے ان رحم دل بندوں پر رحم فرماتا ہے، جو دوسروں پر رحم کرتے ہیں۔ (بخاری ۱۲۸۴، مسلم ۹۲۳)

امام نووی رحمہ اللہ مذکورہ حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں:

اس حدیث کا معنی یہ ہے کہ سعد رضی اللہ عنہ کا خیال تھا کہ رونے کی ساری قسمیں حرام ہیں، اور آنسو بہانا بھی حرام ہے، اور انھوں نے یہ سمجھا کہ رسول اللہ ﷺ بھول گئے ہیں، اس لئے آپ ﷺ کو یاد دلایا، تو رسول اللہ ﷺ نے انھیں بتلایا کہ صرف رونا اور آنسو بہانا حرام اور مکروہ نہیں، بلکہ یہ تو رحمت اور فضیلت ہے، بلکہ حرام تو نوحہ کرنا اور میت کے محاسن بیان کر کر کے رونا ہے۔

(شرح النووی علی صحیح مسلم ۶/ ۲۲۵)

علامہ عبدالعزیز بن باز رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

مجرد آنکھ سے آنسو بہانا یا ہلکی آواز کے ساتھ رونا نوحہ میں داخل نہیں ہے، بلکہ لگاتار اونچی آواز سے رونا نوحہ ہے، اور یہ منع ہے۔

(دیکھئے: فتاوی نور علی الدرب لابن باز ۱۴/ ۳۹۲)

(۲) غیر شرعی طریقہ سے موت کی خبر دینا:

غیر شرعی طریقہ سے دور جاہلیت کے طرز پر موت کی خبر دینا شرعا حرام ہے، جس کا ذکر پچھلے صفحات پر اِس فصل کے مسئلہ نمبر ۵ میں گزر چکا ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تیسری فصل:

غسل میت کے احکام ومسائل

(۱) غسل میت کی فضیلت:

ابورافع رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"من غسل مسلما فكتم عليه غفر الله له أربعين مرة....."

جس نے کسی مسلمان کو غسل دیا اور اس کے عیوب کو چھپالیا، اللہ تعالی اسے چالیس مرتبہ معاف فرمادیتا ہے.....۔

(بیہقی ۳/ ۳۹۵، مستدرک حاکم ۱/ ۵۱۶ (صحیح عندالالبانی رحمہ اللہ) دیکھئے: صحیح الترغیب والترہیب ۳/ ۳۶۸ ح ۳۴۹۲، امام حاکم نے کہا: یہ روایت صحیح، امام مسلم کی شرط پر ہے)

(۲) غسل میت کا حکم:

میت کو غسل دینا فرض کفایہ ہے، اگر بعض لوگ اس کو انجام دے دیں، تو باقی لوگوں سے گناہ ساقط ہوجاتا ہے اور اگر کوئی بھی اس کام کو انجام نہ دے، تو سب کے سب گناہ گار ہوتے ہیں۔

جس محرم کو اس کی اونٹنی نے روند ڈالا تھا، رسول اللہ ﷺ نے اس کے بارے میں فرمایا:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

"اغسلوہ بماء و سدر"

اسے پانی اور بیری کے پتوں سے غسل دو۔

(بخاری ۱۲۶۵، مسلم ۱۲۰۶)

یہ بات معلوم ہے کہ میت کو سارے لوگ غسل نہیں دیں گے، بلکہ بعض لوگوں کا اس کام کو انجام دے دینا کفایت کرے گا، اس بنا پر میت کو غسل دینا فرض کفایہ ہے۔

(دیکھئے: الشرح الممتع ۳/ ۳۳۶)

امام نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

مسلمانوں کا اجماع ہے کہ میت کو غسل دینا فرض کفایہ ہے، اگر بعض لوگ اسے انجام دے دیں، تو باقی لوگوں سے گناہ ساقط ہو جاتا ہے اور اگر کوئی بھی میت کو غسل نہ دے، تو سب کے سب گناہ گار ہوتے ہیں۔

(ملاحظہ ہو: المجموع ۵/ ۱۱۳)

(۳) غسل میت کا زیادہ حق دار کون؟

غسل میت کا زیادہ حقدار وہ ہے جسے میت نے اپنی زندگی میں غسل دینے کی وصیت کی ہو، کیوں کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنی بیوی اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا کو وصیت کی کہ وہ انھیں غسل دیں اور انس رضی اللہ عنہ نے وصیت کی کہ انھیں محمد بن سیرین رحمہ اللہ غسل دیں، چنانچہ ان دونوں نے غسل دیا۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نیز اس لئے بھی کہ وصیت میت کا حق ہے، لہذا میت کا وصیت کردہ شخص دوسرے لوگوں پر مقدم ہے۔

اور اگر میت نے کسی کو وصیت نہ کی ہو، تو مرد کو غسل دینے کا زیادہ حقدار اس کا باپ پھر اس کا دادا پھر اس کا بیٹا اور نیچے کے لوگ ہیں، پھر باپ کے رشتہ داروں میں سے قریب در قریب لوگ پھر ماں کے رشتہ داروں میں سے مرد پھر اجنبی لوگ ہیں اور عورت کو غسل دینے کی زیادہ حقدار اس کی ماں پھر اس کی دادی پھر اس کی بیٹی پھر قریب در قریب لوگ پھر اجنبیہ عورتیں ہیں۔

غسل میت کے زیادہ حقدار ہونے کی یہ ترتیب اس وقت ہے جب مذکورہ سبھی لوگ غسل میت کے طریقہ سے بحسن خوبی واقف ہوں اور اس کا مطالبہ کر رہے ہوں اور اگر غسل میت کے طریقہ سے واقف ہوں نہ ہی اس کا مطالبہ کر رہے ہوں، تو غسل میت کے لئے اس کو مقدم کیا جائے گا جو اس کے احکام سے واقف ہو۔ (الملخص الفقہی ۳۰۰)

علامہ محمد بن صالح العثیمین رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

مذکورہ ترتیب کی ضرورت اس وقت ہوگی جب یہ لوگ میت کو غسل دینے کے حریص ہوں، اور اگر یہ لوگ میت کو غسل دینے کے حریص نہ ہوں تو میت کو غسل وہ شخص دے گا جو عام مسلمانوں کو غسل دیتا ہے۔

(الشرح الممتع ۵/۳۴۰)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(۴) شوہر بیوی کو غسل دے سکتا ہے:

شوہر اپنی بیوی کو غسل دے سکتا ہے۔

عائشہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ بقیع سے جنازے کے بعد میرے پاس تشریف لائے، میرے سر میں شدید درد ہو رہا تھا اور میں کہہ رہی تھی: ہائے میرا سر، آپ ﷺ نے فرمایا: بلکہ ہائے میرا سر، اگر تم مجھ سے پہلے مرگئی، تو تمھیں کوئی نقصان نہیں، میں خود تم کو غسل دوں گا، خود کفن دوں گا، پھر تمہارا جنازہ پڑھ کر خود دفن کروں گا۔

(ابن ماجہ ۱۴۶۵ (حسن عند الالبانی رحمہ اللہ) دیکھئے: صحیح ابن ماجہ ۱/ ۲۴۷)

اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں نے اور علی رضی اللہ عنہ نے فاطمہ بنت رسول اللہ ﷺ (علی رضی اللہ عنہ کی بیوی) کو غسل دیا۔

(مستدرک حاکم ۳/ ۱۷۹ (حسن عند الالبانی رحمہ اللہ) دیکھئے: ارواء الغلیل ۳/ ۱۶۲ ح ۷۰۱)

(۵) بیوی شوہر کو غسل دے سکتی ہے:

عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ اگر مجھے پہلے خیال آتا جو بعد میں آیا، تو رسول اللہ ﷺ کو آپ کی بیویاں ہی غسل دیتیں۔

(ابن ماجہ ۴۶۴ (صحیح عند الالبانی رحمہ اللہ) دیکھئے: صحیح ابن ماجہ ۱/ ۲۴۷ ح ۱۱۹۶)

علامہ عبدالعزیز بن باز رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

اگر بیوی کو غسل کا طریقہ معلوم ہو، تو شوہر کو غسل دینے میں کوئی حرج نہیں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہے، جیسا کہ علی رضی اللہ عنہ نے اپنی بیوی فاطمہ رضی اللہ عنہا کو اور اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا نے اپنے شوہر ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو غسل دیا۔

(مجموع فتاوی ابن باز ۱۳/ ۱۰۷)

امام شافعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

انتقال کے بعد شوہر اپنی بیوی کو اور بیوی اپنے شوہر کو غسل دے سکتے ہیں۔

(الأم للشافعی ۱/ ۴۵۷)

(۶) مرد کے لئے بیوی کے علاوہ کسی اور عورت کو اور عورت کے لئے شوہر کے علاوہ کسی اور مرد کو غسل دینا جائز نہیں ہے:

مرد کے لئے بیوی کے علاوہ کسی اور عورت کو اور عورت کے لئے شوہر کے علاوہ کسی اور مرد کو غسل دینا جائز نہیں ہے، گرچہ میت اس کا محرم یا قرابت دار کیوں نہ ہو، کیوں کہ جب ان دونوں کا بقید حیات ایک دوسرے کو دیکھنا اور غسل دینا حرام تھا، تو مرنے کے بعد بھی ایک دوسرے کو دیکھنا اور غسل دینا حرام ہے۔

علامہ عبدالعزیز بن باز رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''مرد کے لئے اپنی بیوی کے علاوہ کسی اور عورت مثلاً ماں، بیٹی یا اپنے محارم میں سے کسی عورت کو غسل دینا جائز نہیں ہے''۔

(مجموع فتاوی ابن باز ۱۳/ ۱۰۷)

چنانچہ مرد کے لئے سات سال یا اس سے زیادہ عمر کی بچی کو غسل دینا جائز

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نہیں ہے، گرچہ وہ اس کی محرم کیوں نہ ہو، اور عورت کے لئے سات سال یا اس سے زیادہ عمر کے بچے کو غسل دینا جائز نہیں ہے، گرچہ وہ اس کا محرم کیوں نہ ہو۔
(الاقناع ۱/۳۳۴، الملخص الفقہی ص ۳۰۱)

(۷) سات سال سے کم عمر کے میت کو مرد و عورت کوئی بھی غسل دے سکتے ہیں:

سات سال سے کم عمر کے میت کو مرد و عورت کوئی بھی غسل دے سکتے ہیں، اس لئے کہ سات سال سے کم عمر کے بچے یا بچی کی شرمگاہ کا زندگی میں کوئی اعتبار نہیں ہے، تو مرنے کے بعد بھی اس کی شرمگاہ کا کوئی اعتبار نہیں ہے۔
(الروض المربع ۱/۱۷۵، الملخص الفقہی ۳۰۱)

علامہ عبدالعزیز بن باز رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''سات سال سے کم عمر کی بچی کو مرد غسل دے سکتا ہے، خواہ وہ اس کا محرم ہو یا اجنبی ہو، اس لئے کہ سات سال سے کم عمر کی بچی کی شرمگاہ کا کوئی اعتبار نہیں ہے اور اسی طرح سات سال سے کم عمر کے بچے کو عورت غسل دے سکتی ہے''۔
(مجموع فتاوی ابن باز ۱۳/۱۰۷)

(۸) کیا حائضہ عورت میت کو غسل دے سکتی ہے؟

حائضہ عورت کے لئے عورتوں کو غسل دینا اور انھیں کفن پہنانا جائز ہے اور مردوں میں سے وہ صرف اپنے شوہر کو غسل دے سکتی ہے، میت کو غسل دینے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سے حیض روکاوٹ نہیں ہے۔ (دیکھئے: فتاوی اللجنہ الدائمہ ۸/ ۳۶۹)

(۹) شہید کو غسل نہیں دیا جائے گا:

اگر شہید میدان کارزار میں اپنی جگہ ہی پر جام شہادت نوش کر جائے، تو اسے غسل نہیں دیا جائے گا۔

جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے احد کے دن شہداء احد کو بغیر غسل کے دفن کر دیا اور فرمایا:

"أدفنوهم في دمائهم" انھیں ان کے خونوں سمیت دفن کر دو۔

(بخاری، الجنائز باب من لم یر غسل الشہداء ۱۳۴۶)

جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے شہداء احد کے بارے میں فرمایا:

"لا تغلسوهم فان كل جرح أو دم يفوح مسكا يوم القيامة و لم يصل عليهم"

انہیں غسل مت دو، روز قیامت ہر زخم سے مشک کی خوشبو بھڑکے گی، آپ ﷺ نے ان کی نماز جنازہ بھی ادا نہیں فرمائی۔

(مسند احمد ۳/ ۲۹۹ (صحیح عند الالبانی رحمہ اللہ) دیکھئے: ارواء الغلیل ۳/ ۱۶۴)

علامہ محمد بن صالح العثیمین رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

ہر مسلمان مردہ کو غسل و کفن دیا جائے گا اور اس کی نماز جنازہ بھی پڑھی جائے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

گی، لیکن میدان کارزار کے شہید کو نہ تو غسل وکفن دیا جائے گا اور نہ ہی ان کی نماز جنازہ پڑھی جائے گی۔

(دیکھئے: الشرح الممتع ۵/۳۶۴)

لیکن اگر میدان کارزار کا زخمی اپنے زخم سے متاثر ہوکر اپنے بستر ے پر انتقال کر جائے، تو اسے غسل وکفن دیا جائے گا اور اس کی نماز جنازہ پڑھی جائے گی، اور وہ اپنی نیت کے خلوص کے مطابق شہادت کے اجر سے بہرہ یاب ہوگا۔

(۱۰) میت کو غسل دینے والے کی شرائط:

میت کو غسل دینے والے کے اندر مندرجہ ذیل تین شرائط کا پایا جانا ضروری ہے:

پہلی شرط: اسلام:

مسلمان میت کو غسل دینے والے کا مسلمان ہونا ضروری ہے، چنانچہ مسلمان میت کو کسی کافر کا غسل دینا درست نہیں ہے، کیوں کہ غسل میت عبادت ہے اور کافر عبادات کا اہل نہیں ہے۔

اسی طرح کسی مسلمان کے لئے جائز نہیں کہ وہ کسی کافر میت کو غسل وکفن دے، اس کی جنازہ پڑھے اور اسے دفن کرے، اگر اس کی لاش کو دفن کرنے کے لئے کوئی کافر موجود نہ ہو، تو مسلمان کو چاہئے کہ گڈھا کھود کر اس میں اس کافر کی لاش چھپا دے، تاکہ اس کی لاش کی بدبو سے لوگوں کو تکلیف نہ پہنچے۔

ابوطلحہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے بدر کے روز کفار قریش کے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

چوبیس سرداروں کی لاشوں کو ایک اندھے کوئیں میں پھینکنے کا حکم فرمایا تھا، چنانچہ ان گندے لوگوں کو ایک گندے کوئیں میں پھینک دیا گیا.....۔

(بخاری ۳۹۷۶، مسلم ۲۸۷۵)

دوسری شرط: عقل:

دوسری شرط عقل ہے اور اس کی ضد جنون ہے، چنانچہ عقل سے محروم، دیوانہ شخص کا میت کو غسل دینا درست نہیں ہے، کیوں کہ غسل میت عبادت ہے اور وہ فقدان عقل کی وجہ سے عبادات کا مکلّف نہیں ہے یہاں تک کہ اس کی عقل واپس آجائے۔

تیسری شرط: تمیز:

تیسری شرط تمیز ہے اس کی ضد صغرسنی (چھوٹا پن) ہے اور اس کی حد سات سال ہے، چنانچہ سات سال سے کم عمر کے بچے کا کسی میت کو غسل دینا درست نہیں ہے، کیوں کہ غسل میت عبادت ہے اور چھوٹا بچا جو ابھی سن تمیز کو نہ پہنچا ہو، عبادات کا مکلّف نہیں ہے۔

عائشہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"رفع القلم عن ثلاثة : عن النائم حتى يستيقظ و عن الصغير حتى يكبر و عن المجنون حتى يعقل أو يفيق"

تین قسم کے لوگوں سے قلم اٹھالیا گیا ہے (۱) سوئے ہوئے شخص سے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

یہاں تک کہ وہ بیدار ہوجائے (۲) چھوٹے بچے سے یہاں تک کہ وہ بڑا ہوجائے (۳) دیوانہ سے یہاں تک کہ وہ سمجھنے لگے یا مرض جنون سے شفایاب ہوجائے۔

(ابن ماجہ ۲۰۴۱ (صحیح عندالالبانی رحمہ اللہ) دیکھئے: صحیح ابن ماجہ ج ۱/ ۳۴۷ ح ۱۶۶۰)

(۱۱) غسل میت کا طریقہ:

ہم ذیل میں واجبات ومسنونات پر مشتمل غسل میت کا طریقہ بالتفصیل ذکر کرتے ہیں:

(أ) میت کے کپڑوں کو نکالنے سے پہلے ناف سے گھٹنے تک اس کی شرمگاہ چھپادی جائے، پھر غسل کے لئے اس کے کپڑے نکالے جائیں، کیوں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"اذا أنكح احدكم عبده أو أجيره فلا ينظرن الى شيء من عورته فان ما أسفل من سرته الى ركبتيه من عورته"

جب کوئی اپنے غلام یا مزدور کی شادی کردے، تو اس کی شرمگاہ کے کسی حصہ کو نہ دیکھے، کیوں کہ ناف سے گھٹنے تک اس کی شرمگاہ ہے۔

(مسند احمد ۲/ ۱۸۷ (حسن عندالالبانی رحمہ اللہ) دیکھئے: ارواء الغلیل ۱/ ۳۰۲)

نیز رسول اللہ ﷺ نے ایک دوسری حدیث میں فرمایا:

"ان الفخذ عورة" بیشک ران بھی حدود ستر میں سے ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(ترمذی ۲۷۹۵ (صحیح عندالالبانی رحمہ اللہ) دیکھئے: صحیح الترمذی ج ۳/ ۱۱۵)

(ب) شرمگاہ چھپانے کے بعد مردہ کے کپڑے نکالے جائیں، جیسا کہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے نبی ﷺ کو غسل دینے کے وقت آپس میں اختلاف کیا اور کہا:

"واللہ ! لا ندری أنجرد رسول اللہ ﷺ من ثیابہ کما نجرد موتانا أم نغسلہ و علیہ ثیابہ"

اللہ کی قسم! ہم نہیں جانتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے کپڑے نکال دیں جس طرح (غسل کے وقت) اپنے مردوں کے کپڑے نکالتے ہیں یا آپ کو کپڑوں سمیت غسل دیں۔

(ابوداؤد ۳۱۴۱ (حسن عندالالبانی رحمہ اللہ) دیکھئے: صحیح ابوداؤد ۲/ ۶۰۷)

معلوم ہوا کہ کپڑے نکال کر میت کو غسل دینا عہد نبوی میں معروف طریقہ تھا۔

(ج) غسل دینے والا میت کے سر کو اٹھائے یہاں تک کہ وہ بیٹھنے کے قریب ہو جائے، پھر میت کے پیٹ کو نرمی کے ساتھ اپنے ہاتھ سے دبائے تاکہ جو گندگی نکلنے والی ہو وہ ابھی نکل جائے اور غسل و کفن کے بعد نکلنے کی وجہ سے غسل اور کفن خراب نہ ہوں، ہاں اگر حاملہ عورت ہو تو اس کے پیٹ کو نہ دبایا جایا جائے۔

امام شافعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

غسل دینے والا میت کو نرمی کے ساتھ بٹھائے اور اپنے ہاتھ کو اس کے پیٹ پر نرمی کے ساتھ پھیرے تا کہ کوئی نکلنے والی چیز ہو تو نکل جائے۔

(الأم ۱/۴۷۰)

(ح) غسل دینے والا اپنے بائیں ہاتھ میں دستانہ پہن لے یا کوئی کپڑا لپیٹ لے اور اس سے میت کی شرمگاہ کو اچھی طرح صاف کرے اور شرمگاہ پر ڈالے گئے کپڑے کے نیچے سے پانی بہائے، ہاتھ میں کوئی کپڑا وغیرہ لپیٹے بغیر شرمگاہ کو ہاتھ نہ لگائے، کیوں کہ جب شرمگاہ کی جانب دیکھنا حرام ہے، تو اس کا چھونا بدرجہ اولی حرام ہے، اسی طرح اپنے دائیں ہاتھ میں بھی دستانہ پہن لے یا کوئی کپڑا لپیٹ لے اور اس سے باقی جسم کو صاف کرے۔

(خ) غسل دینے والا میت کو نماز جیسا وضو دلائے۔

ام عطیہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"ابدأن بميامنها و مواضع الصلاة منها"

غسل دائیں طرف سے اور وضو کی جگہوں سے شروع کرو۔

چنانچہ غسل دینے والا وضو اور غسل کی نیت کرے اور بسم اللہ کہے، کیوں کہ غسل میت عبادت ہے اور عبادات کا دارومدار نیت پر ہے، جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"انما الاعمال بالنيات" اعمال کا دارومدار نیتوں پر ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

پھر میت کے دونوں ہاتھوں کو تین بار دھوئے، پھر کلی اور ناک میں پانی ڈالنے کے عوض روئی یا کپڑے کا فاہا پانی میں تر کر کے میت کے دانتوں پر پھیرے اس طرح تین مرتبہ اس کے دانتوں کو صاف کرے، پھر روئی یا کپڑے کے فاہے کو ناک کے دونوں سوراخوں میں داخل کرے اور اس سے اس کی ناک کو صاف کرے، پھر اس کے چہرہ کو تین بار پھر دائیں ہاتھ کو کہنی تک تین بار، پھر بائیں کو کہنی تک تین بار دھوئے، پھر اس کے سر اور کان کا ایک ایک بار مسح کرے، پھر دائیں پاؤں کو تین بار پھر بائیں کو تین بار دھوئے۔

(د) پھر بیری کے پتوں یا صابن کے جھاگ سے اس کے سر اور داڑھی کو اچھی طرح دھوئے، ایسا تین مرتبہ کرے، کیوں کہ رسول اللہ ﷺ غسل جنابت میں وضو کے بعد اپنے سر کو دھوتے تھے۔

(ل) پھر میت کے جسم کو دھونا شروع کرے، پہلے جسم کے دائیں اعضاء کو پھر بائیں کو دھوئے، کیوں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"ابدأن بميامنها" جسم کے دائیں جانب سے شروع کرو۔

چنانچہ پہلے دایاں ہاتھ، پھر دایاں مونڈھا، پھر سینہ کے دائیں حصہ کو پھر دائیں پہلو، ران، پڈلی اور پاؤں کو دھوئے، پھر اسی طرح بائیں جانب کے اعضاء کو دھوئے، پھر پورے بدن پر پانی بہائے، غسل میں بیری کے پتے یا صابن استعمال کرے، تاکہ صفائی اچھی طرح ہوجائے، غسل دیتے وقت

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

آخری مرتبہ پانی میں کچھ خوشبو ملا دے کافور ہو تو بہتر ہے۔

(م) میت کو ایک بار غسل دینا واجب ہے اور تین بار مستحب ہے اور اگر صفائی نہ ہو تو اس سے زیادہ بار بھی غسل دینا جائز ہے اور یہ غسل دینے والے کی مرضی پر ہے۔

ام عطیہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے، اس وقت ہم آپ کی بیٹی زینب رضی اللہ عنہا کو غسل دے رہی تھیں، آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"اغسلنها ثلاثا أو خمسا أو أكثر من ذلك ان رأيتن ذلك بماء وسدر و اجعلن فی الآخرة كافورا او شيئا من كافور"

تین بار، پانچ بار، سات بار اور اگر تم مناسب سمجھو تو اس سے بھی زیادہ بار پانی اور بیری کے پتے سے غسل دو اور آخری بار کچھ کافور بھی ملا دو۔

(بخاری ۱۲۵۳، مسلم ۹۳۹)

(ن) غسل طاق بار دئے جائیں:

ام عطیہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ کی بیٹی زینب رضی اللہ عنہا کا انتقال ہو گیا، تو آپ ﷺ نے ہم سے فرمایا:

"اغسلنها وترا ثلاثا أو خمسا" انھیں طاق بار تین یا پانچ مرتبہ غسل دو۔

(مسلم، الجنائز باب فی غسل المیت ۹۳۹)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(و) عورت کی چوٹیوں کو کھول کر اچھی طرح دھویا جائے، پھر غسل کے بعد کنگھی کر کے بالوں کی تین چوٹیاں بنا کر پیچھے ڈال دی جائیں، جیسا کہ ام عطیہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ ہم نے رسول اللہ ﷺ کی بیٹی زینب رضی اللہ عنہا کے بالوں کی تین چوٹیاں بنا دیں اور انھیں پیچھے ڈال دیا۔

(بخاری ۱۲۶۰، ۱۲۶۲، ۱۲۶۳ مسلم ۹۳۹)

(ہ) غسل سے فراغت کے بعد میت کے جسم کو کسی کپڑے سے خشک کیا جائے، اب اس کے بعد میت کو کفن پہنایا جائے، جیسا کہ ہم اگلی فصل میں اس کے احکام کا ذکر کرتے ہیں۔

(۱۲) اگر میت کو غسل دینا مشکل ہو جائے تو کیا کیا جائے؟

اگر میت کے جسم کے ٹکڑے ٹکڑے ہو جانے کی وجہ سے غسل دینا مشکل ہو جائے، تو اسے تیمّم دلا دیا جائے، کیوں کہ اللہ سبحانہ وتعالی نے پانی نہ ملنے یا اس کے استعمال سے عاجزی یا نقصان پہنچنے کی صورت میں چھوٹی و بڑی ناپاکی سے پاکی حاصل کرنے کے لئے تیمّم کو مشروع قرار دیا ہے۔

(مجموع فتاوی ابن باز ۱۳/۱۲۳، فتاوی اللجنۃ الدائمہ ۸/۳۷۱)

چنانچہ اگر جلے ہوئے یا پانی میں ڈوب کر مرے ہوئے شخص کو غسل دینا ممکن ہو، تو انھیں غسل دیا جائے اور اگر غسل دینے کی وجہ سے جسم کے ٹکڑے ٹکڑے ہو جانے کا اندیشہ ہو، تو پورے جسم پر صرف پانی بہا دیا جائے اور اسے ہاتھ نہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

لگایا جائے اور اگر صرف پانی پڑنے ہی سے جسم کے ٹکڑے ٹکڑے ہو جانے کا اندیشہ ہو تو غسل نہ دیا جائے، بلکہ حسب امکان تیمّم دلا دیا جائے، اور اگر بعض اعضاء کا دھونا مشکل ہو جائے تو جس کا دھونا ممکن ہو اسے دھل دیا جائے اور جس کا دھونا ممکن نہ ہو اس کے عوض تیمّم دلا دیا جائے۔

(۱۳) میت کو غسل دینے والا خود غسل کرے:

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"من غسل الميت فليغتسل و من حمله فليتوضأ"

جو شخص مردے کو غسل دے اسے چاہئے کہ وہ خود بھی غسل کرے اور جو اس کو اٹھائے وہ وضو کرے۔

(ابوداؤد ۳۱۶۱ (صحیح عند الالبانی رحمہ اللہ) دیکھئے: صحیح ابوداؤد ۲/ ۲۸۹)

علامہ البانی رحمہ اللہ مذکورہ حدیث کے بعد لکھتے ہیں:

"حکم دینے سے غسل کرنا بظاہر ضروری محسوس ہوتا ہے، لیکن دیگر دلائل کو سامنے رکھیں تو واجب نہیں بلکہ مستحب اور بہتر معلوم ہوتا ہے۔

(۱) رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے:

"ليس عليكم فى غسل ميتكم غسل اذا اغتسلتموه فان ميتكم ليس بنجس فحسبكم أن تغسلوا أيديكم"

جب میت کو غسل دو تو تم پر غسل کرنا ضروری نہیں، کیوں کہ تمہارے مردے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نجس نہیں ہوتے، بس اپنے ہاتھ دھولو یہ کافی ہے۔
(مستدرک حاکم، کتاب الجنائز باب من غسل لمیت فلیغتسل ۱/ص ۳۸۶، سند حسن ہے)

(۲) عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ:

"کنا نغسل المیت فمنا من یغتسل و منا من لا یغتسل"
(سنن الدارقطنی، الجنائز باب التسلیم فی الجنازۃ ۲/۷۲ ح ۴، تاریخ بغداد ۵/۴۲۴، سند صحیح ہے)

ہم میت کو غسل دیا کرتے تھے، پھر ہم میں سے کوئی غسل کر لیتا تھا اور کوئی نہیں کرتا تھا۔"

(دیکھئے: احکام الجنائز للالبانی ص ۹۷)

عبداللہ بن ابوبکر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب ابوبکر رضی اللہ عنہ کی وفات ہوئی، تو اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا نے انہیں غسل دیا، پھر وہاں پر موجود مہاجرین کے پاس آئیں اور ان سے پوچھا کہ آج میں روزے سے ہوں اور آج سخت ٹھنڈک کا دن ہے، تو کیا میرے اوپر غسل کرنا واجب ہے، انھوں نے کہا: نہیں۔

(موطا امام مالک، الجنائز باب غسل لمیت ح ۳)

معلوم ہوا کہ جو شخص میت کو غسل دے اس کے لئے غسل کرنا مستحب ہے، واجب نہیں ہے تاکہ اگر چھینٹیں وغیرہ پڑ گئی ہوں، تو اس سے صفائی حاصل ہو جائے۔

فتوی کمیٹی ریاض نے بھی مستحب ہونے کا فتوی جاری کیا ہے۔

(دیکھئے: فتاوی اللجنۃ الدائمۃ ۵/ ۳۱۸)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(۱۴) غسل دینے والا میت کے عیوب کو چھائے:

ابورافع رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"من غسل مسلما فكتم عليه غفر الله له أربعين مرة....."

جس نے کسی مسلمان کو غسل دیا اور اس کے عیوب کو چھپالیا، اللہ تعالی اسے چالیس مرتبہ معاف فرمادیتا ہے.....۔

(بیہقی ۳/ ۳۹۵، مستدرک حاکم ۱/ ۵۱۶ (صحیح عند الالبانی رحمہ اللہ) دیکھئے: صحیح الترغیب والترہیب ۳/ ۳۶۸ ح ۳۴۹۲)

امام نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"غسل دینے والے کے لئے مستحب ہے کہ اگر میت کے چہرہ کو پرنور یا جسم سے اچھی خوشبو یا اس طرح کی اچھی چیزیں دیکھے، تو اسے لوگوں سے بیان کرے اور اگر ناپسندیدہ امور دیکھے مثلاً چہرہ کا سیاہ ہوجانا، جسم سے ناگوار مہک آنا، جسم کے کسی حصہ کا متغیر ہوجانا یا شکل کا بدل جانا وغیرہ تو ان امور کو کسی سے بیان کرنا حرام ہے۔" (الأذکار للنووی ص ۲۶۳)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

چوتھی فصل:

کفن میت کے احکام ومسائل

(۱) کفن کا حکم:

مسلمان میت کو کفن دینا فرض کفایہ ہے، اگر بعض لوگ اسے انجام دے دیں، تو باقی لوگوں سے گناہ ساقط ہو جاتا ہے اور اگر کوئی بھی اسے کفن نہ دے، تو سب کے سب گناہ گار ہوتے ہیں۔

امام نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''دلائل اور اجماع کی روشنی میں میت کو کفن دینا فرض کفایہ ہے''۔ (المجموع ۵/ ۱۴۵)

(۲) کفن میت کی فضیلت:

ابو رافع رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

".....و من كفن ميتا كساه الله من سندس و استبرق الجنة....."

جو کسی (مسلمان) مردہ کو کفن پہنائے، اللہ تعالی اسے (روز قیامت) جنت کے عمدہ ریشمی کپڑے اور کم خواب سے آراستہ فرمائیں گے۔

(بیہقی ۳/ ۳۹۵، مستدرک حاکم ۱/ ۵۱۶ (صحیح عند الالبانی رحمہ اللہ) دیکھئے: صحیح الترغیب والترہیب ۳/ ۳۶۸ ح ۳۴۹۲، امام حاکم نے کہا: یہ روایت صحیح، امام مسلم کی شرط پر ہے)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(۳) کفن یا اس کی قیمت مال میت سے لی جائے:

کفن اور اس کی قیمت مال میت سے لی جائے، خواہ اس کے علاوہ کچھ بھی باقی نہ بچے۔

خباب بن ارت رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ ہم نے صرف رضائے الٰہی کی خاطر رسول اللہ ﷺ کے ساتھ مل کر اللہ کی راہ میں ہجرت کی، چنانچہ ہمارا اجر اللہ تعالیٰ کے یہاں محفوظ ہو گیا، ہمارے کچھ ساتھی اس دنیا سے رخصت ہو گئے اور انھیں ہجرت سے کوئی مالی فائدہ نہ ہوا، انھیں میں سے مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ تھے، جو غزوہ احد کے روز شہید ہو گئے، انھوں نے کچھ بھی نہ چھوڑا جس میں ان کو کفن دیا جا سکے، بس ایک دھاری دار چادر تھی، چنانچہ اگر ہم ان کا سر ڈھانپتے تو پاؤں ننگے ہو جاتے اور اگر پاؤں چھپاتے تو سر برہنہ ہو جاتا، اس موقع پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''چادر کو سر کی طرف ڈال دو اور باقی جسم پر اذخر گھاس رکھ دو۔''

(بخاری ۱۲۷۶، مسلم ۹۴۰)

امام نووی رحمہ اللہ مذکورہ حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں:

کفنِ میت مالِ میت سے واجب ہے اور اگر میت نے مال نہ چھوڑا ہو، تو اس پر واجب ہے جو اس کے خرچ کا ذمہ دار تھا، اور اگر اس کے پاس بھی مال نہ ہو، تو بیت المال اس کے کفن کا ذمہ دار ہے، اور اگر بیت المال کے پاس بھی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مال نہ ہو، تو مسلمانوں پر اس کا کفن واجب ہے۔
(شرح النووی علی صحیح مسلم ۱۲/۷)

امام شافعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

میت کے کفن اور دفن تک کے اخراجات مال میت سے لئے جائیں گے، میت کے قرض خواہوں اور وارثوں کو کفن و دفن کے اخراجات کو روکنے کا کوئی حق نہیں ہوگا۔

(دیکھئے: الام للشافعی ۴۴۴/۱)

اور اگر کوئی شخص میت کے لئے کفن اپنی جانب سے صدقہ کردے، تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔

(دیکھئے: الشرح الممتع ۳۸۳/۵)

(۴) زندگی میں اپنا کفن تیار کرنا:

موت سے پہلے زندگی میں اپنا کفن تیار کرنا' نہ تو مسنون ہے نہ ہی مستحب، البتہ جائز ہے، اگر کوئی شخص زندگی میں اپنا کفن تیار کرتا ہے، تو کوئی حرج نہیں ہے، جیسا کہ درجہ ذیل روایت اس پر دلالت کرتی ہے۔

سہل بن سعد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک عورت نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں ایک بنی ہوئی حاشیہ دار چادر آپ ﷺ کے لئے تحفہ لائیں .....اس عورت نے کہا: میں نے اپنے ہاتھ سے اسے بنا ہے اور آپ کو پہنانے کے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

لئے لائی ہوں، نبی کریم ﷺ نے وہ کپڑا قبول کیا، آپ ﷺ کو اس وقت اس کی ضرورت بھی تھی، پھر اسے ازار کے طور پر باندھ کر آپ ﷺ باہر تشریف لائے، تو ایک صحابی نے کہا: یہ تو بڑی اچھی چادر ہے، اسے آپ مجھے پہنا دیجئے، لوگوں نے ان سے کہا: آپ نے (مانگ کر) کچھ اچھا نہ کیا، رسول اللہ ﷺ نے اسے اپنی ضرورت کی وجہ سے پہنا تھا، اور آپ نے یہ مانگ لیا، حالانکہ آپ کو معلوم ہے کہ رسول اللہ ﷺ کسی کا سوال رد نہیں کرتے، تو اس شخص نے کہا: اللہ کی قسم! میں نے یہ چادر آپ ﷺ سے اپنے پہننے کے لئے نہیں بلکہ اپنا کفن بنانے کے لئے مانگی تھی، سہل نے بیان کیا کہ وہی چادر اس شخص کا کفن بنی۔

(بخاری ۱۲۷۷)

مذکورہ روایت سے معلوم ہوا کہ زندگی میں اپنا کفن تیار کرنا جائز ہے، اس لئے کہ اگر ایسا کرنا درست نہ ہوتا، تو رسول اللہ ﷺ نے اس پر ضرور نکیر کی ہوتی۔

(۵) کفن کیسا ہو:

کفن کا ساتر ہونا شرط ہے اور مستحب یہ ہے کہ سفید اور صاف ستھرا ہو، خواہ نیا ہو یا دھلا ہوا ہو، اگر نیا ہو تو بہتر ہے۔

جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک دن خطبہ ارشاد فرماتے ہوئے ایک صحابی کا تذکرہ فرمایا جسے وفات کے بعد ناکافی کفن پہنایا گیا اور رات کو دفن کر دیا گیا، چنانچہ آپ ﷺ نے سختی سے منع فرمایا کہ کسی کو

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

رات میں دفن نہ کیا جائے حتی کہ اس کی نماز جنازہ ادا کی جائے الا یہ کہ انسان مجبور ہو۔

مزید فرمایا: جب کوئی مسلمان اپنے مسلمان بھائی کو کفن دے تو اگر ممکن ہو تو اچھا کفن دے۔ (مسلم ۹۴۳)

علامہ البانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

علماء کرام کہتے ہیں کہ ''اچھے کفن'' سے مراد یہ ہے کہ صاف ستھرا ہو، موٹا ہو، سارے بدن کو چھپانے والا ہو اور درمیانی قسم کا ہو، اچھے سے مراد ضرورت سے زیادہ مہنگا اور نفیس نہیں ہے۔ (دیکھئے: احکام الجنائز ۷۷)

(۶) کفن کی مقدار:

کفن میں واجب ایک کپڑا ہے جو سارے بدن کو ڈھانپ دے، اور مستحب یہ ہے کہ مرد کی تکفین تین کپڑوں میں ہو اور عورت کی پانچ کپڑوں میں، ازار، دوپٹہ، قمیص اور دو لفافے، چھوٹے بچے کو ایک ہی کپڑا کافی ہے اور تین کپڑے جائز ہیں، چھوٹی بچی کا کفن قمیص اور دو لفافے ہونا چاہئے۔

(الملخص الفقہی للفوزان ۳۰۵)

عائشہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کو تین سفید سوتی سحولی چادروں میں کفن دیا گیا، اس میں نہ قمیص تھی اور نہ پگڑی۔

(بخاری ۱۲۶۴، مسلم ۹۴۰)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

علامہ ابن حزم رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

مسلمان مرد کے لئے افضل تین سفید کپڑے ہیں، جس میں اسے کفن دیا جائے، جس میں قمیص، عمامہ اور پائجامہ نہ ہوں، عورت کو مذکورہ تین کپڑوں سمیت مزید دو اور کپڑوں میں کفن دیا جائے اور اگر ایک کپڑے سے زیادہ کی طاقت نہ ہو تو ایک کپڑا بھی کفایت کرے گا اور اگر دو میت کے لئے ایک ہی کپڑا میسر ہو تو دونوں کو اسی میں داخل کر دیا جائے اور اگر مرد و عورت کو مذکورہ مقدار سے کم یا زیادہ میں کفن دیا جائے، تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔

(المحلی لابن حزم ۵/ ۱۱۷)

لیلی بنت قانف الثقفیہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں ان عورتوں میں شامل تھی جنھوں نے ام کلثوم دختر رسول ﷺ کو ان کی وفات کے وقت غسل دیا تھا، آپ ﷺ نے ہمیں (ان کے کفن کے لئے) سب سے پہلے تہبند عنایت فرمایا، پھر قمیص، پھر اوڑھنی، پھر ایک چادر ان کو لپیٹنے کے لئے، پھر ان کپڑوں کے بعد انھیں ایک دوسرے کپڑے میں لپیٹا گیا، بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کفن لئے دروازے کے پاس تشریف فرما تھے اور ہمیں ایک ایک کپڑا دیتے جاتے تھے۔

(ابوداؤد ۳۱۵۷، علامہ البانی رحمہ اللہ نے کہا: یہ روایت ضعیف ہے، دیکھئے: ضعیف ابوداؤد ۳۱۵۷، ارواء الغلیل ۳/ ۱۷۳، شعیب الارنؤوط نے کہا: نوح بن

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حکیم الثقفی کے مجہول ہونے کی وجہ سے اس کی سند ضعیف ہے، دیکھئے: مسند احمد تحقیق شعیب الارنؤوط ۴۵/ ۱۰۶، امام نووی اور ابن الملقن رحمہما اللہ نے اسے حسن قرار دیا ہے، دیکھئے: المجموع ۵/ ۲۰۵، البدر المنیر لابن الملقن ۵/ ۲۲۱)

علامہ البانی رحمہ اللہ لیلی بنت قانف الثقفیہ کی مذکورہ روایت کے ضعیف ہونے کی وجہ سے کفن میں عورت کے لئے بھی مرد کی طرح تین کپڑوں کے قائل ہیں، چنانچہ اپنی کتاب ''احکام الجنائز'' میں صفحہ ۶۵'' پر لکھتے ہیں:

''عورت کا کفن مرد کی طرح ہوگا، کیوں کہ فرق کی کوئی دلیل نہیں''۔

علامہ محمد بن صالح العثیمین رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

اگر عورت کو پانچ کپڑوں میں کفن دینے سے متعلق حدیث ثابت ہے، تو ٹھیک ہے، اسے پانچ کپڑوں میں کفن دیا جائے اور اگر یہ حدیث ثابت نہیں ہے، تو اصل یہی ہے کہ مرد و عورت تمام تر احکام میں برابر ہیں، مگر یہ کہ جس حکم میں عورت کے منفرد ہونے کی دلیل ہو۔ (الشرح الممتع ۵/ ۳۱۲)

حاصل کلام یہ ہے کہ جمہور اہل علم کی رائے کے مطابق عورت کو پانچ کپڑوں میں کفن دینا مستحب ہے اور اس بارے میں وارد روایت کے ضعیف ہونے کی وجہ سے اہل علم کی ایک جماعت تین کپڑوں کی قائل ہے، الغرض پانچ یا تین جس میں بھی کفن دے دیا جائے' کفایت کرتا ہے اور اس مسئلہ کو موضوع اختلاف بنا کر کسی پر اعتراض کرنا یا اس کے عمل کو غلط قرار دینا درست نہیں ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(۷) مرد کے تکفین کی کیفیت:

تینوں کپڑے ایک دوسرے کے اوپر پھیلا دئے جائیں، پھر میت کو ان کپڑوں پر چت لٹا دیا جائے، پھر حنوط یعنی خوشبو لگائی جائے، پھر کفن دینے والا اوپری کپڑے کے بائیں جانب کو دائیں حصہ پر لوٹائے، پھر دائیں جانب کے کپڑے کو بائیں حصہ پر، پھر اسی طرح دوسرے اور تیسرے کپڑے کو لوٹائے، ان کپڑوں کی لمبائی پاؤں کے مقابل سر کی طرف زیادہ ہونی چاہیے، سر کی طرف والے فاضل کپڑے کو اس کے سر پر لوٹا دے اور پاؤں کی طرف والے فاضل کپڑے کو اس کے پاؤں پر لوٹا دے، پھر ان کپڑوں کو گانٹھ لگا دے تاکہ بکھرنے سے محفوظ رہیں، میت کو قبر میں اتارنے کے بعد ان گانٹھوں کو کھول دے۔

(دیکھئے: الملخص الفقہی للفوزان ۳۰۵)

(۸) عورت کے تکفین کی کیفیت:

عورت کو مرد کی طرح تین کپڑوں میں کفن دیا جائے، جیسا کہ بعض اہل علم کی رائے ہے اور اگر اسے بعض دوسرے اہل علم کی رائے کے مطابق پانچ کپڑوں میں کفن دیا جائے، تو وہ ازار، دوپٹہ، قمیص اور دو لفافوں پر مشتمل ہو، اس کا طریقہ یہ ہے کہ عورت کو پہلے ازار باندھا جائے، پھر قمیص پہنائی جائے، پھر سر پر دوپٹہ اڑھا دیا جائے، پھر اسے خوشبو لگا کر دو کپڑوں میں لپیٹا جائے، واضح رہے کہ خوشبو کا لگانا مستحب ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(دیکھئے: الملخص الفقہی ۳۰۶، فتاوی اللجنۃ الدائمۃ ۸/۳۶۳)

(۹) ایک کفن میں کئی لاشوں کو کفن دینا:

اگر کپڑے تھوڑے ہوں اور فوت شدگان زیادہ ہوں، تو کئی لاشوں کو ایک ہی کپڑے میں کفن دیا جا سکتا ہے۔

انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ (احد کے دن) مقتولین زیادہ تھے اور کپڑے کم، پس ایک، دو اور تین تک کو ایک ہی کپڑے میں کفن دیا گیا، پھر ایک ہی قبر میں دفن کیا گیا، اس دوران نبی اکرم ﷺ ان کے بارے میں پوچھتے تھے کہ کسے قرآن زیادہ یاد تھا، پس جسے قرآن زیادہ یاد ہوتا، آپ ﷺ اسے قبر میں قبلہ کی طرف سے آگے کرتے، راوی کہتے ہیں: پھر رسول اللہ ﷺ نے سب کو دفن کیا اور ان کی نماز جنازہ نہ پڑھی۔

(ترمذی ۱۰۱۶ (صحیح عند الالبانی رحمہ اللہ) دیکھئے: صحیح الترمذی ۱/ ۵۱۷)

(۱۰) کفن کا سفید ہونا مستحب ہے:

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"البسوا من ثیابکم البیاض فانها من خیر ثیابکم و کفنوا فیها موتاکم"

سفید کپڑے پہنا کرو، یہ تمہارا بہترین لباس ہے اور اسی میں اپنے مردوں کو کفن دیا کرو۔

(ترمذی ۹۹۴ (صحیح عند الالبانی رحمہ اللہ) دیکھئے: صحیح الترمذی ج ۱/ ۵۰۸)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سفید کپڑے میں کفن دینا مستحب ہے، کیوں کہ مذکورہ حدیث میں رسول اللہ ﷺ نے اس کا حکم دیا ہے اور آپ ﷺ کو بھی سفید کپڑے ہی میں کفن دیا گیا، ویسے سفید کے علاوہ میں بھی جائز ہے۔

امام نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''کفن کے سفید ہونے کے استحباب پر اہل علم کا اجماع ہے''۔

(دیکھئے: شرح النووی علی صحیح مسلم ۷/ ۸)

(۱۱) کفن پر کلمہ توحید یا قرآنی آیات وغیرہ لکھنا جائز نہیں ہے:

کفن پر کلمہ ''لا الہ الا اللہ'' یا قرانی آیات یا اللہ کے نام یا ذکر کے کلمات لکھنا جائز نہیں ہے، کیوں کہ ایسا رسول اللہ ﷺ یا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے طریقہ سے ثابت نہیں ہے، نیز اس میں میت سے خارج ہونے والی نجاستوں کے لگنے کی وجہ سے کلمہ توحید، قرآنی آیات اور اللہ کے مبارک ناموں کی اہانت بھی ہے۔

اسی بنا پر جب امام ابن الصلاح رحمہ اللہ سے اس کی بابت دریافت کیا گیا، تو انھوں نے کہا: ایسا کرنا جائز نہیں ہے۔

(دیکھئے: فتاوی ابن الصلاح ۱/ ۲۶۲)

نیز ''حاشیۃ الجمل'' میں ہے: ''کفن پر قرآنی آیات یا اللہ کے ناموں کا لکھنا جائز نہیں ہے''۔

(دیکھئے: حاشیۃ الجمل علی شرح المنہج ۲/ ۱۶۲)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(۱۲) کفن میں غلو جائز نہیں ہے:

کفن کی تعداد میں غلو کرنا یا بہت زیادہ مہنگا کفن استعمال کرنا جائز نہیں ہے، کیوں کہ اس میں مال کا ضیاع ہے، جو شرعاً ممنوع ہے۔

مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا:

"ان الله كره لكم ثلاثا:قيل و قالٌ و اضاعة المالٌ و كثرة السؤال"

اللہ نے تمہارے لئے تین باتیں ناپسند کی ہیں: (۱) فضول باتیں کرنا (۲) مال ضائع کرنا (۳) اور خواہ مخواہ سوال کرنا۔ (بخاری ۱۴۷۷، مسلم ۵۹۳)

علامہ صدیق حسن خان رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

تعداد میں زیادہ یا مہنگا کفن استعمال کرنا کوئی اچھی بات نہیں، اگر شرعی حکم نہ بھی ہوتا تب بھی وہ مال کے ضائع کرنے میں شامل ہے، اس لئے کہ اس سے نہ تو میت کو فائدہ پہنچتا ہے اور نہ ہی زندہ رہنے والوں کو فائدہ ہوتا ہے۔

(الروضۃ الندیۃ ۱/۱۶۲)

علامہ عبدالرحمٰن مبارکپوری رحمہ اللہ رقمطراز ہیں:

''اچھے کفن سے مراد یہ ہے کہ صاف ستھرا، موٹا، ساتر اور درمیانی قسم کا ہو، اچھے سے مراد کفن میں فضول خرچی اور ضرورت سے زیادہ مہنگا اور نفیس ہونا نہیں ہے۔'' (تحفۃ الاحوذی ۴/۵۱)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(۱۳) محرم کا کفن:

محرم کو انھیں دونوں کپڑوں میں کفن دیا جائے، جن میں ان کی موت واقع ہوئی اور ان کا سر اور چہرہ نہ ڈھانپا جائے اور نہ انھیں خوشبو لگائی جائے۔

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ عرفات میں ٹھہرا ہوا ایک شخص اپنی سواری سے گرا، سواری نے اسے کچل ڈالا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"اغسلوه بماء و سدر و كفنوه في ثوبين و لا تحنطوا و لا تخمروا رأسه فانه يبعث يوم القيامة ملبيا"

اسے پانی اور بیری کے پتوں سے نہلاؤ، اسے دو کپڑوں میں کفن دو، نہ تو اسے خوشبو لگاؤ اور نہ اس کے سر کو چھپاؤ، اس لئے کہ یہ قیامت کے دن تلبیہ کہتے ہوئے اٹھے گا۔

اور صحیح مسلم میں اتنا زیادہ ہے:

"و لا تخمروا رأسه و لا وجهه" اس کے سر اور چہرہ کو نہ ڈھانپو۔

(بخاری ۱۲۶۵، مسلم ۱۲۰۶/ ۹۸)

(۱۴) شہید کا کفن:

شہداء کو انھیں کپڑوں میں دفن کر دیا جائے جن میں انھیں شہادت نصیب ہوئی۔

جیسا کہ عبداللہ بن ثعلبہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

شہداء احد کے بارے میں فرمایا:

"زملوهم فی ثیابهم " انھیں ان کے کپڑوں ہی میں لپیٹ دو۔

اور سنن نسائی کے الفاظ یہ ہیں:

"زملوهم بدمائهم فانه لیس کلم یکلم فی الله الا یاتی یوم القیامة جرحه یدمی، لونه لون الدم و ریحه ریح المسك"

انھیں ان کے خونوں سمیت لپیٹ دو، اس لئے کہ روز قیامت اللہ کی راہ میں لگے ہوئے ہر زخم سے خون نکلے گا، رنگ تو خون کا ہوگا لیکن خوشبو مشک کی ہوگی۔

(نسائی ۳۱۴۸ (صحیح عند الالبانی رحمہ اللہ) دیکھئے: صحیح النسائی ۲/ ۳۸۶)

امام شافعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

وہ شہداء جو میدان کارزار میں زخمی ہونے کے بعد زندہ رہیں اور کھائیں پئیں، وہ غسل وکفن اور نماز جنازہ میں عام مردوں کی طرح ہیں، اور جن کا انتقال میدان کارزار ہی میں ہو جائے، انھیں ان کے کپڑوں ہی میں کفن دیا جائے۔

(الام للشافعی ۱/ ۴۴۴)

شہید کو اس کے کپڑوں کے اوپر سے ایک یا ایک سے زیادہ چادروں میں کفن دینا مستحب ہے۔

خباب بن ارت رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ ہم نے صرف رضائی الٰہی کی خاطر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مل کر اللہ کی راہ میں ہجرت کی، چنانچہ ہمارا اجر اللہ تعالی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کے یہاں محفوظ ہو گیا، ہمارے کچھ ساتھی اس دنیا سے رخصت ہو گئے اور انھیں ہجرت سے کوئی مالی فائدہ نہ ہوا، انھیں میں سے مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ تھے جو غزوہ احد کے روز شہید ہو گئے، انھوں نے کچھ بھی نہ چھوڑا جس میں ان کو کفن دیا جا سکے، بس ایک دھاری دار چادر تھی، چنانچہ اگر ہم ان کا سر ڈھانپتے تو پاؤں ننگے ہو جاتے اور اگر پاؤں چھپاتے تو سر برہنہ ہو جاتا، اس موقع پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''چادر کو سر کی طرف ڈال دو اور باقی پر اذخر گھاس رکھ دو۔''

(بخاری ۱۲۷۶، مسلم ۹۴۰)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

پانچویں فصل:

جنازہ اٹھانا اور اس کے ساتھ جانا

(۱) جنازہ اٹھانے کا حکم:

جنازہ اٹھانا فرض کفایہ ہے، اگر بعض لوگ اسے انجام دے دیں، تو باقی لوگوں سے گناہ ساقط ہو جاتا ہے۔

(۲) جنازہ کے ساتھ جانے کی فضیلت:

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"من اتبع جنازة مسلم ایمانا و احتسابا و کان معه حتی یصلی علیها و یفرغ من دفنها فانه یرجع من الأجر بقیراطین کل قیراط مثل أحد و من صلی علیها ثم رجع قبل أن تدفن فانه یرجع بقیراط"

جو کسی مسلمان کے جنازہ کے ساتھ ایمان اور اجر کی نیت سے چلے اور اس کے ساتھ رہے حتی کہ نماز جنازہ اور اس کے دفن سے فارغ ہو جائے تو اس کے لئے دو قیراط اجر ہے، ہر قیراط احد پہاڑ کے برابر ہے اور جس نے اس کی نماز جنازہ پڑھی اور دفن سے پہلے (اپنے گھر) لوٹ آیا، تو اس کے لئے ایک قیراط اجر ہے۔

(بخاری ۴۷، مسلم ۹۴۵)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

آج تم میں سے کس نے روزہ کی حالت میں صبح کی ہے؟ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا: میں نے، پھر آپ ﷺ نے فرمایا: تم میں سے کون آج جنازہ کے ساتھ چلا ہے؟ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا: میں نے، پھر آپ ﷺ نے فرمایا: تم میں سے کس نے آج مسکین کو کھانا کھلایا ہے؟ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا: میں نے، پھر آپ ﷺ نے فرمایا: تم میں سے کس نے آج بیمار کی عیادت کی ہے؟ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا: میں نے، یہ سن کر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

جس بندہ (مسلم) میں یہ ساری خصلتیں اکٹھا ہو گئیں وہ جنت میں داخل ہوا۔

(مسلم ۱۰۲۸)

ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"عودوا المریض و اتبعوا الجنائز تذکرکم الآخرۃ"

بیمار کی عیادت کرو، جنازہ کے ساتھ چلو یہ تمھیں آخرت یاد دلائیں گے۔

(مسند احمد ۳/۳۱، الادب المفرد ۱۸۳ (حسن صحیح عند الالبانی رحمہ اللہ) دیکھئے: صحیح الترغیب والترہیب ۳/۳۵۶)

(۳) جنازہ کے ساتھ شرعاً ممنوع چیزیں لے جانا جائز نہیں ہے:

جنازہ کے ساتھ بلند آواز سے روتے ہوئے چلنا یا اس کے ساتھ دھونی یا کوئی بھی خلاف شرع چیز لے کر چلنا جائز نہیں ہے، اسی طرح جنازہ کے آگے بلند آواز سے ذکر کرنا بھی بدعت ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اس جنازہ کے ساتھ جانے سے منع فرمایا جس کے ساتھ چیخنے والی عورت ہو۔

(ابن ماجہ ۱۵۸۳ (حسن عند الالبانی رحمہ اللہ) دیکھئے: صحیح ابن ماجہ ۱/۲۶۴)

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"لا تتبع الجنازة بصوت و لانار"

جنازہ کے ساتھ آواز اور آگ نہ جائے۔

(ابوداؤد، الجنائز باب فی اتباع للمیت ۱۳۷۱، علامہ البانی رحمہ اللہ اس حدیث کے بارے میں فرماتے ہیں: ''اس کی سند گرچہ کمزور ہے، لیکن اپنے مرفوع شواہد اور بعض موقوف آثار کی بنا پر قابل عمل بن جاتی ہے'' دیکھئے: أحکام الجنائز ۹۱)

ابو بردہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ابو موسی اشعری رضی اللہ عنہ نے اپنے انتقال کے وقت وصیت کی کہ میرے جنازہ کے ساتھ دھونی نہ لے جانا، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے دریافت کیا: کیا آپ نے اس بارے میں کوئی چیز سنی ہے؟ تو انھوں نے کہا: ہاں، میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنی ہے۔

(ابن ماجہ ۱۴۸۷ (حسن عند الالبانی رحمہ اللہ) دیکھئے: صحیح ابن ماجہ ۱/۲۴۹)

قیس بن عباد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے صحابہ جنازوں کے پاس بلند آواز ناپسند فرماتے تھے۔

(دیکھئے: مصنف ابن ابی شیبۃ ۶/۱۴۳، بیہقی ۴/۷۴، علامہ البانی رحمہ اللہ نے اس کو ''احکام الجنائز ص ۹۲'' میں ذکر کیا ہے)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

علامہ البانی رحمہ اللہ قیس بن عباد رضی اللہ عنہ کے مذکورہ قول کو ذکر کرنے کے بعد فرماتے ہیں:

''اور اس لئے بھی کہ اس میں عیسائیوں کی مشابہت ہے، کیوں کہ وہ اس موقع پر بلند اور غمگین آواز سے گا گا کر انجیل اور دوسرے اذکار پڑھتے تھے، اس سے بھی کہیں زیادہ بدتر یہ ہے کہ بعض اسلامی ملکوں میں کافروں کی تقلید کے طور پر آلات موسیقی پر غمناک راگ گائے جاتے ہیں۔''

(احکام الجنائز:۹۲)

امام نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''صحیح اور پسندیدہ بات یہ ہے کہ جنازہ کے ساتھ بالکل خاموشی کے ساتھ چلا جائے، جیسا کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور دیگر سلف صالحین کرتے تھے، قراءت قرآن، ذکر یا کسی اور دوسری چیز کو بآواز بلند نہ پڑھا جائے، اس کی حکمت بالکل واضح ہے کہ آدمی کے خیالات و افکار پرسکون رہیں، منتشر نہ ہوں، وہ جنازے اور موت کے بارے میں غور کرسکتا ہے، یہی بات اس موقع پر مطلوب ہے اور یہی صحیح ہے۔''

(الأذکار للنووی ۲۷۰)

لہذا جنازہ کے ساتھ چلنے والوں کے حق میں مستحب یہ ہے کہ وہ عاجزی وانکساری کے ساتھ اپنی موت کو یاد کرتے ہوئے چلیں، موت اور میت کے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

انجام سے عبرت لیں، شور و ہنگامہ، آہ و بکا اور نوحہ و ماتم نہ کریں، بلکہ میت کے لئے حساب و کتاب کے وقت ثابت قدمی اور اچھے ٹھکانہ کی دعائیں کریں۔

(۴) جنازہ تیزی سے لے کر چلنا چاہئے:

جنازہ تیزی سے لے کر چلنا چاہئے اس طرح چلا جائے جو دوڑنے سے کم ہو۔

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"أسرعوا بالجنازة فان تك صالحة فخير تقدمونها اليه و ان تك سوى ذلك فشر تضعونه عن رقابكم"

جنازہ جلدی لے کر چلو، اگر نیک ہے تو ایک بہتر چیز کو اس کی جگہ تک پہنچا رہے ہو اور اگر ایسا نہیں ہے (برا ہے) تو ایک شر کو اپنی گردنوں سے اتار دو گے۔

(بخاری ۱۳۱۵، مسلم ۹۴۴)

امام صنعانی رحمہ اللہ مذکورہ حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں:

''جنازہ کو تیز لے کر چلنا مستحب ہے، لیکن اتنی تیز لے کر نہ چلا جائے کہ لاش کے خراب ہونے کا اندیشہ ہو یا میت کو اٹھانے والے اور اس کے ساتھ چلنے والے مشقت میں مبتلا ہوں۔''

(سبل السلام للصنعانی ۲/ ۱۴۷)

ملا علی قاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

''تیز چلنے سے مراد انتہائی تیز چلنا نہیں ہے بلکہ تیز اور عام چال کے بیچ کی چال مراد ہے۔'' (عمدۃ القاری ۸/۱۱۳)

جیسا کہ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے میمونہ رضی اللہ عنہا کی لاش کے بارے میں فرمایا:

"فاذا رفعتم نعشها لا تزعزعوا و لا تزلزلوا وارفقوا"

جب تم ان کی لاش کو اٹھاؤ تو جلد بازی کی وجہ سے بہت زیادہ ہلاؤ نہیں بلکہ نرمی کرو۔

(بخاری ۵۰۶۷، مسلم ۱۴۶۵)

علامہ ابن القیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''اس دور میں لوگ جنازہ لے کر قدم قدم چلتے ہیں یہ بہت بڑی بدعت ہے، اس میں سنت کی مخالفت ہے اور اہل کتاب یہود کی مشابہت بھی۔''

(زاد المعاد ۱/۴۹۸)

(۵) جنازہ کے آگے، پیچھے، دائیں، بائیں ہر طرف چلنا جائز ہے:

جنازہ کے آگے، پیچھے، دائیں، بائیں ہر طرف چلنا جائز ہے، بشرطیکہ لوگ جنازہ کے قریب رہیں۔

مغیرۃ بن شعبہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"الراكب يسير خلف الجنازة و الماشي يمشي خلفها و امامها

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

وعن يمينها و عن يسارها قريبا منها و السقط يصلى عليه و يدعى لوالديه بالمغفرة و الرحمة"

سوار جنازہ کے پیچھے چلے، پیدل چلنے والا پیچھے، آگے، دائیں، بائیں جہاں چاہے چلے، بشرطیکہ جنازہ کے قریب رہے، اور ناتمام پیدا ہونے والے بچے کی نماز جنازہ ادا کی جائے گی اور اس کے والدین کے حق میں مغفرت ورحمت کی دعا کی جائے گی۔

(ابوداؤد ۳۱۸۰ (صحیح عندالالبانی رحمہ اللہ) دیکھئے: صحیح ابوداؤد ۲/ ۶۱۲)

انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ، ابوبکر وعمر اور عثمان رضی اللہ عنہم جنازے کے آگے چلتے تھے۔

(ابن ماجہ ۱۲۱۶ (صحیح عندالالبانی رحمہ اللہ) دیکھئے: صحیح ابن ماجہ ۱/ ۲۴۹)

(۶) جنازہ کے پیچھے چلنا افضل ہے:

علامہ البانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

جنازے کے پیچھے چلنا افضل ہے، کیوں کہ رسول اللہ ﷺ کے فرمان کا یہی تقاضا ہے، آپ ﷺ نے فرمایا:

"و اتبعوا الجنائز" جنازوں کے پیچھے چلو۔

اس معنی کی تائید علی رضی اللہ عنہ کے درجہ ذیل قول سے ہوتی ہے:

"المشی خلفها افضل من المشی أمامها کفضل صلاة الرجل فی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جماعة علی صلاته فذا" (مصنف ابن ابی شیبۃ ۴/۱۰۱، سند حسن ہے)

جنازہ کے پیچھے چلنا آگے چلنے سے اتنا ہی بہتر ہے جتنا تنہا کے بجائے جماعت سے نماز ادا کرنا بہتر ہے۔

(دیکھئے: احکام الجنائز ص ۹۶)

(۷) سوار ہوکر جانا جائز ہے:

سوار ہوکر جانا جائز ہے بشرطیکہ جنازہ کے پیچھے چلا جائے۔

جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"الراکب یسیر خلف الجنازۃ"

سوار ہونے والا جنازہ کے پیچھے چلے۔

(۸) جنازہ کے ساتھ پیدل جانا افضل ہے:

جنازہ کے ساتھ پیدل جانا افضل ہے، کیوں کہ رسول اللہ ﷺ کا یہی معمول تھا۔

ثوبان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ایک جنازہ کے ساتھ جارہے تھے سواری پیش کی گئی، تو آپ ﷺ نے سوار ہونے سے انکار فرمادیا، جب واپس ہوئے تو دوبارہ سواری پیش کی گئی، تو آپ ﷺ سوار ہوگئے، آپ ﷺ سے اس بارے میں دریافت کیا گیا، تو فرمایا:

"ان الملائکۃ کانت تمشی فلم أکن لأرکب و هم یمشون فلما ذهبوا رکبت"

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فرشتے پیدل چل رہے تھے، ان کے چلتے ہوئے مجھے سوار ہونا گوارا نہ تھا اور جب وہ چلے گئے تو میں سوار ہو گیا۔

(ابوداؤد ۳۱۷۷ (صحیح عندالالبانی رحمہ اللہ) دیکھئے: صحیح ابوداؤد ۲/۶۱۲)

(۹) میت کو کندھوں پر اٹھانا:

میت کو کندھوں پر اٹھا کر قبرستان لے جانا مسنون ہے، لیکن اگر قبرستان دور ہو یا کوئی اور معقول عذر ہو تو گاڑی سے لے جانا بھی جائز ہے۔

علامہ محمد بن صالح العثیمین رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

جنازہ کو کندھوں پر اٹھانا افضل ہے، کیوں کہ لوگ جب اسے کندھوں پر لے کر بازار سے گزریں گے، تو لوگوں کو پتہ چل جائے گا کہ یہ جنازہ ہے اور اس کے لئے دعا کریں گے، نیز کندھوں پر لے کر چلنے میں فخر و مباہات سے بھی دوری ہے لیکن اگر کوئی ضرورت ہو تو گاڑی سے لے جانے میں کوئی حرج نہیں ہے مثلاً بارش ہو رہی ہو، سخت گرمی یا ٹھنڈک ہو یا جنازہ کے ساتھ کم لوگ ہوں۔

(مجموع فتاوی ورسائل ابن عثیمین ۱۷/۱۶۶)

شیخ صالح الفوزان حفظہ اللہ فرماتے ہیں:

''میت کے ساتھ جانے والے کے لئے حسب امکان اس کے اٹھانے میں حصہ لینا مسنون ہے اور گاڑی اور جانور پر رکھ کر لے جانے میں بھی کوئی حرج

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نہیں ہے خصوصا جب کہ قبرستان دور ہو"۔
(الملخص الفقہی ۳۰۹)

(۱۰) جو میت کو اٹھائے اسے وضو کر لینا چاہئے:

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"من غسل الميت فليغتسل و من حمله فليتوضأ"

جو شخص مردے کو غسل دے اسے چاہئے کہ وہ خود بھی غسل کرے اور جو اس کو اٹھائے وہ وضو کرے۔

(ابوداؤد ۳۱۶۱ (صحیح عند الالبانی رحمہ اللہ) دیکھئے: صحیح ابوداؤد ۲/ ۲۸۹)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

چھٹی فصل:

نماز جنازہ کے احکام ومسائل

(۱) نماز جنازہ کا حکم:

نماز جنازہ فرض کفایہ ہے، اگر کچھ لوگ پڑھ لیں تو باقی لوگوں سے گناہ ساقط ہوجاتا ہے اور ان کے حق میں سنت باقی رہتی ہے اور اگر کوئی بھی نہ پڑھے، تو سب کے سب گناہ گار ہوتے ہیں۔

(فتاوی اللجنۃ الدائمۃ ۸/ ۴۱۷، الملخص الفقہی ۳۰۶)

ارشاد باری تعالی ہے:

﴿وَلاَ تُصَلِّ عَلَى أَحَدٍ مِّنْهُم مَّاتَ أَبَداً وَلاَ تَقُمْ عَلَى قَبْرِهِ﴾[توبہ:۸۴]

ان (منافقین) میں سے کوئی مرجائے تو آپ اس کی نماز جنازہ ہرگز نہ پڑھیں اور نہ اس کی قبر پر کھڑے ہوں۔

چنانچہ جب منافقین کی نماز جنازہ پڑھنے سے منع کردیا گیا تو اس سے معلوم ہوا کہ مومنوں کی نماز جنازہ پڑھنا مشروع ہے۔

نیز رسول اللہ ﷺ مسلمان میت کی نماز جنازہ پڑھتے تھے اور صحابہ کرام کو اس کا حکم بھی دیتے تھے۔ (الشرح الممتع لابن عثیمین ۵/ ۳۳۷)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(۲) نماز جنازہ کی فضیلت:

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"من اتبع جنازة مسلم ایمانا و احتسابا و کان معه حتی یصلی علیها و یفرغ من دفنها فانه یرجع من الأجر بقیراطین کل قیراط مثل أحد و من صلی علیها ثم رجع قبل أن تدفن فانه یرجع بقیراط"

جو مسلمان کے جنازہ کے ساتھ ایمان اور اجر کی نیت سے چلے اور اس کے ساتھ رہے حتی کہ نماز جنازہ اور اس کے دفن سے فارغ ہو جائے تو اس کے لئے دو قیراط اجر ہے، ہر قیراط احد پہاڑ کے برابر ہے اور جس نے اس کی نماز جنازہ پڑھی اور دفن سے پہلے (اپنے گھر) لوٹ آیا تو اس کے لئے ایک قیراط اجر ہے۔

(بخاری ۴۷، مسلم ۹۴۵)

(۳) نماز جنازہ میں حاضر ہونا ایک مسلمان کا ایک دوسرے مسلمان پر حق ہے:

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"خمس من حق المسلم علی المسلم رد التحیة و اجابة الدعوة و شهود الجنازة و عیادة المریض و تشمیت العاطس اذا حمد الله"

ایک مسلمان کے دوسرے مسلمان پر پانچ حقوق ہیں (۱) سلام کا جواب دینا (۲) دعوت قبول کرنا (۳) جنازہ میں حاضر ہونا (۴) بیمار کی عیادت کرنا (۵)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

چھینکنے والا جب ''الحمدللہ'' کہے تو اس کے جواب میں ''یرحمک اللہ'' کہنا۔
(ابن ماجہ ۱۱۸۹ (صحیح عندالالبانی رحمہ اللہ) دیکھئے: صحیح ابن ماجہ ۱/۲۴۳)

امام شافعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''میت کو غسل دینا، اس کی نماز جنازہ پڑھنا اور اسے دفن کرنا لوگوں پر حق ہے اور سارے لوگوں کا اسے چھوڑ دینا ناجائز ہے، اور بعض لوگوں کا اسے انجام دے دینا کفایت کرتا ہے''۔ (الام للشافعی ۱/۴۶۰)

(۴) بچہ کی نماز جنازہ کا حکم:

بچہ کی نماز جنازہ کے مندرجہ ذیل تین احوال ہیں:

پہلی حالت: بچہ زندہ پیدا ہو، مثلاً پیدائش کے بعد چیخے یا حرکت کرے جو اس کے زندہ ہونے کا ثبوت ہو، پھر انتقال کر جائے، تو اہل علم کا اتفاق ہے کہ اسے غسل و کفن دیا جائے اور اس کی نماز جنازہ پڑھی جائے۔

جیسا کہ جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"الطفل لا یصلی علیه و لا یرث و لا یورث حتی یستهل"

بچہ کی نہ تو نماز جنازہ پڑھی جائے گی نہ ہی وہ کسی کا وارث ہوگا اور نہ کوئی اس کا وارث، یہاں تک کہ (پیدائش کے بعد) چیخے۔
(ترمذی ۱۰۳۲ (صحیح عندالالبانی رحمہ اللہ) دیکھئے: صحیح الترمذی ۱/۵۲۵)

مغیرۃ بن شعبہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

"الراكب خلف الجنازة و الماشي حيث شاء منها و الطفل يصلى عليه"

سوار جنازہ کے پیچھے چلے، اور پیدل چلنے والا (پیچھے، آگے، دائیں، بائیں) جہاں چاہے چلے، اور بچے کی نماز جنازہ پڑھی جائے گی۔

(ترمذی ۱۰۳۱ (صحیح عندالالبانی رحمہ اللہ) دیکھئے: صحیح الترمذی ۱/ ۵۲۵)

دوسری حالت: بچہ چار ماہ یا اس کے بعد ساقط ہوجائے، تو آیا اس کی نماز جنازہ پڑھی جائے گی یا نہیں، اس بارے میں اہل علم کے دو اقوال ہیں:

پہلا قول: اس کی نماز جنازہ نہیں پڑھی جائے گی، امام مالک، امام شافعی، امام ابوحنیفہ اور بعض سلف رحمہم اللہ کا یہی قول ہے۔

دوسرا قول: اس کی نماز جنازہ پڑھی جائے گی، امام احمد بن حنبل اور فقہاء محدثین رحمہم اللہ کی یہی رائے ہے، دلائل کی روشنی میں اسی دوسرے قول کا راجح ہونا ظاہر ہوتا ہے، یعنی اسے غسل وکفن دینے کے بعد اس کی نماز جنازہ پڑھی جائے گی۔

جیسا کہ مغیرۃ بن شعبہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

".....والسقط يصلى عليه و يدعى لوالديه بالمغفرة و الرحمة"

اور ناتمام پیدا ہونے والے بچے کی نماز جنازہ ادا کی جائے گی اور اس کے والدین کے حق میں مغفرت ورحمت کی دعا کی جائے گی۔

(ابوداؤد ۳۱۸۰ (صحیح عندالالبانی رحمہ اللہ) دیکھئے: صحیح ابوداؤد ۲/ ۶۱۲)

امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کے بیٹے عبداللہ بیان کرتے ہیں کہ میرے والد

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سے کسی نے پوچھا: کیا چار ماہ کے بعد ساقط ہونے والے بچے کی نماز جنازہ پڑھی جائے گی؟ تو والد نے کہا: ہاں''

(دیکھئے: مسائل الامام احمد لابنہ عبداللہ ص ۱۴۲)

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

بعض صحابہ کرام اور بعض دوسرے اہل علم کا اسی بات پر عمل ہے کہ بچے کہ نماز جنازہ پڑھی جائے گی، گرچہ وہ پیدائش کے بعد نہ چیخے، صرف اس کی شکل ہی بنی ہو، امام احمد اور اسحاق رحمہما اللہ کا بھی یہی قول ہے۔

(دیکھئے: سنن الترمذی ۳/۳۴۰)

نیز چار ماہ مکمل ہونے کے بعد بچے میں روح پھونک دی جاتی ہے اور جب روح پھونک دی گئی، تو اس کا شمار آدمیوں میں ہوگیا، لہذا دیگر مسلمان مردوں کی طرح اس کی بھی نماز جنازہ پڑھی جائے گی۔

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"ان أحدكم يجمع خلقه في بطن أمه أربعين يوما، ثم يكون علقة مثل ذلك، ثم يكون مضغة مثل ذلك ثم يبعث الله ملكا يؤمر بأربع كلمات ويقال له: اكتب عمله و رزقه و أجله و شقي أو سعيد،ثم ينفخ فيه الروح"

تمہاری پیدائش کی تیاری تمہاری ماں کے پیٹ میں چالیس دن تک (نطفہ کی صورت میں) کی جاتی ہے، اتنے ہی دنوں تک پھر ایک بستہ خون کی صورت اختیار

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کئے رہتا ہے، اور پھر وہ اتنے دنوں تک گوشت کے لوتھڑے کی شکل میں رہتا ہے، اس کے بعد اللہ تعالی ایک فرشتہ بھیجتا ہے اور اسے چار باتوں (کے لکھنے) کا حکم دیتا ہے، اس سے کہا جاتا ہے کہ اس کا عمل، اس کا رزق، اس کی مدت زندگی اور یہ کہ بد ہے یا نیک، لکھو، پھر اب اس میں روح ڈال دی جاتی ہے۔

(بخاری ۳۲۰۸، مسلم ۲۶۴۳)

علامہ البانی رحمہ اللہ رقمطراز ہیں:

ناتمام بچے کی نماز جنازہ پڑھی جائے گی، جب وہ چار ماہ مکمل ہوکر روح پھونکے جانے کے بعد پیدا ہوا ہو، اور اگر چار ماہ سے قبل ساقط ہوجائے، تو اس کی نماز جنازہ نہیں پڑھی جائے گی، اس لئے کہ وہ میت نہیں کہلائے گا۔

(احکام الجنائز وبدعہا للالبانی ص ۱۰۵)

تیسری حالت: اگر حمل چار ماہ مکمل ہونے سے پہلے ساقط ہوجائے، تو اس کی نماز جنازہ نہیں پڑھی جائے گی، کیوں چار ماہ سے قبل روح پھونکے جانے سے پہلے ساقط ہونے والے حمل کو بچہ نہیں کہا جاتا ہے، تو پھر اس پر بچے کے احکام بھی مرتب نہیں ہوں گے، بس اسے کسی کپڑے میں لپیٹ کر بلا غسل وجنازہ کسی جگہ پر دفن کردیا جائے گا۔

(۵) شہید کی نماز جنازہ کا حکم:

میدان کارزار میں شہادت پانے والے شہداء کی نماز جنازہ نہیں پڑھی جائے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

گی، بلکہ انھیں بلاغسل وکفن دئے ہوئے انھیں کے کپڑوں میں خونوں سمیت بلانماز جنازہ دفن کردیا جائے گا۔

جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے (شہداء احد) کوان کے خونوں سمیت دفن کرنے کا حکم دیا، نہ تو انھیں غسل دیا گیا اور نہ ہی ان کی نماز جنازہ پڑھی گئی۔ (بخاری حدیث نمبر ۱۳۴۳)

لیکن جنھیں زخم تو میدان کارزار میں آئے، لیکن ان کی وفات بستر ے پر ہو، تو انھیں غسل وکفن دیا جائے گا اوران کی نماز جنازہ پڑھی جائے گی۔

معلوم ہوا کہ اعلاء دین کے لئے میدان کارزار میں جام شہادت نوش کرنے والے نماز جنازہ کی فرضیت سے مستثنی ہیں، جیسا کہ جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کی مذکورہ بالا روایت سے پتہ چلتا ہے، نیز عہد نبوی میں بہت سارے غزوات میں بہت سے صحابہ کرام شہید کئے گئے، لیکن ایسا کوئی ثبوت نہین ملتا کہ رسول اللہ ﷺ نے ہر شہادت پانے والے کی نماز جنازہ پڑھی ہو، اگر ایسا ہوا ہوتا، تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اسے ضرور روایت کرتے۔

لیکن اگر ان کی نماز جنازہ پڑھ لی جائے تو بھی جائز ہے، جیسا کہ درجہ ذیل روایت اوراس مفہوم کی دیگر روایات سے پتہ چلتا ہے۔

شداد بن الہاد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس ایک دیہاتی شخص آئے اور ایمان سے سرفراز ہوکر آپ کے متبع اور پیروکار بن گئے،

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

.....پھر تھوڑی ہی دیر کے بعد دشمنوں سے جہاد کے لئے نکل پڑے، رسول اللہ ﷺ کے پاس لوگ انھیں اٹھائے ہوئے لیکر آئے، کسی تیر کے لگنے سے ان کی شہادت ہوگئی تھی.....رسول اللہ ﷺ نے انھیں اپنے جبہ میں کفنایا، آگے رکھا اوران کی نماز جنازہ پڑھی۔

(نسائی (صحیح عندالالبانی رحمہ اللہ) دیکھئے: صحیح النسائی ۲/۴۳)

علامہ عبدالرحمٰن مبارکپوری رحمہ اللہ اس مسئلہ سے متعلق روایات کے ذکر کے بعد لکھتے ہیں: ''میرے نزدیک ظاہر یہی ہے کہ شہید کی نماز جنازہ واجب نہیں ہے، بلکہ پڑھنا اور نہ پڑھنا دونوں ہی جائز ہے''۔ (تحفۃ الاحوذی ج ۴/۱۱۱)

امام ابن القیم رحمہ اللہ رقمطراز ہیں:

''اس مسئلہ میں درست بات یہ ہے کہ شہید پر نماز جنازہ پڑھے جانے کے تعلق سے لوگوں کو اختیار ہے، چاہیں تو پڑھیں اور چاہیں تو نہ پڑھیں، اس لئے کہ دونوں ہی کے تعلق سے آثار موجود ہیں''۔

(دیکھئے: تہذیب السنن لابن القیم ۴/۲۹۵)

(۶) خودکشی کرنے والے کی نماز جنازہ کا حکم:

خودکشی ایک امر حرام اور ایک سنگین گناہ ہے، لیکن اس کا مرتکب دائرہ اسلام سے خارج نہیں ہے، بلکہ مسلمان ہے، اس لئے اسے غسل وکفن دیا جائے گا اور اس کی نماز جنازہ پڑھ کر اسے مسلمانوں کی قبرستان میں دفن کیا جائے گا، البتہ علماء وصلحاء

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اورقوم کے بااثر لوگوں کو چاہئے کہ اس کی نماز جنازہ نہ پڑھیں، تاکہ دوسروں کو عبرت ہواوروہ اس طرح کے خطرناک گناہ کے ارتکاب سے ڈریں اوربچیں۔

جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس ایک شخص لایا گیا، جس نے اپنے آپ کوایک چوڑے تیر سے مار ڈالا تھا، تو آپ ﷺ نے اس پرنماز جنازہ نہ پڑھی۔ (مسلم حدیث نمبر ۹۷۸)

(۷)اس مسلمان کی نماز جنازہ کا حکم جسے کسی حد کے نفاذ میں قتل کردیا جائے:

وہ مسلمان جوکسی جرم پرشریعت کی طرف سے مقررہ سزامیں مارے جائیں مثلا زناکاری یاقتل کی سزامیں وغیرہ، توایسے لوگوں کی نماز جنازہ پڑھی جائے گی۔

عمران بن حصین رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ قبیلہ جہینہ کی ایک عورت رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی، جوزنا کی وجہ سے حاملہ تھی، اس نے درخواست کی: اے اللہ کے رسول ﷺ! مجھ سے ایک گناہ ہوا ہے جس کی وجہ سے مجھ پرحد نافذ ہوتی ہے، لہذا آپ مجھ پرحد نافذ فرمادیں، آپ ﷺ نے اس کے سرپرست کو بلاکر فرمایا:

''اس کے ساتھ اچھا سلوک کرو اور جب بچہ کی پیدائش ہوجائے، تو اسے میرے پاس لانا''، چنانچہ اس نے ایسا ہی کیا۔

رسول اللہ ﷺ کے حکم سے اس کے کپڑے اچھی طرح باندھ دئے گئے، پھرآپ ہی کے حکم سے اسے رجم کردیا گیا، پھرآپ ﷺ نے اس کی نماز جنازہ ادافرمائی۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: اے اللہ کے رسول ﷺ! آپ اس کی نماز جنازہ پڑھیں گے، جب کہ اس نے زنا کیا ہے، آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"لقد تابت توبة لو قسمت بين سبعين من اهل المدينة لوسعتهم وهل وجدت توبة أفضل من أن جادت بنفسها لله تعالى"

اس نے ایسی توبہ کی ہے، اگر ستر اہل مدینہ پر تقسیم کردی جائے، تو سب کو کفایت کر جائے، اللہ کے خوف سے جان پیش کر دینے والی سے بہتر کسی کی توبہ تم نے دیکھی ہے؟ (مسلم حدیث نمبر ۱۶۹۶)

اسی طرح رسول اللہ ﷺ نے قبیلہ اسلم کے اس شخص کی بھی نماز جنازہ پڑھی جس نے رسول اللہ ﷺ کے سامنے خود زنا کا اعتراف کیا تھا، آپ ﷺ کے حکم سے اسے رجم کیا گیا، یہاں تک کہ اس کی وفات ہوگئی، پھر رسول اللہ ﷺ نے اس پر نماز جنازہ پڑھی۔ (دیکھئے: بخاری ۶۸۲۰)

(۸) ایسے بدکرداروں کی نماز جنازہ کا حکم جو گناہ اور محرمات میں غرق ہوں جیسے نماز و روزہ کے تارک بشرطیکہ انھیں فرض سمجھتے ہوں، نیز زانی و شرابی وغیرہ:

عام مسلمان ایسے لوگوں کی نماز جنازہ پڑھیں گے، البتہ علماء و صلحاء اور قوم کے بااثر لوگوں کو چاہئے کہ ان کی نماز جنازہ نہ پڑھیں، تاکہ دوسروں کو عبرت ہو۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جیسا کہ ابوقتادہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ سے کسی کا جنازہ پڑھانے کی درخواست کی جاتی، تو آپ ﷺ اس کے بارے میں دریافت فرماتے، اگر لوگ اس کی تعریف کرتے، تو اس کی نماز جنازہ پڑھا دیتے اور اگر اس کے متعلق لوگوں کی رائے اچھی نہ ہوتی، تو آپ ﷺ اس کے اہل خانہ سے فرماتے خود ہی پڑھ لو اور اس پر نماز جنازہ نہ پڑھاتے۔

(مسند احمد ۳۷/ ۲۴۹، مستدرک حاکم ۱/ ۵۱۸، امام حاکم رحمہ اللہ نے کہا: یہ روایت صحیح، بخاری و مسلم کی شرط پر ہے، نیز علامہ البانی رحمہ اللہ کی بھی یہی رائے ہے، دیکھئے: أحکام الجنائز و بدعہا ص ۱۰۹)

البتہ جن علماء کے نزدیک بے نماز کافر، ملت اسلامیہ سے خارج ہے، ان کے مطابق بے نماز کی نہ تو نماز جنازہ پڑھی جائے گی اور نہ ہی اسے مسلمانوں کی قبرستان میں دفن کیا جائے گا، بلکہ اسے بلا نماز جنازہ کسی جگہ پر کوئی گڈھا کھود کر اس میں چھپا دیا جائے گا، تاکہ اس کے لاش کی بدبو سے انسانوں کو تکلیف نہ پہنچے۔

(تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو: کتاب: حکم تارک الصلاۃ لابن عثیمین)

(۹) نماز جنازہ کا وقت:

نماز جنازہ اوقات ممنوعہ کے علاوہ ہمہ وقت جائز ہے، اوقات ممنوعہ تین ہیں جنھیں ہم ذیل میں ذکر کرتے ہیں:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(۱) سورج طلوع ہوتے وقت (۲) زوال کے وقت (۳) سورج غروب ہوتے وقت

عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ہمیں تین اوقات میں نماز پڑھنے اور مردے دفن کرنے سے منع فرماتے تھے (۱) جب سورج طلوع ہو رہا ہو یہاں تک کہ بلند ہو جائے (۲) جب سورج بالکل سیدھا ہو (نہ مشرق کی طرف مائل ہو نہ مغرب کی طرف) یہاں تک کہ ڈھل جائے (۳) جب غروب ہونے لگے یہاں تک کہ پوری طرح غروب ہو جائے۔

(مسلم حدیث نمبر ۸۳۱)

علامہ عبدالعزیز بن باز رحمہ اللہ مذکورہ حدیث کو ذکر کرنے کے بعد فرماتے ہیں: مذکورہ صحیح حدیث کی بنا پر ان تین اوقات میں نماز جنازہ پڑھنا اور مردے کو دفن کرنا جائز نہیں ہے۔

(فتاوی ابن باز ۱۳/ ۱۵۷، فتاوی ابن عثیمین ۱۷/ ۱۵۷)

محمد بن ابوحرملہ رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ جب زینب بنت ابوسلمہ کا انتقال ہوا، تو ان کا جنازہ نماز فجر کے بعد لا کر بقیع میں رکھا گیا، اس وقت مدینہ منورہ کے امیر طارق بن عمرو الاموی تھے، جو نماز فجر (اول وقت) غلس (اندھیرے) میں پڑھتے تھے، محمد بن ابوحرملہ کہتے ہیں: کہ میں نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کو زینب بنت ابوسلمہ کے گھر والوں سے یہ کہتے ہوئے سنا: ''یا تو اپنے میت کی نماز جنازہ ابھی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

پڑھ لو یا تو چھوڑے رکھو یہاں تک کہ سورج بلند ہو جائے"۔

(موطأ امام مالک ۱۰۲۱، علامہ البانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اس کی سند صحیح، بخاری و مسلم کی شرط پر ہے، دیکھئے: احکام الجنائز و بدعہا ص ۱۶۶)

معلوم ہوا کہ مذکورہ تین اوقات میں میت کی نماز جنازہ پڑھنا اور اسے دفن کرنا جائز نہیں ہے۔

(۱۰) نماز جنازہ، جنازہ گاہ میں ادا کی جائے:

افضل یہی ہے کہ نماز جنازہ مسجد سے باہر جنازہ گاہ میں ادا کی جائے، جیسا کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں معمول تھا، جس کا پتہ متعدد روایات سے چلتا ہے۔

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ یہودی اپنی قوم کے ایک مرد اور ایک عورت کو لیکر نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے، ان دونوں نے زنا کیا تھا، چنانچہ آپ ﷺ کے حکم سے انھیں مسجد کے پاس جنازہ گاہ کے قریب رجم کر دیا گیا۔ (بخاری ۱۳۲۹)

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں: "مدینہ منورہ میں جنازہ گاہ مشرقی جانب سے مسجد نبوی سے لگی ہوئی تھی"۔ (دیکھئے: فتح الباری ۳/ ۱۹۹)

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جس دن نجاشی کا انتقال ہوا، اسی دن رسول اللہ ﷺ نے ان کی موت کا اعلان فرمایا اور جنازہ گاہ کی جانب نکلے، صف بندی کی اور ان کے جنازہ پر چار تکبیرات کہیں۔ (بخاری ۱۲۴۵)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مذکورہ بالا روایات اور اس باب میں وارد دیگر روایات سے پتہ چلتا ہے کہ عہد نبوی میں مسجد اور قبرستان سے باہر جنازہ کے لئے جگہ خاص تھی، جہاں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اپنے فوت شدگان کی نماز جنازہ پڑھتے تھے۔

(۱۱) نماز جنازہ مسجد میں پڑھی جاسکتی ہے:

نماز جنازہ مسجد میں ادا کرنا بھی جائز ہے، جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے بیضاء کے دونوں بیٹوں سہل اور سہیل کی نماز جنازہ مسجد میں پڑھی تھی۔

(مسلم حدیث نمبر ۹۷۳)

نیز ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"من صلی علی جنازة فی المسجد فلیس له شیء"

جو کسی میت کی نماز جنازہ مسجد میں پڑھے، تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔

(ابن ماجہ ۱۲۴۰ (حسن عند الالبانی رحمہ اللہ) دیکھئے: صحیح ابن ماجہ ۲/۲۲)

امام ابن القیم رحمہ اللہ اس مسئلہ کی بابت لکھتے ہیں:

نماز جنازہ مسجد میں پڑھنا رسول اللہ ﷺ کا دائمی طریقہ نہ تھا، بلکہ آپ ﷺ نماز جنازہ مسجد کے باہر پڑھتے تھے، کبھی مسجد میں پڑھ لیتے، جیسا کہ آپ ﷺ نے بیضاء کی دونوں بیٹوں سہل اور سہیل کی نماز جنازہ مسجد میں پڑھی، لیکن یہ آپ ﷺ کی مستقل عادت نہ تھی..... پھر آگے لکھتے ہیں: آپ ﷺ کا طریقہ نماز جنازہ مسجد سے باہر پڑھنے کا تھا، ہاں اگر کوئی عذر ہوتا تو مسجد میں پڑھ لیتے، اس بنا پر مسجد میں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

پڑھنا یا باہر پڑھنا دونوں ہی جائز ہے، لیکن افضل مسجد کے باہر پڑھنا ہے۔
(دیکھئے: زاد المعاد لابن القیم ۱/۴۸۱)

(۱۲) قبروں کے درمیان نماز جنازہ پڑھنا جائز نہیں:

قبروں کے درمیان قبرستان میں نماز جنازہ پڑھنا جائز نہیں ہے، جیسا کہ انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

"أن النبی ﷺ نهی أن یصلی علی الجنائز بین القبور"

رسول اللہ ﷺ نے قبروں کے درمیان نماز جنازہ ادا کرنے سے منع فرمایا ہے۔
(المعجم الاوسط للطبرانی ۶/۶ (صحیح عند الالبانی رحمہ اللہ) دیکھئے: احکام الجنائز وبدعہا ص ۱۳۸)

ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"الأرض کلها مسجد الا المقبرة و الحمام"

پوری روئے زمین نماز پڑھنے کی جگہ ہے قبرستان اور حمام کے علاوہ۔
(ابوداؤد ۴۹۲، ترمذی ۳۱۷ (صحیح عند الالبانی رحمہ اللہ) دیکھئے: صحیح ابوداؤد ۱/۹۷)

(۱۳) خواتین بھی نماز جنازہ پڑھ سکتی ہیں:

خواتین بھی میت کی نماز جنازہ پڑھ سکتی ہیں۔

جیسا کہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ جب سعد بن ابو وقاص رضی اللہ عنہ کا انتقال ہوا، تو رسول اللہ ﷺ کی بیویوں نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو خبر بھیجا کہ وہ ان کا جنازہ مسجد سے گزاریں تاکہ صحابیات بھی ان کی نماز جنازہ پڑھ لیں،

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

چنانچہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے ایسا ہی کیا۔ (مسلم ۹۷۳)

چنانچہ میت کی تجہیز و تکفین کے بعد اگر خواتین گھر میں کسی جگہ اکٹھا ہو کر میت کی نماز جنازہ پڑھ لیں، تو کوئی حرج نہیں اور اگر جنازہ مسجد میں ہو رہا ہو اور وہاں موجود خواتین مردوں کے ساتھ پیچھے صف میں نماز جنازہ پڑھ لیں، تو بھی کوئی حرج نہیں ہے، اس لئے کہ نماز جنازہ مرد و عورت دونوں کے لئے مشروع ہے اور سنت صحیحہ میں کوئی ایسی دلیل نہیں ہے جس سے پتہ چلتا ہو کہ عورتوں کو نماز جنازہ پڑھنے سے منع کیا گیا ہے۔

البتہ عورتوں کے لئے جائز نہیں کہ وہ جنازہ کے ساتھ جائیں یا نماز جنازہ ادا کرنے کے لئے جنازہ گاہ جائیں، جیسا کہ ام عطیہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ ہمیں جنازوں کے ساتھ جانے سے منع کیا گیا۔

(بخاری ۱۲۷۸، مسلم ۹۳۸)

علامہ محمد بن صالح العثیمین رحمہ اللہ سے پوچھا گیا: کیا عورتوں کے لئے جائز ہے کہ گھر کی ساری عورتیں جمع ہو کر گھر ہی میں میت کی نماز جنازہ پڑھ لیں؟

تو شیخ نے جواب میں فرمایا: کوئی حرج نہیں، عورتیں نماز جنازہ مردوں کے ساتھ مسجد میں ادا کر لیں یا جنازہ والے گھر میں ادا کر لیں، کیوں کہ عورتوں کو نماز جنازہ پڑھنے سے منع نہیں کیا گیا ہے، البتہ انھیں قبروں کی زیارت سے روکا گیا ہے۔

(مجموع فتاوی ابن عثیمین ۱۷/ ۱۵۷)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(۱۴) نماز جنازہ کی خبر دینا:

میت کی نماز جنازہ میں شرکت کے لئے لوگوں کو خبر دینا جائز ہے، تاکہ نماز جنازہ پڑھنے والا خود بھی اجر سے مستفید ہو سکے اور میت کے لئے رحمت ومغفرت کی دعائیں کر سکے۔

جیسا کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جس دن نجاشی کا انتقال ہوا، اسی دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو ان کے وفات کی خبر دی اور انھیں لے کر عیدگاہ نکلے.....۔

(بخاری ۱۳۳۳، مسلم ۹۵۱)

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک کالا مرد یا ایک کالی عورت جو مسجد میں جھاڑو لگاتے تھے، ان کا انتقال ہو گیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دن ان کی بابت پوچھا، تو لوگوں نے بتلایا، ان کا تو انتقال ہو گیا، یہ سن کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم نے مجھے کیوں نہ بتلایا (تاکہ میں بھی اس کی نماز جنازہ پڑھتا).....۔

(بخاری ۴۵۸، مسلم ۹۵۶)

مذکورہ بالا دونوں حدیثوں سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ شرعی طریقہ سے کسی کے وفات کی خبر دینا جائز، بلکہ مستحب ہے، تاکہ نماز جنازہ میں زیادہ سے زیادہ لوگ شریک ہو سکیں اور میت کے لئے دعائے رحمت ومغفرت کر سکیں۔

امام نووی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

اس بارے میں صحیح بات یہ ہے جس کا صحیح احادیث تقاضا کرتی ہیں کہ جسے خبر

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نہ ہو، اسے کسی کے موت کی خبر دینا مکروہ نہیں ہے، بلکہ نماز جنازہ میں تکثیر جماعت کی غرض سے ایسا کرنا مستحب ہے۔ (المجموع للنووی ۵/۲۱۶)

امام کاسانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''رشتہ داروں، دوستوں، پڑوسیوں اور عام لوگوں کو موت کی خبر دینے میں کوئی حرج نہیں ہے، تاکہ لوگ میت پر نماز جنازہ پڑھ کر، اس کے لئے دعائیں کر کے اور اسے قبر تک پہنچا کر اپنا حق ادا کر سکیں، نیز ایک دوسرے کو نماز جنازہ کی خبر دینا کار خیر کی ترغیب اور نیکی وتقوی پر معاونت کی قبیل سے ہے''۔

(دیکھئے: بدائع الصنائع فی ترتیب الشرائع للکاسانی ۱/۲۹۹)

چنانچہ ایک ساتھی دوسرے ساتھی کو خبر دے، یا جدید وسائل موبائل، فیس بک یا واٹس اپ گروپس کے ذریعہ اطلاع دے دی جائے یا مسجد کے لاؤڈ سپیکر سے اعلان کر دیا جائے، ان سبھی شکلوں میں کوئی حرج نہیں ہے۔

لیکن اس میں بہت زیادہ مبالغہ آرائی سے کام نہ لیا جائے کہ معاملہ ممنوع نعی تک پہنچ جائے، جس سے رسول اللہ ﷺ نے منع فرمایا ہے اور جس کا بعض صحابہ نے اپنے تعلق سے خدشہ ظاہر کیا تھا۔

جیسا کہ حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ نے کہا تھا:

''جب میرا انتقال ہو جائے، تو میری موت کا اعلان نہ کرنا، میں ڈرتا ہوں کہ کہیں یہ نعی میں داخل نہ ہو جائے، کیوں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو نعی سے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

منع فرتے ہوئے سنا ہے''۔

(ترمذی ۹۸۶ (حسن عندالالبانی رحمہ اللہ) دیکھئے: صحیح الترمذی ۱/۵۰۳)

البتہ میت کے محاسن ومفاخر کو بیان کرکر کے یا نوح وماتم اور شور وواویلا کے ساتھ موت کا اعلان کرنا حرام ہے، یہ دور جاہلیت کا طریقہ ہے، جس سے رسول اللہ ﷺ نے منع فرمایا ہے۔

حافظ بن حجر رحمہ اللہ لکھتے ہیں: ''موت کی خبر دینا سرے سے منع نہیں ہے، بلکہ منع وہ ہے جو اہل جاہلیت کا طریقہ تھا۔ (فتح الباری ۳/۱۱۶)

کہ وہ گھوم گھوم کر میت کے محاسن ومفاخر کو بیان کرتے اور پھر اس کے موت کی خبر دیتے، یہ طریقہ کار حرام، دور جاہلیت کا طریقہ ہے، جس سے اسلام نے منع کیا ہے۔ (المجموع للنووی ۵/۲۱۶)

(۱۵) نماز جنازہ کی شرائط، فرائض ومسنونات:

(۱) نماز جنازہ کی شرائط:

نماز جنازہ کی آٹھ شرائط ہیں، جنھیں ہم ذیل میں ذکر کرتے ہیں:

(۱) نیت (۲) قبلہ رخ ہونا (۳) ستر ڈھانپنا (۴) کپڑے، بدن اور نماز کی جگہ کا پاک ہونا (۵) نماز پڑھنے والے اور جس پر پڑھی جارہی ہے دونوں کا مسلمان ہونا (۶) میت کا موجود ہونا اگر وہ بستی میں ہو (۷) نماز پڑھنے والے کا مکلّف (عاقل وبالغ) ہونا۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(الصلاۃ للطیار ۲۷۶، الملخص الفقہی ۳۰۶)

(ب) نماز جنازہ کے فرائض:

جنازہ کے فرائض مندرجہ ذیل ہیں:

(۱) طاقت ہو تو نماز جنازہ کھڑے ہو کر پڑھنا (۲) چار تکبیرات کہنا (۳) پہلی تکبیر کے بعد سورہ فاتحہ پڑھنا (۴) دوسری تکبیر کے بعد نبی ﷺ پر درود بھیجنا (۵) تیسری تکبیر کے بعد میت کے لئے دعا کرنا (۶) جملہ فرائض بالترتیب انجام دینا (۷) سلام پھیرنا۔ (الملخص الفقہی ۳۰۶)

(ج) نماز جنازہ میں مسنون امور:

نماز جنازہ کے مسنون امور مندرجہ ذیل ہیں:

(۱) پہلی تکبیر یا ہر تکبیر کے ساتھ رفع الدین کرنا (۲) قراءت سے پہلے "أعوذ باللہ من الشیطان الرجیم" اور "بسم اللہ الرحمن الرحیم" پڑھنا (۳) اپنے اور مسلمانوں کے حق میں دعا کرنا (۴) چوتھی تکبیر کے بعد اور سلام پھیرنے سے پہلے تھوڑا سا ٹھہرنا (۵) دائیں ہاتھ کو بائیں ہاتھ پر رکھ کر سینے پر رکھنا۔
(الملخص الفقہی ۳۰۶)

(۱۶) نماز جنازہ پڑھانے کا زیادہ حقدار کون؟

میت کی نماز جنازہ پڑھانے کا زیادہ حقدار وہ ہے جسے میت نے زندگی میں وصیت کی ہو، اور اگر میت نے کسی کو وصیت نہ کی ہو، تو امیر وقت (شہر کا گورنر) یا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اس کا نائب نماز جنازہ پڑھانے کے زیادہ حقدار ہیں' جیسا کہ ابوحازم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جس روز حسن بن علی رضی اللہ عنہ نے وفات پائی' میں بھی موجود تھا، میں نے حسین بن علی رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ وہ سعید بن العاص رضی اللہ عنہ کی گردن میں چوکہ لگا کر کہہ رہے تھے: (سعید بن العاص رضی اللہ عنہ ان دنوں مدینہ منورہ کے گورنر تھے)

"تقدم فلو لا أنها سنة ما قدمتك"

آگے بڑھو، نماز جنازہ پڑھاؤ، اگر یہ سنت نہ ہوتا تو میں تمھیں کبھی آگے نہ بڑھاتا۔

حالانکہ حسین بن علی اور سعید بن العاص رضی اللہ عنہما کے مابین کچھ ناراضگی تھی۔

(مستدرک حاکم ۳/ ۱۸۷، سنن الکبری للبیہقی ۷/ ۳۵۶، علامہ البانی رحمہ اللہ کے نزدیک اس کی سند صحیح ہے، دیکھئے: احکام الجنائز وبدعہا ص ۱۲۸)

عہد صحابہ میں یہ دستور تھا کہ جو بستی کا گورنر ہوتا، وہی مسلمانوں کا امام بھی ہوتا تھا، لہذا وہی عیدین، جمعہ اور پنجوقتہ نمازیں پڑھاتا اور لوگوں میں فیصلے کرتا، کیوں کہ وہ شریعت کا علم کا رکھنے والے افضل شخص کو امیر بناتے تھے، لیکن اب جب کہ لاعلمی اور دین سے جہالت عام ہو چکی ہے اور مناصب پر دین سے جاہل، فساق وفجار فائز ہیں، تو وہ اپنی نااہلی کی وجہ سے مسلمانوں کی امامت کے حق دار نہیں ہیں۔

اگر امیر یا اس کا نائب موجود نہ ہو، یا موجود تو ہو لیکن پڑھانے کا اہل نہ ہو تو پھر قرآن کریم کا حافظ و عالم نماز جنازہ پڑھانے کا زیادہ حقدار ہے، پھر اسی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ترتیب سے جو رسول اللہ ﷺ نے درجہ ذیل حدیث میں بیان فرمائی ہے۔

ابو مسعود انصاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"یؤم القوم أقرؤهم لكتاب الله فان كانوا فی القراءة سواء فأعلمهم بالسنة فان كانوا فی السنة سواء فأقدمهم هجرة فان كانوا فی الهجرة سواء فأقدمهم سلما و فی روایة سنا"

لوگوں کی امامت وہ کرائے، جو ان میں سب سے زیادہ قرآن کریم کا پڑھا ہوا ہو، اگر قرآن کریم کے پڑھنے میں سب برابر ہوں تو پھر وہ امامت کرائے جو سنت کو سب سے زیادہ جانتا ہو (یعنی احکام و مسائل سب سے زیادہ جانتا ہو) پھر اگر سنت کے علم میں سب برابر ہوں، تو پھر امامت وہ کرائے جس نے مدینہ کی طرف پہلے ہجرت کی ہو، اگر ہجرت میں بھی سب برابر ہوں تو پھر وہ امامت کرائے جو سب سے پہلے مسلمان ہوا اور ایک روایت میں ہے جس کی عمر زیادہ ہو۔

(مسلم، المساجد باب من أحق بالامامۃ ح ۶۷۳)

معلوم ہوا کہ پہلے وصی (یعنی جسے میت نے زندگی میں نماز جنازہ کی وصیت کی ہو) پھر امیر یا اس کا نائب، پھر قرآن کریم کا حافظ و عالم، پھر عمر رسیدہ شخص نماز جنازہ پڑھانے کے زیادہ حقدار ہیں۔

اور اگر نماز جنازہ مسجد میں پڑھی جا رہی ہو، تو امام مسجد نماز جنازہ پڑھانے کا زیادہ حقدار ہے، کیوں کہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

"و لا یؤمن الرجل الرجل فی سلطانه"

اور کوئی آدمی کسی آدمی کے دائرہ اختیار میں (اس کی اجازت کے بغیر) امامت نہ کرائے۔ (مسلم ۶۷۳)

اور اگر جنازہ میں شریک لوگوں میں سے کوئی بھی نماز جنازہ پڑھادے، تو بھی کوئی حرج نہیں ہے۔

(۱۷) نماز جنازہ کی صف بندی:

نماز جنازہ میں تین یا تین سے زیادہ صفیں بنانا مستحب ہے۔

مالک بن ہبیرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"ما من مسلم یموت فیصلی علیه ثلاثة صفوف من المسلمین الا اوجب و فی لفظ: الا غفر له"

جس کسی مسلمان کا انتقال ہوجائے، اور تین صف مسلمان اس کی نماز جنازہ پڑھیں، تو وہ جنت کا مستحق ہوجاتا ہے، اور ایک روایت کے الفاظ ہیں: اس کے گناہ بخش دئے جاتے ہیں۔

راوی حدیث مرثد بن عبداللہ کہتے ہیں: جب جنازہ پڑھنے والوں کی تعداد کم ہوتی، تو مالک بن ہبیرہ رضی اللہ عنہ انھیں تین صفوں میں تقسیم کردیتے۔

(مستدرک حاکم ۱/ ۵۱۶، امام حاکم رحمہ اللہ نے کہا: یہ روایت صحیح، مسلم کی شرط پر ہے، سنن الکبری للبیہقی ۴/ ۴۸، امام نووی رحمہ اللہ نے اس روایت کے بارے میں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کہا: ''یہ حدیث حسن ہے'' دیکھئے: المجموع ۲۱۲/۵، علامہ البانی رحمہ اللہ نے اسے احکام الجنائز وبدعہا میں ص ۱۲۸ پر ذکر کیا ہے)

ابوامامہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک شخص کی نماز جنازہ پڑھائی، جسمیں آپ کے ساتھ سات آدمی تھے، آپ نے تین آدمیوں کو پہلی صف میں، دوکو دوسری اور پھر دوکو تیسری صف میں کھڑا کیا۔

(المعجم الکبیر للطبرانی ۱۹۰/۸، علامہ البانی رحمہ اللہ نے اسے احکام الجنائز وبدعہا میں ص ۱۲۷ پر ذکر کیا ہے)

امام شوکانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''صف کم ازکم دوآدمیوں کی ہوتی ہے، زیادہ کی کوئی حد مقرر نہیں''۔ (نیل الاوطار للشوکانی ۶۸/۴)

(۱۸) نماز جنازہ میں تکثیر جماعت مستحب ہے:

عائشہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"ما من میت یصلی علیه أمة من المسلمین یبلغون مأئة کلهم یشفعون له الا شفعوا فیه"

جس میت پر مسلمان جماعت میں سے سوآدمی جنازہ کی نماز پڑھیں اور وہ سو کے سواس کے حق میں سفارش کریں، تو اس کے حق میں ان کی سفارش قبول ہوگی۔

(مسلم حدیث نمبر ۹۴۷)

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

”ما من رجل مسلم يموت فيقوم على جنازته أربعون رجلا لايشركون بالله شيئا الا شفعهم الله فيه“

جس مسلمان کا انتقال ہوجائے، اور اس کی نماز جنازہ میں چالیس ایسے آدمی شریک ہوں جو شرک نہ کرتے ہوں، تو اللہ تعالی ان کی شفارش قبول فرمالیتا ہے۔ (مسلم ۹۴۸)

(۱۹) نماز جنازہ میں امام کے کھڑے ہونے کی جگہ:

نماز جنازہ پڑھاتے ہوئے امام مرد کے سر کے سامنے اور عورت کے بیچ میں کھڑا ہوگا۔

ابو غالب بیان کرتے ہیں کہ میں نے انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے ساتھ ایک مرد کی نماز جنازہ پڑھی، تو وہ اس کے سر کے مقابل کھڑے ہوئے، پھر لوگ قریش کی ایک عورت کا جنازہ لے کر آئے اور کہا: اے ابو حمزہ! (انس بن مالک کی کنیت) اس کی نماز جنازہ پڑھایئے، تو بیچ چارپائی کے سامنے کھڑے ہوئے، علاء بن زیاد نے انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے پوچھا: آپ نے رسول اللہ ﷺ کو مرد وعورت کے جنازہ میں اسی طرح کھڑے ہوتے دیکھا ہے؟ انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہا: ”ہاں“ پھر فرمایا: اس کو یاد رکھو۔

(ترمذی ۱۰۳۴ (صحیح عند الالبانی رحمہ اللہ) دیکھئے: صحیح الترمذی ۱/۵۲۶)

سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

پیچھے ایک عورت کی نماز جنازہ پڑھی، جس کا زچگی میں انتقال ہو گیا تھا، تو رسول اللہ ﷺ نماز جنازہ کے لئے اس کے بیچ میں کھڑے ہوئے۔

(بخاری ۱۳۳۲، مسلم ۹۶۴)

امام ابن القیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''رسول اللہ ﷺ کا طریقہ یہ تھا کہ آپ مرد کے سر کے پاس اور عورت کے بیچ میں کھڑے ہوتے تھے۔'' (زاد المعاد ۴۹۳/)

(۲۰) نماز جنازہ میں تکبیرات کی تعداد:

تکبیرات' نماز جنازہ کا رکن ہیں، جن کے بغیر نماز جنازہ درست نہیں ہے، روایات وآثار سے چار تکبیرات سے لے کر نو تکبیرات تک کا ثبوت ملتا ہے، چار تکبیرات سے متعلق روایات زیادہ ہیں، لہذا بیشتر جنازوں پر چار تکبیرات کہی جائیں، کیوں کہ اس سے متعلق روایات زیادہ' نیز مرفوع ہیں، کبھی پانچ تکبیرات بھی کہی جائیں، کیوں کہ یہ بھی مرفوع روایت سے ثابت ہے اور اگر پانچ سے زیادہ نو تک تکبیرات کہی جائیں، تو بھی کوئی حرج نہیں ہے، کیوں کہ روایات وآثار سے اس کا بھی ثبوت ملتا ہے، البتہ چار سے کم اور نو سے زیادہ تکبیریں کہنا جائز نہیں ہے، ذیل میں اس مسئلہ سے متعلق روایات وآثار ملاحظہ فرمائیں:

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جس دن نجاشی کا انتقال ہوا، رسول اللہ ﷺ نے لوگوں کو اسی دن ان کے وفات کی خبر دی اور انھیں لے کر عیدگاہ نکلے، پھر آپ ﷺ نے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

لوگوں کی صف بندی کرائی اوران کی نماز جنازہ پڑھاتے ہوئے چار تکبیرات کہیں۔
(بخاری ۱۳۳۳، مسلم ۹۵۱)

شعبی بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے دفن کے بعد ایک قبر پر نماز جنازہ پڑھی، تو آپ ﷺ نے اس پر چار تکبیریں کہیں۔ (مسلم ۹۵۴)

یزید بن ثابت بیان کرتے ہیں کہ (ایک روز) ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نکلے، جب آپ ﷺ جنت البقیع پہنچے، تو آپ کی نگاہ ایک نئی قبر پر پڑی، آپ ﷺ نے اس کی بابت دریافت فرمایا: صحابہ کرام نے بتلایا کہ فلاں عورت کی قبر ہے..... پھر آپ ﷺ قبر پر آئے، ہم نے آپ کے پیچھے صف بندی کی، پھر آپ ﷺ نے نماز جنازہ پڑھاتے ہوئے اس پر چار تکبیریں کہیں۔
(ابن ماجہ ۱۵۲۸ (صحیح عندالالبانی رحمہ اللہ) دیکھئے: صحیح ابن ماجہ ۲/ ۲۵)

عبدالرحمٰن بن ابولیلی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ زید بن ارقم رضی اللہ عنہ ہمارے جنازوں پر چار تکبیریں کہتے تھے، ایک جنازہ پر انھوں نے پانچ تکبیریں کہیں، میں نے ان سے اس کی وجہ دریافت کی، تو انھوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ پانچ تکبیریں کہتے تھے۔ (مسلم ۹۵۷)

عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ علی بن ابوطالب رضی اللہ عنہ نے سہل بن حنیف رضی اللہ عنہ کی نماز جنازہ پڑھائی اور چھ تکبیریں کہیں، پھر ہماری جانب متوجہ ہوکر فرمایا: یہ بدری (غزوہ بدر میں شرکت کرنے والے) صحابی تھے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(مستدرک حاکم ۳/۴۶۳، سنن الکبری للبیہقی ۴/ ۵۹، علامہ البانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ان کی سند صحیح' بخاری ومسلم کی شرط پر ہے، دیکھئے: احکام الجنائز و بدعہا ص ۱۴۳، نیز یہ روایت صحیح بخاری میں ہے، بس اس میں چھ تکبیروں کا ذکر نہیں ہے، دیکھئے: صحیح البخاری ۴۰۰۴)

موسی بن عبداللہ بن یزید بیان کرتے ہیں کہ علی رضی اللہ عنہ نے ابوقتادہ رضی اللہ عنہ کی نماز جنازہ پڑھائی، تو ان پر سات تکبیریں کہیں، اور وہ بدری صحابی تھے۔

(سنن الکبری للبیہقی ۴/ ۵۹، علامہ البانی رحمہ اللہ نے اسے احکام الجنائز وبدعہا میں ص ۱۴۴ پر ذکر کیا ہے)

رہا مسئلہ آٹھ تکبیروں کا، تو اس سے متعلق مجھے کوئی اثر نہ ملا۔

عبداللہ بن الزبیر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے احد کے دن حمزہ رضی اللہ عنہ کو چادر سے چھپانے کا حکم دیا' پھر آپ ﷺ نے ان کی نو تکبیروں سے نماز جنازہ پڑھائی.....۔

(شرح معانی الآثار للطحاوی ۱/۵۰۳، سند صحیح ہے، دیکھئے: احکام الجنائز وبدعہا ص ۱۰۶)

امام ابن القیم رحمہ اللہ اس مسئلہ سے متعلق فرماتے ہیں:

یہ آثار صحیح ہیں، لہذا ان پر عمل سے روکنے کی کوئی وجہ نہیں ہے اور نبی اکرم ﷺ نے چار سے زیادہ تکبیروں سے منع نہیں فرمایا، بلکہ آپ نے خود اور آپ کے بعد آپ کے صحابہ نے ایسا کیا۔ (زاد المعاد لابن القیم ۱/ ۴۸۹)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

علامہ البانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''یہ سبھی طریقے نبی اکرم ﷺ سے ثابت ہیں، جس پر بھی عمل کرلیا جائے کافی ہے، افضل یہ ہے کہ مختلف جنازوں پر مختلف طریقوں سے تکبیرات کہی جائیں، تاکہ سبھی روایات پر عمل ہوجائے، اور اگر ایک ہی طریقہ کو لازم پکڑنا ہو تو چار تکبیرات کو لازم پکڑا جائے، کیوں کہ اس سے متعلق احادیث زیادہ ہیں''۔

(احکام الجنائز وبدعہا ص ۱۴۱)

اگر امام چار سے زیادہ تکبیریں کہے، تو ہر زیادہ تکبیر کے بعد میت کے لئے دعائیں ہی کی جائیں گی۔

(۲۱) تکبیرات جنازہ کے ساتھ رفع الیدین:

تکبیرات جنازہ کے ساتھ رفع الیدین کیا جائے گا یا نہیں، یہ بات علماء کے نزدیک محل اختلاف ہے، البتہ اس بات پر سب کا اتفاق ہے کہ پہلی تکبیر کے ساتھ رفع الیدین کیا جائے گا، لیکن باقی تکبیروں سے متعلق علماء کے درجہ ذیل دو اقوال ہیں:

پہلا قول: صرف پہلی تکبیر کے ساتھ رفع الیدین کیا جائے گا، باقی کے ساتھ نہیں۔

جیسا کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک جنازہ پر تکبیریں کہیں، تو آپ ﷺ نے اپنے ہاتھ صرف پہلی تکبیر میں اٹھائے اور پھر اپنے دائیں ہاتھ کو بائیں پر رکھ لیا۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(ترمذی ۱۰۷۷ (حسن عندالالبانی رحمہ اللہ) دیکھئے: صحیح الترمذی ۱/ ۵۴۵)

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نماز جنازہ میں پہلی تکبیر کے ساتھ اپنے ہاتھوں کو اٹھاتے تھے، پھر دوبارہ نہ اٹھاتے۔

(سنن الدارقطنی ۲/ ۴۳۸)

مذکورہ روایتوں کی بنا پر اہل علم کی ایک جماعت کا کہنا ہے کہ نماز جنازہ میں رفع الیدین صرف پہلی تکبیر کے ساتھ کیا جائے گا، علامہ البانی رحمہ اللہ کی بھی یہی رائے ہے، چنانچہ وہ اپنی کتاب احکام الجنائز وبدعہا میں صفحہ ۱۴۸ پر لکھتے ہیں:

''ہمیں سنت رسول میں کوئی ایسی دلیل نہیں ملی جس سے پہلی تکبیر کے علاوہ باقی تکبیروں کے ساتھ رفع الیدین کا پتہ چلتا ہو، لہذا ہم نہیں سمجھتے کہ باقی تکبیروں کے ساتھ رفع الیدین کرنا مشروع ہے''۔

قاضی شوکانی رحمہ اللہ اس مسئلہ سے متعلق روایات وآثار اور اقوال علماء کے ذکر کے بعد لکھتے ہیں: ''خلاصہ کلام یہ ہے کہ نماز جنازہ میں رسول اللہ ﷺ سے پہلی تکبیر کے علاوہ باقی تکبیروں کے ساتھ رفع الیدین کرنے سے متعلق کوئی لائق حجب چیز ثابت نہیں ہے.....لہذا مناسب یہی ہے کہ صرف پہلی تکبیر کے ساتھ رفع الیدین کرنے پر اکتفا کیا جائے''۔

(نیل الاوطار للشوکانی طبعہ دارالحدیث مصر ۴/ ۷۷)

لیکن ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی مذکورہ روایت کو اہل علم کی ایک جماعت نے ضعیف کہا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہے، چنانچہ امام ترمذی نے کہا: یہ روایت غریب ہے، دارقطنی نے کہا: غیر محفوظ غیر ثابت ہے، دیکھئے: العلل ۹/۱۵۰، امام نووی نے کہا: ضعیف ہے، دیکھئے: المجموع ۵/۲۳۲، حافظ بن حجر نے کہا: ضعیف ہے، دیکھئے: التلخیص الحبیر ۲/ ۲۹۱)

نیز عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کی روایت پر بھی اہل علم نے کلام کیا ہے، چنانچہ حافظ بن حجر رحمہ اللہ ابو ہریرہ اور عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی مذکورہ بالا دونوں روایتوں کے ذکر کے بعد لکھتے ہیں: ''ان دونوں کی سند ضعیف ہے اور اس باب میں کوئی مرفوع روایت ثابت نہیں ہے، دیکھئے: (التلخیص الحبیر ۲/ ۲۹۱)

دوسرا قول: پہلی تکبیر سمیت باقی سبھی تکبیروں کے ساتھ رفع الیدین کیا جائے۔

جیسا کہ نافع بیان کرتے ہیں کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نماز جنازہ کی ہر تکبیر پر اپنے دونوں ہاتھوں کو اٹھاتے تھے۔

(دیکھئے: السنن الکبری للبیہقی ۴/۷۲، مصنف ابن ابی شیبۃ ۲/۴۹۰، جزء رفع الیدین للبخاری ح ۱۰۶، ورواہ البخاری معلقا دیکھئے: صحیح البخاری ۲/ ۸۷)

اسی طرح عبداللہ بن عباس، عمر بن خطاب، عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہم اور سلف کی ایک جماعت کی بابت مروی ہے کہ وہ نماز جنازہ کی سبھی تکبیروں پر رفع الیدین کرتے تھے۔

(دیکھئے: التلخیص الحبیر ۲/ ۲۹۱، نیل الأوطار ۴/۷۷، مصنف ابن ابی شیبۃ ۲/ ۴۹۰)

مذکورہ نیز اس مفہوم کے دیگر آثار سے استدلال کرتے ہوئے علماء کی ایک

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جماعت کا کہنا ہے کہ نماز جنازہ کی سبھی تکبیروں کے ساتھ رفع الیدین کیا جائے گا، کیوں کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ جو کہ رسول اللہ ﷺ کی شدت اتباع میں معروف تھے، ایسا بلا رسول اللہ ﷺ سے دیکھے ہوئے اپنے ذاتی اجتہاد سے نہیں کریں گے۔

اسی بنا پر علامہ البانی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

امام بیہقی نے صحیح سند کے ساتھ روایت کیا ہے کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ جنازہ کی ہر تکبیر پر رفع الیدین کرتے تھے، لہذا جو یہ سمجھتا ہو کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ ایسا بلا رسول اللہ ﷺ سے دیکھے ہوئے اپنے ذاتی اجتہاد سے نہیں کریں گے، تو وہ نماز جنازہ کی سبھی تکبیروں کے ساتھ رفع الیدین کرے۔

(احکام الجنائز وبدعہا ۱۴۸)

علامہ محمد بن صالح العثیمین رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

اس مسئلہ میں صحیح بات یہ ہے کہ نماز جنازہ پڑھنے والا ہر تکبیر کے ساتھ رفع الیدین کرے گا، جیسا کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے بارے میں یہ بات صحیح طور پر ثابت ہے۔ (مجموع فتاوی ابن عثیمین ۱۷/۱۳۴)

امام ابوداؤد السجستانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''میں نے احمد بن حنبل رحمہ اللہ کو دیکھا کہ وہ جنازہ کی ہر تکبیر کے ساتھ رفع الیدین کرتے تھے''۔

(دیکھئے: مسائل الامام احمد روایۃ ابوداؤد السجستانی ۱/ ۲۱۷)

امام شافعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''نماز جنازہ کی ہر تکبیر کے ساتھ رفع الیدین

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کیا جائے گا''۔ (دیکھئے: الام للشافعی ۱/ ۳۰۹)

مذکورہ بالا بحث وتمحیص سے یہ بات ظاہر ہوتی ہے کہ نماز جنازہ میں پہلی تکبیر کے علاوہ باقی تکبیروں کے ساتھ رفع الیدین کرنا یا نہ کرنا دونوں ہی درست ہے، البتہ کرنا نہ کرنے کے مقابل دلیلوں کی روشنی میں قوی لگتا ہے، لہذا سبھی تکبیروں کے ساتھ رفع الیدین کرنا بہتر معلوم ہوتا ہے، اللہ تعالی بہتر جانتا ہے۔

(۲۲) نماز جنازہ سری یا جہری:

نماز جنازہ سری پڑھی جائے، جہری پڑھنے کا احادیث میں کوئی ثبوت نہیں ہے۔

جیسا کہ ابوامامہ بن سہل رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

"السنة فی الصلاة علی الجنازة أن یقرأ فی التکبیرة الأولی بأم القرآن مخافتة، ثم یکبر ثلاثا والتسلیم عند الآخرة"

نماز جنازہ میں سنت یہ ہے کہ پہلی تکبیر کے بعد دل میں سورہ فاتحہ پڑھی جائے، پھر تین تکبیریں کہی جائیں اور آخر پر سلام پھیر دیا جائے۔

(نسائی ۱۹۸۹ (صحیح عندالالبانی رحمہ اللہ) دیکھئے: صحیح النسائی ۲/ ۵۵)

امام شافعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''رسول اللہ ﷺ کے صحابہ جب کسی عمل کو سنت اور حق کہتے ہیں، تو اس سے ان کی مراد رسول اللہ ﷺ کی سنت ہوتی ہے''۔

(الام للشافعی ۱/ ۳۰۹)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(۲۳) نماز جنازہ کا طریقہ:

ہم ذیل میں فرائض ومسنونات پر مشتمل نماز جنازہ کا طریقہ بالتفصیل ذکر کرتے ہیں:

(أ) نمازی امام ہو یا اکیلا اگر میت مرد ہے تو اس کے سر کے سامنے اور اگر عورت ہے تو اس کے بیچ میں کھڑا ہو، پھر ''اللہ اکبر'' کہتے ہوئے اپنے دونوں ہاتھوں کو کندھوں یا کان کے مقابل اٹھائے، پھر سینے پر باندھ لے، اور ''أعوذ بالله من الشيطان الرجيم''، ''بسم الله الرحمن الرحيم'' پڑھ کر سورہ فاتحہ پڑھے، سورہ فاتحہ نماز جنازہ کا رکن ہے، جس کے بغیر نماز نہیں، کیوں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''لا صلاة لمن لم يقرأ بفاتحة الكتاب'' اس شخص کی نماز نہیں جس نے نماز میں سورہ فاتحہ نہ پڑھی۔

(بخاری ۷۵۶، مسلم ۳۹۴ بروایت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ)

اور اگر سورہ فاتحہ کے بعد کوئی چھوٹی سورت پڑھ لی جائے، تو بھی جائز ہے۔ جیسا کہ طلحہ بن عبداللہ بن عوف رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کے پیچھے نماز جنازہ ادا کی، تو انھوں نے سورہ فاتحہ اور اس کے بعد ایک دوسری سورت پڑھی اور اپنی آواز کو تھوڑی اونچی کیا، یہاں تک کہ ہمیں سنا دیا، جب نماز سے فارغ ہوئے تو میں نے ان کا ہاتھ تھام کر دریافت کیا؟ تو

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

انھوں نے کہا: یہ سنت ہے اور صحیح وثابت ہے۔
(نسائی ۱۹۸۶ (صحیح عندالالبانی رحمہ اللہ) دیکھئے: صحیح النسائی ۲/ ۵۵، صحیح بخاری میں یہ روایت بغیر سورت کے ذکر کے ہے، دیکھئے: بخاری ۱۳۳۵)

(ب) پھر دوسری تکبیر کہہ کر رسول اللہ ﷺ پر درود پڑھے، وہی درود جو نمازوں کے تشہد میں پڑھا جاتا ہے، اس لئے کہ نماز جنازہ میں درود کے لئے کوئی خاص الفاظ رسول اللہ ﷺ سے ثابت نہیں ہیں۔

ابوامامہ بن سہل رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ انھیں ایک صحابی رسول نے بتلایا کہ:

"أن السنة فی الصلاة علی الجنازة أن یکبر الامام ثم یقرأ بفاتحة الکتاب بعد التکبیرة الاولی سرا فی نفسه ثم یصلی علی النبی صلی الله علیه وسلم ....."

نماز جنازہ میں سنت یہ ہے کہ امام پہلی تکبیر کہہ کر اپنے دل میں سورہ فاتحہ پڑھے، پھر نبی اکرم ﷺ پر درود پڑھے.....۔
(سنن بیہقی ۷/ ۳۹۱، مستدرک حاکم ۱/ ۵۱۲، علامہ البانی رحمہ اللہ نے کہا: سند صحیح ہے، دیکھئے: احکام الجنائز وبدعہا للالبانی ۱۵۵)

رسول اللہ ﷺ سے ثابت ایک اہم درود درجہ ذیل ہے، جو آپ ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو سکھلایا تھا۔

"اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَ عَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اِبْـرَاهِيْـمَ وَ عَـلـىٰ آلِ اِبْـرَاهِيمَ اِنَّکَ حَمِيْدٌ مَجِيْدٌ اَللّٰهُمَّ بَارِکْ عَلىٰ مُـحَـمَّـدٍ وَّ عَـلـىٰ آلِ مُـحَـمَّـدٍ کَـمَاْ بَارَکْتَ عَلىٰ اِبْرَاهِيْمَ وَ عَلىٰ آلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّکَ حَمِيْدٌ مَجِيْدٌ"

اے اللہ محمد اور آل محمد پر اسی طرح رحمت بھیج جس طرح تو نے ابراہیم اور آل ابراہیم پر رحمت بھیجی، تعریف اور بزرگی تیرے ہی لئے ہے، اے اللہ! محمد پر اور آل محمد پر اسی طرح برکت نازل فرما جس طرح تو نے ابراہیم اور آل ابراہیم پر برکت نازل فرمائی، تعریف اور بزرگی تیرے ہی لئے ہے۔

(بخاری ۳۳۷۰)

(ج) پھر نمازی تیسری تکبیر کہے اور میت کے لئے مخلصانہ دعائیں کرے۔

جیسا کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا:

"اذا صليتم على الميت فاخلصوا له الدعاء"

جب تم میت کی نماز جنازہ پڑھو، تو اس کے لئے بڑے اخلاص سے دعا کرو۔

(ابوداؤد ۳۱۹۹ (حسن عند الالبانی رحمہ اللہ) دیکھئے: صحیح ابوداؤد ۲/ ۲۹۹)

❁ رسول اللہ ﷺ سے ثابت چند دعائیں درجہ ذیل ہیں:

پہلی دعا:

اللهم اغفر له و أرحمه وعافه و أعف عنه و أكرم نزله و وَسِّع

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مدخلہ و اغسلہ بالماء والثلج و البرد و نَقِّہ من الخطایا کما نقیت الثوب الأبیض من الدنس و أبدلہ دارا خیرا من دارہ و أھلا خیرا من أھلہ و زوجا خیرا من زوجہ و أدخلہ الجنۃ و أعذہ من عذاب القبر و من عذاب النار

اے اللہ اسے معاف فرما، اس پر رحم فرما، اسے عافیت میں رکھ، اس سے درگزر فرما، اس کی بہترین مہمانی فرما، اس کی قبر کشادہ فرما، اس کے (گناہ) پانی برف اور اولوں سے دھودے، اسے گناہوں سے اس طرح صاف کردے جیسے تو سفید کپڑے کو میل سے صاف کرتا ہے، اسے اس کے (دنیا والے) گھر سے بہتر گھر، (دنیا کے) لوگوں سے بہتر لوگ اور اس کی بیوی سے بہتر جوڑا عطا فرما، اسے بہشت میں داخل فرما اور عذاب قبر اور عذاب جہنم سے بچا۔

(مسلم الجنائز باب الدعاء للمیت فی الصلاۃ ۹۶۳)

دوسری دعا:

أَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِحَیِّنَا وَ مَیِّتِنَا وَ شَاھِدِنَا وَ غَائِبِنَا وَ صَغِیْرِنَا وَ کَبِیْرِنَا وَذَکَرِنَا وَ أُنْثَانَا اَللّٰھُمَّ مَنْ أَحْیَیْتَہُ مِنَّا فَأَحْیِہِ عَلیٰ الْإِسْلَامِ وَ مَنْ تَوَفَّیْتَہُ مِنَّا فَتَوَفَّہُ عَلٰی الْإِیْمَانِ اَللّٰھُمَّ لَا تَحْرِمْنَا أَجْرَہُ وَ لَا تُضِلَّنا بَعْدَہُ

اے اللہ! ہمارے زندوں، مردوں، حاضر، غائب، چھوٹوں، بڑوں اور مرد و عورت سب کی بخشش فرمادے، اے اللہ! ہم میں سے جسے تو زندہ رکھ اسے اسلام

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

پر زندہ رکھ اور جسے موت دے اس کا خاتمہ ایمان پر کر، اے اللہ اس جانے والے کے اجر سے ہمیں محروم نہ کرنا اور اس کے بعد ہمیں گمراہ بھی نہ کرنا۔

(ابن ماجہ ۱۴۹۸ (صحیح عند الالبانی رحمہ اللہ) دیکھئے: صحیح ابن ماجہ ۲/ ۱۷)

تیسری دعا:

اللهم إن فلان بن فلان فی ذمتک و حبل جوارک فقه فتنة القبر وعذاب النار و أنت أهل الوفاء و المجد فاغفر له و أرحمه إنک أنت الغفور الرحيم

اے اللہ فلاں بن فلاں تیرے ذمے اور تیری رحمت کے سائے میں ہے، اسے فتنہ قبر، عذاب قبر اور آگ کے عذاب سے بچا، تو (اپنے وعدے) وفا کرنے والا اور لائق تعریف ہے، الٰہی اسے معاف کر دے اور اس پر رحم فرما، بلاشبہہ تو بخشنے والا اور رحم کرنے والا ہے۔

(ابوداؤد ۳۲۰۲، ابن ماجہ ۱۴۹۹، علامہ البانی رحمہ اللہ نے اس حدیث کو صحیح کہا ہے، دیکھئے: صحیح ابوداؤد ۲/ ۳۰۰)

چوتھی دعا:

اللهم عبدک و إبن أمَتِک إحتاج إلی رحمتک و أنت غنی عن عذابه، إن کان محسنا فزد فی حسناته و إن کان مسيئا فتجاوز عنه

اے مولی! تیرا غلام اور تیری باندی کا بچہ تیری رحمت کا محتاج بن کر آیا ہے،

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تیری ذات اسے عذاب دینے سے بے نیاز ہے، اگر واقعی وہ اچھا ہے تو اس کی نیکیاں زیادہ کردے اور اگر برا ہے تو اسے درگزر فرمادے۔

(مستدرک حاکم ۱/ ۵۱۱، المعجم الکبیر للطبرانی ۲۲/ ۲۴۹، سند صحیح ہے، دیکھئے: احکام الجنائز وبدعہا للالبانی ۱۵۹)

اور اگر میت عورت ہو تو مؤنث کے صیغے استعمال کرے، چنانچہ " **اللھم اغفر لہ....**" کے بجائے "**اللھم اغفر لھا....**" کہے۔

❁ چھوٹے بچے کی نماز جنازہ میں دعا:

رسول اللہ ﷺ سے چھوٹے بچے کی نماز جنازہ میں کوئی مخصوص دعا ثابت نہیں ہے، لیکن چونکہ رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے:

".....والسقط یصلی علیہ و یدعی لوالدیہ بالمغفرۃ و الرحمۃ"

اور ناتمام پیدا ہونے والے بچے کی نماز جنازہ ادا کی جائے گی اور اس کے والدین کے حق میں مغفرت ورحمت کی دعا کی جائے گی۔

(ابوداؤد ۳۱۸۰ (صحیح عندالالبانی رحمہ اللہ) دیکھئے: صحیح ابوداؤد ۲/ ۲۹۳)

اس لئے اہل علم نے درجہ ذیل دعا اور اس معنی کی دوسری دعاؤں کے پڑھے جانے کو مستحب گردانا ہے، جس میں بچے کے لئے اللہ سے دعائے رحمت اور اس کے والدین کے لئے دنیا میں صبر وسلوان کی توفیق اور آخرت میں رحمت ومغفرت اور بے پایاں اجر وثواب سے سرفراز کئے جانے کی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

درخواست ہے۔

اَللّٰھُمَّ اجْعَلْهُ فَرَطاً وَ ذُخْرًا لِوَالِدَيْهِ وَ شَفِيْعًا مُجَابًا اَللّٰھُمَّ ثَقِّلْ بِهِ مَوَازِيْنَهُمَا وَ أَعْظِمْ بِهِ أُجُورَهُمَا وَ أَلْحِقْهُ بِصَالِحِ الْمُؤْمِنِينَ وَ اجْعَلْهُ فِيْ كِفَالَةِ اِبْرَاهِيْمَ وَقِهِ بِرَحْمَتِكَ عَذَابَ الْجَحِيْمِ وَابْدِلْهُ دَاراً خيراً مِنْ دَارِه و أَهْلاً خَيْراً مِن أَهْلِهِ اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لأَسْلافِنا وَ أَفْرَاطِنَا وَ مَنْ سَبَقَنَا بالايْمَانِ.

اے اللہ! اسے اپنے والدین کے لئے ذخیرہ، ان کا پیش روا اور باعث اجر بنا اور ایسا سفارشی بنا جس کی سفارش قبول ہو، اے اللہ! اس سے اس کے والدین کے ترازو کو بھاری اور ان کا اجر عظیم کردے، اسے گزرے ہوئے صالح مومنوں سے ملادے اور اسے ابراہیم علیہ السلام کی کفالت میں دے دے اور اپنی رحمت سے اسے دوزخ کے عذاب سے بچالے، اسے اس کے (دنیا والے) گھر سے بہتر گھر (دنیا کے) لوگوں سے بہتر لوگ عطا فرما، اے اللہ! ہمارے گزرے ہوئے لوگوں کو، بچوں کو اور بحالت ایمان ہم سے پہلے جانے والے لوگوں کو بخش دے۔

(حصن المسلم للقحطانی ص ۱۲۳، الدروس المہمۃ لابن باز ص ۱۵، الأذکار للنووی ص ۲۸۴)

ابن قدامہ رحمہ اللہ مذکورہ دعا کے ذکر کے بعد لکھتے ہیں:

''مذکورہ دعا یا اس مفہوم کی جو دعا بھی پڑھ لی جائے، کفایت کرے گی، کیوں کہ اس بارے میں تحدید کے ساتھ کوئی دعا ثابت نہیں ہے''۔ (المغنی ۲/ ۳۶۵)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

علامہ شمس الحق عظیم آبادی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

نابالغ بچے کی نماز جنازہ بڑے شخص کی نماز جنازہ کی طرح ہے، اور رسول اللہ ﷺ سے صحیح سند کے ساتھ ایسی کوئی چیز ثابت نہیں ہے کہ آپ ﷺ نے صحابہ کرام کو بچے کی نماز جنازہ کے لئے بڑوں کی نماز جنازہ سے ہٹ کر کوئی دوسری دعا سکھلائی ہو، بلکہ آپ ﷺ چھوٹے بڑے ہر شخص کی نماز جنازہ میں معروف دعا "أَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِحَيِّنَا وَ مَيِّتِنَا....." پڑھتے تھے۔ (دیکھئے: عون المعبود ۸/۳۶۲)

(د) پھر نمازی چوتھی تکبیر کہے اور سلام پھیر دے:

پھر چوتھی تکبیر کہہ کر تھوڑا سا ٹھہریں اور فرض نماز کی طرح "السلام علیکم ورحمۃ اللہ" کہتے ہوئے دونوں طرف سلام پھیر دیں، پہلے دائیں طرف پھر بائیں طرف۔

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں:

"ثلاث خلال كان رسول الله ﷺ يفعلهن، تركهن الناس، احداهن التسليم على الجنازة مثل التسليم فى الصلاة"

تین کام رسول اللہ ﷺ پابندی سے کیا کرتے تھے، جب کہ لوگوں نے انھیں چھوڑ رکھا ہے، ان میں سے ایک نماز جنازہ میں عام نمازوں کی طرح سلام پھیرنا ہے۔

(سنن البیہقی ۴/۴۳ (حسن عند الالبانی رحمہ اللہ) دیکھئے: احکام الجنائز وبدعہا للالبانی ۱۶۲، امام نووی رحمہ اللہ نے کہا: اس کی سند جید ہے دیکھئے: المجموع ۵/۲۳۹، امام ذہبی رحمہ اللہ نے کہا: اس کی سند ٹھیک ہے، دیکھئے: المہذب للذہبی ۳/۱۳۸۷)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اور احادیث سے یہ بات ثابت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نمازوں میں دونوں طرف سلام پھیرتے تھے، تو پھر عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی حدیث کی روشنی میں نماز جنازہ میں بھی دونوں طرف سلام پھیرنا ثابت ہوتا ہے۔

❁ صرف دائیں طرف سلام پھیرنا بھی جائز ہے:

نماز جنازہ میں صرف دائیں طرف سلام پھیرنا اور ایک ہی سلام پر اکتفا کرنا بھی جائز ہے۔

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے چار تکبیروں سے نماز جنازہ ادا فرمائی اور ایک سلام پھیرا۔

(مستدرک حاکم ۱/۵۱۳، دارقطنی ۲/۷۲، علامہ البانی رحمہ اللہ نے اس کی سند کو حسن کہا ہے، دیکھئے: احکام الجنائز وبدعہا للالبانی ۱۶۳)

(۲۴) چوتھی تکبیر اور سلام کے درمیان دعا کرنا:

چوتھی تکبیر اور سلام کے درمیان بھی دعا پڑھنی شرعاً ثابت ہے۔

ابو بکر ہجری بیان کرتے ہیں کہ میں نے صحابی رسول عبداللہ بن ابو اوفی الاسلمی رضی اللہ عنہ کے ساتھ ان کی بیٹی کی نماز جنازہ پڑھی، انھوں نے چار تکبیریں کہیں، پھر چوتھی تکبیر کے بعد ذرا ٹھہرے (یعنی فوراً سلام نہیں پھیرا) لوگوں کو میں نے سنا کہ وہ صف کے مختلف گوشوں سے سبحان اللہ کہہ رہے ہیں (لوگوں نے سمجھا کہ وہ بھول گئے ہیں) پھر سلام پھیرا، اور کہا: کیا تم یہ سمجھ رہے تھے کہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

میں پانچ تکبیریں کہوں گا، لوگوں نے کہا: ہمیں اسی بات کا ڈر ہوا، عبداللہ بن ابو اوفی رضی اللہ عنہ نے کہا: میں ایسا نہیں کرتا، لیکن رسول اللہ ﷺ کا طریقہ یہ تھا کہ آپ جنازہ پر چار تکبیریں کہتے تھے، پھر تھوڑی دیر ٹھہرتے اور توفیق الٰہی سے کچھ دعائیں پڑھتے پھر سلام پھیرتے۔

(ابن ماجہ ۱۵۰۳ (حسن عند الالبانی رحمہ اللہ) دیکھئے: صحیح ابن ماجہ ۲/ ۱۹)

(۲۵) کئی جنازوں پر ایک ساتھ نماز جنازہ:

جب مرَدوں، عورتوں اور بچوں کے کئی جنازے ایک ساتھ اکٹھا ہو جائیں، تو ان سب پر ایک ہی مرتبہ نماز جنازہ ادا کر لینا کفایت کرتا ہے۔

مرَدوں کے جنازوں کو امام کے قریب رکھا جائے، خواہ وہ بچے ہی کیوں نہ ہوں اور عورتوں کے جنازے کو مرَدوں کے بعد قبلہ کی طرف رکھا جائے، نیز مرَدوں میں سے اہل علم وفضل کو پہلے، امام سے قریب رکھا جائے، پھر اسی علم وفضل کی ترتیب سے باقی جنازوں کو رکھا جائے، جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے شہداء احد کی تدفین کے وقت قبر میں اسے مقدم فرمایا جسے قرآن کریم زیادہ یاد تھا۔

(دیکھئے: بخاری ۱۳۴۷)

جیسا کہ نافع بیان کرتے ہیں کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے نو جنازوں پر بیک وقت نماز جنازہ ادا کی، مردوں کو امام کی طرف اور عورتوں کو قبلہ کی طرف ایک ہی صف میں رکھا، عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی اہلیہ کلثوم بنت علی اور ان کے فرزند زید

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کا جنازہ اکٹھا ہی رکھا گیا، ان دنوں سعید بن العاص ﷺ امیرِ مدینہ تھے، حاضرین میں عبداللہ عباس' ابو ہریرہ' ابوسعید اور ابوقتادہ ﷺ تھے، جب بچے کو امام کی طرف رکھا گیا، تو ایک شخص نے اعتراض کیا، میں نے بھی اس طریقہ کو اچھا نہ سمجھا، پھر میں نے ابن عباس' ابو ہریرہ' ابوسعید اور ابوقتادہ ﷺ کی طرف دیکھ کر کہا: یہ کیسے ہے؟ کہنے لگے: یہ سنت طریقہ ہے۔

(نسائی ۱۹۷۷ (صحیح عندالالبانی رحمہ اللہ) دیکھئے: صحیح النسائی ۵۲/۲)

عمار مولی حارث بن نوفل بیان کرتے ہیں کہ وہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا (دختر علی بن ابو طالب ﷺ) اور ان کے صاحبزادے زید کے جنازہ میں حاضر تھے، پس بچے کو امام کی طرف رکھا گیا، میں نے اس کا انکار کیا، جماعت میں ابن عباس، ابو سعید خدری، ابوقتادہ اور ابو ہریرہ ﷺ موجود تھے، تو انھوں نے کہا: یہی سنت ہے۔

(ابوداؤد ۳۱۹۳ (صحیح عندالالبانی رحمہ اللہ) دیکھئے: صحیح ابوداؤد ۲/ ۲۹۶)

مالک بن انس رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ انھیں خبر ملی کہ عثمان بن عفان، عبد اللہ بن عمر اور ابو ہریرہ ﷺ مدینہ منورہ میں مَردوں اور عورتوں کے جنازوں پر نماز جنازہ پڑھتے تھے، تو مَردوں کو امام کی طرف اور عورتوں کو قبلہ کی طرف رکھتے تھے۔

(رواہ مالک فی الموطأ بلاغا ج ۱/ ۲۳۰، شیخ عبدالقادر الارنؤوط نے کہا: اس کی سند منقطع ہے، لیکن شواہد کے بنا پر یہ روایت حسن کے درجہ تک پہنچتی ہے، دیکھئے: جامع الأصول ۶/ ۲۳۱)

اسی طرح ہر جنازہ پر علیحدہ نماز ادا کرنا بھی جائز ہے، اس لئے کہ اصل یہی ہے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اوراس لئے بھی کہ رسول اللہ ﷺ نے شہداء احد کی نماز جناہ الگ الگ ادا فرمائی۔
(دیکھئے: احکام الجنائز وبدعہا للالبانی ۱۳۳)

(۲۶) جس سے نماز جنازہ کا کچھ حصہ فوت ہوجائے:

نماز جنازہ میں چاروں تکبیریں نماز جنازہ کا رکن ہیں، جن کی ادائیگی کے بغیر نہ تو امام کی نماز جنازہ درست ہے اور نہ ہی مقتدی کی، چنانچہ اگر امام بھول کر مثلا تین تکبیروں ہی پر سلام پھیر دے، تو مقتدیوں کو چاہئے کہ امام کو یاد دلائیں تاکہ چوتھی تکبیر کہے، ورنہ نماز جنازہ نہیں ہوگی۔

اسی طرح جس مقتدی سے نماز جنازہ کا کچھ حصہ چھوٹ جائے، اور وہ بعد میں نماز جنازہ میں شامل ہو، تو اسے چاہئے کہ امام کے سلام پھیرنے کے بعد باقی ماندہ نماز پوری کرلے، کیوں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"فما أدركتم فصلوا و ما فاتكم فأتموا"

نماز کا جو حصہ تمھیں امام کے ساتھ مل جائے اسے پڑھ لو اور جو چھوٹ جائے اسے بعد میں پوری کرلو۔ (بخاری ۶۳۶، مسلم ۶۰۲)

مثلا اگر مقتدی دو تکبیریں ختم ہونے کے بعد نماز جنازہ میں شامل ہو، تو اسے نماز جنازہ کا جو حصہ ملا ہے، اسے اپنی اول نماز سمجھے اور جو چھوٹ گیا ہے (جس کی قضا کرنی ہے) اسے اپنی آخر نماز سمجھے، چنانچہ اب وہ اپنی ملی ہوئی پہلی تکبیر میں سورہ فاتحہ پڑھے، دوسری تکبیر میں درود، اور جب امام سلام پھیر دے تو وہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سلام نہ پھیرے، بلکہ تیسری تکبیر خود سے کہے اور اس میں جنازہ کی دعا پڑھے اور خود سے ہی چوتھی تکبیر کہہ کر سلام پھیر دے۔

علامہ عبدالعزیز بن باز رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''اگر مقتدی امام کو تیسری تکبیر میں پائے، تو اللہ اکبر کہہ کر سورہ فاتحہ پڑھے اور جب امام چوتھی تکبیر کہے، تو اللہ اکبر کہہ کر نبی ﷺ پر درود بھیجے اور جب امام سلام پھیر دے، تو مقتدی اللہ اکبر کہہ کر میت کے لئے مختصر دعا کرے پھر چوتھی تکبیر کہہ کر سلام پھیر دے''۔ (مجموع فتاوی ابن باز ۱۳/ ۱۴۹)

(۲۷) تدفین میت کے بعد قبر پر نماز جنازہ پڑھنا:

جس شخص سے میت پر نماز جنازہ فوت ہو جائے، اور وہ دفن میت کے بعد پہنچے، تو اس کے لئے قبر پر نماز جنازہ پڑھ لینا جائز ہے۔

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک کالی عورت یا ایک نوجوان مسجد میں جھاڑو لگایا کرتا تھا، رسول اللہ ﷺ نے اسے (کئی روز) نہ دیکھا تو اس کے بارے میں صحابہ کرام سے پوچھا، صحابہ نے عرض کیا: اس کا انتقال ہو گیا، آپ ﷺ نے فرمایا: تم نے مجھے اس کے انتقال کی خبر کیوں نہ دی، گویا لوگوں نے اس کے معاملہ کو معمولی سمجھا، آپ ﷺ نے فرمایا: مجھے اس کی قبر بتلاؤ، لوگوں نے آپ کو اس کی قبر بتلا دی، آپ ﷺ نے اس پر (نماز جنازہ) پڑھی، پھر فرمایا:

''یہ قبریں تاریکی سے بھری ہوئی ہوتی ہیں، اللہ عزوجل میرے ان پر نماز

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

پڑھنے سے انھیں منور فرما دیتا ہے۔''
(بخاری ۴۵۸، مسلم ۹۵۶، الفاظ صحیح مسلم کے ہیں)

شعبی بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے دفن کے بعد ایک قبر پر نماز جنازہ پڑھی، تو آپ ﷺ نے اس پر چار تکبیریں کہیں۔ (مسلم ۹۵۴)

اور ایک روایت میں یوں ہے: ''رسول اللہ ﷺ ایک نئی قبر (جس کی مٹی ابھی خشک نہیں ہوئی تھی) کے پاس گئے اور اس پر نماز جنازہ پڑھی، لوگوں نے آپ ﷺ کے پیچھے صف بنائی اور آپ نے چار تکبیریں کہیں''۔ (مسلم ۹۵۴)

یزید بن ثابت بیان کرتے ہیں کہ (ایک روز) ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نکلے، جب آپ ﷺ جنت البقیع پہنچے، تو آپ کی نگاہ ایک نئی قبر پر پڑی، آپ ﷺ نے اس کی بابت دریافت فرمایا: صحابہ کرام نے بتلایا کہ فلاں عورت کی قبر ہے..... پھر آپ ﷺ قبر پر آئے، ہم نے آپ کے پیچھے صف بندی کی، پھر آپ ﷺ نے نماز جنازہ پڑھاتے ہوئے اس پر چار تکبیریں کہیں۔
(ابن ماجہ ۱۵۲۸ (صحیح عندالالبانی رحمہ اللہ) دیکھئے: صحیح ابن ماجہ ۲/ ۲۵)

مذکورہ احادیث کی روشنی میں معلوم ہوتا ہے کہ جو شخص میت پر نماز جنازہ دفن سے پہلے نہ پڑھ سکا، اس کے لئے قبر پر نماز جنازہ پڑھ لینی جائز ہے۔

رہا مسئلہ مدت کی تحدید کا کہ تدفین میت کے بعد قبر پر کتنی مدت تک نماز جنازہ پڑھنی جائز ہے، تو اس مسئلہ میں فقہاء کرام کے مختلف اقوال ہیں:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

چنانچہ بعض فقہاء کا کہنا ہے کہ تقریبا ایک ماہ کے آس پاس تک قبر پر نماز جنازہ پڑھی جاسکتی ہے، بعض نے کہا: نئی قبروں پر پڑھنی درست ہے پرانی پر نہیں، بعض نے کہا: میت کی لاش کے بوسیدہ ہونے تک اور بعض نے کہا: اس کے لئے مدت کی کوئی تحدید نہیں، وہ شخص کبھی بھی پڑھ سکتا ہے جو میت کے انتقال کے وقت نماز کا اہل رہا ہو۔

لیکن احادیث وآثار کی روشنی میں جو بات ظاہر ہوتی ہے وہ یہ کہ نئی قبر پر تقریبا ایک ماہ کے آس پاس تک نماز جنازہ پڑھنی درست ہے، کیوں کہ احادیث وآثار سے کوئی ایسا ثبوت نہیں ملتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ یا کسی صحابی نے تدفین کے عرصہ دراز کے بعد کسی کی قبر پر نماز جنازہ پڑھی ہو۔

اسی بنا پر حافظ ابن عبدالبر رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

''پرانی قبروں پر نماز جنازہ پڑھنا مکروہ ہے، کیوں کہ رسول اللہ ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے سوائے نئی قبروں کے پرانی قبروں پر نماز جنازہ پڑھنے کا کوئی ثبوت نہیں ہے، اور وہ بھی زیادہ سے زیادہ ایک ماہ کی مدت تک، اس بات پر علماء کا اتفاق ہے''۔ (دیکھئے: التمہید لما فی الموطأ من المعانی والأسانید ۶/ ۲۷۹)

فتوی کمیٹی سعودی عرب کے ایک فتوی میں کہا گیا ہے: ''جس نے میت کی نماز جنازہ نہ پڑھی ہو، گرچہ اسے نہ پہچانتا ہو، اس کے لئے جلدی دفن ہوئے مسلمان کی قبر پر نماز جنازہ پڑھ لینا جائز ہے، جیسا کہ بخاری ومسلم میں عبداللہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ''رسول اللہ ﷺ ایک نئی قبر (جس کی مٹی ابھی خشک نہیں ہوئی تھی) کے پاس گئے اور اس پر نماز جنازہ پڑھی، لوگوں نے آپ کے پیچھے صف بنائی اور آپ نے چار تکبیریں کہیں''۔ (بخاری ۱۹۲/۲، مسلم ۹۵۴)

(دیکھئے: فتاوی اللجنہ الدائمہ ۳۹۱/۸)

علامہ عبدالعزیز بن باز رحمہ اللہ اس مسئلہ کی وضاحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

دفن میت کے بعد قبر پر نماز جنازہ پڑھنے میں کوئی حرج نہیں ہے، اہل علم کی ایک جماعت کی رائے ہے کہ ایسا کرنا دفن کے بعد ایک ماہ تک درست ہے، جب ایک ماہ کے آس پاس کی مدت گزر جائے، تو قبر پر نماز جنازہ پڑھنے سے رک جایا جائے، کیوں کہ رسول اللہ ﷺ سے اس بارے میں زیادہ سے زیادہ جو مدت وارد ہے وہ یہ کہ آپ ﷺ نے ام سعد رضی اللہ عنہا کی قبر پر نماز جنازہ پڑھی اور ان کے انتقال پر ایک ماہ گزر چکا تھا (ترمذی ۱۰۳۸) یہی بہتر ہے اور احتیاط کا تقاضا یہی ہے، کیوں کہ اگر ہمیشہ ہمیش کے لئے قبر پر نماز جنازہ پڑھنے کے دروازہ کو کھول دیا جائے، تو قبریں ہمہ وقت جائے نماز بنی رہیں گی، لہذا احتیاط اسی میں ہے کہ دفن کے بعد ایک ماہ کے آس پاس تک قبر پر نماز جنازہ پڑھنے سے رک جایا جائے۔

(دیکھئے: فتاوی نور علی الدرب لابن باز ۲۵/۱۴)

حاصل بحث یہ ہے کہ روایات و آثار کی روشنی میں نئی قبر پر لگ بھگ ایک ماہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تک نماز جنازہ پڑھنے کے جواز کا راجح ہونا ظاہر ہوتا ہے۔ واللہ اعلم بالصواب

(۲۸) غائبانہ نماز جنازہ کا حکم:

جو مسلمان کسی ایسی جگہ وفات پا جائے، جہاں کسی نے اس کی نماز جنازہ ادا نہ کی ہو، مثلاً صحراء و میدان میں یا کافروں کے علاقہ میں فوت ہو جائے، یا جل کر یا پانی میں ڈوب کر مر جائے، اور کسی نے اس پر نماز جنازہ نہ پڑھی ہو، تو ایسے شخص پر کچھ مسلمان غائبانہ نماز جنازہ ادا کریں، جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے نجاشی کی نماز جنازہ غائبانہ ادا فرمائی، کیوں کہ ان کا انتقال کافروں کے بیچ ہوا تھا اور ان پر نماز جنازہ نہ پڑھی گئی تھی۔

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ جس روز نجاشی کا انتقال ہوا، اسی دن رسول اللہ ﷺ نے ان کے انتقال کی اطلاع عام مسلمانوں کو دی، جنازہ گاہ کی طرف نکلے، صف بندی کی اور چار تکبیروں سے ان کی جنازہ (غائبانہ) پڑھائی۔

(بخاری ۱۲۴۵، مسلم ۹۵۱)

اور صحیح مسلم کی ایک روایت کے الفاظ یوں ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

"ان أخا لكم قد مات فقوموا فصلوا عليه"

تمہارے بھائی (نجاشی) کا انتقال ہو گیا ہے، لہذا تم کھڑے ہو اور ان کی نماز جنازہ (غائبانہ) پڑھو۔ (مسلم ۹۵۳)

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

''اس مسئلہ میں درست بات یہ ہے کہ اگر میت کا انتقال کسی ایسی جگہ پر ہو جائے کہ وہاں اس کی نماز جنازہ نہ پڑھی گئی ہو، تو اس کی غائبانہ نماز جنازہ پڑھی جائے گی، جیسا کہ نبی ﷺ نے نجاشی کی پڑھی، کیوں کہ ان کی وفات کافروں کے بیچ ہونے کی وجہ سے ان پر نماز جنازہ نہ پڑھی گئی تھی، اور اگر میت کی نماز جنازہ اس کی بستی میں پڑھ لی گئی ہو، تو اس پر غائبانہ نماز جنازہ نہیں پڑھی جائے گی، کیوں کہ بستی کے مسلمانوں کے اس پر نماز جنازہ پڑھ لینے کی وجہ سے فرض ساقط ہو گیا''۔

(المستدرک علی فتاوی شیخ الاسلام ابن تیمیہ ۳/۱۴۴، زاد المعاد لابن القیم ۱/۵۰۰)

امام خطابی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

''اگر کسی مسلمان کا کسی جگہ پر انتقال ہو جائے اور وہاں پر مسلمانوں نے اس کی نماز جنازہ پڑھ لی ہو، تو پھر دوسری جگہ کے لوگ اس کی جنازہ غائبانہ نہیں پڑھیں گے، اور اگر کسی رکاوٹ یا کسی عذر کی وجہ اس پر نماز جنازہ نہیں پڑھی گئی ہے، تو سنت یہ ہے کہ اس کی غائبانہ نماز جنازہ پڑھی جائے''۔

(دیکھئے: معالم السنن للخطابی ۱/۳۱۰)

علماء معاصرین میں سے علامہ محمد ناصر الدین الالبانی اور محمد بن صالح العثیمین رحمہا اللہ کی بھی یہی رائے ہے۔

(دیکھئے: احکام الجنائز للالبانی ۱۱۵، فتاوی ابن عثیمین ۱۷/۱۴۶)

رہا مسئلہ ہر فوت ہونے والے مسلمان کی غائبانہ نماز جنازہ پڑھنے کا، تو یہ عمل

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

رسول اللہ ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے طریقہ کے خلاف ہے، اس لئے کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں بہت سے صحابہ کرام مدینہ منورہ سے باہر دور دراز کے علاقوں میں فوت ہوئے، لیکن رسول اللہ ﷺ یا کسی بھی صحابی نے ان کی غائبانہ نماز جنازہ نہ پڑھی۔

اسی بنا پر علامہ ابن القیم رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

رسول اللہ ﷺ کا یہ طریقہ نہ تھا کہ آپ ہر دور دراز وفات پانے والے کی غائبانہ نماز جنازہ پڑھتے رہے ہوں، بہت سارے مسلمانوں کا مدینہ منورہ سے باہر انتقال ہوا، لیکن آپ ﷺ نے ان کی غائبانہ نماز جنازہ نہ پڑھی۔

(زاد المعاد لابن القیم ۱/۵۰۰)

علامہ البانی رحمہ اللہ رقمطراز ہیں:

''ہر فوت ہونے والے کی غائبانہ نماز جنازہ پڑھنی مشروع نہیں ہے، اس کی تائید اس بات سے بھی ہوتی ہے کہ جب خلفاء راشدین وغیرہم کا انتقال ہوا، تو مسلمانوں میں سے کسی نے بھی ان کی غائبانہ نماز جنازہ نہ پڑھی، اور اگر مسلمانوں نے ان کی غائبانہ نماز جنازہ پڑھی ہوتی، تو ان کی بابت یہ بات تواتر کے ساتھ منقول ہوتی''۔ (دیکھئے: احکام الجنائز وبدعہا للالبانی ۱۲۰)

خلاصہ کلام یہ ہے کہ غائبانہ نماز جنازہ صرف اس کے حق میں مسنون ہے جس پر نماز جنازہ نہ پڑھی گئی ہو، اور جس کے بارے میں معلوم ہو کہ اہل بستی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نے اس پر نماز جنازہ پڑھ لی ہے، تو صحیح قول کے مطابق اس کی نماز جنازہ غائبانہ پڑھنی نہ تو درست ہے اور نہ ہی مسنون ہے۔

(۲۹) کفار یا منافقین کی نماز جنازہ ادا کرنا حرام ہے:

کفار یا منافقین کی نماز جنازہ ادا کرنا، ان کے حق میں استغفار کرنا اور ان کے لئے رحمت کی دعا کرنا حرام ہے۔

ارشاد باری تعالی ہے: ﴿وَلاَ تُصَلِّ عَلَى أَحَدٍ مِّنْهُم مَّاتَ أَبَداً وَلاَ تَقُمْ عَلَى قَبْرِهِ إِنَّهُمْ كَفَرُواْ بِاللّهِ وَرَسُولِهِ وَمَاتُواْ وَهُمْ فَاسِقُونَ﴾ (التوبہ:۸۴)

ان میں سے جو کوئی مر جائے، تو آپ ہرگز اس کی نماز جنازہ نہ پڑھیں اور نہ اس کی قبر پر کھڑے ہوں، انھوں نے اللہ اور اس کے رسول کے ساتھ کفر کیا ہے اور وہ اس حال میں مرے ہیں کہ وہ فاسق تھے۔

علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ''میں نے ایک آدمی کو اپنے مشرک والدین کے حق میں استغفار کرتے سنا، تو میں نے اس سے کہا: تم مشرک والدین کے حق میں استغفار کر رہے ہو؟ اس نے جواباً کہا: کیا ابراہیم علیہ السلام نے اپنے مشرک والدین کے حق میں دعا نہیں کی تھی؟ میں نے اس بات کا تذکرہ رسول اللہ ﷺ سے کیا، تو یہ آیت کریمہ نازل ہوئی:

﴿مَا كَانَ لِلنَّبِيِّ وَالَّذِينَ آمَنُواْ أَن يَسْتَغْفِرُواْ لِلْمُشْرِكِينَ وَلَوْ كَانُواْ أُوْلِي قُرْبَى مِن بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمْ أَنَّهُمْ أَصْحَابُ الْجَحِيمِ (113)وَمَا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

كَانَ اسْتِغْفَارُ إِبْرَاهِيمَ لِأَبِيهِ إِلَّا عَن مَّوْعِدَةٍ وَعَدَهَا إِيَّاهُ فَلَمَّا تَبَيَّنَ لَهُ أَنَّهُ عَدُوٌّ لِّلَّهِ تَبَرَّأَ مِنْهُ إِنَّ إِبْرَاهِيمَ لَأَوَّاهٌ حَلِيمٌ﴾ (التوبہ:۱۱۳-۱۱۴)

نبی اور دوسرے مسلمانوں کے لئے جائز نہیں کہ وہ مشرکوں کے لئے مغفرت کی دعا مانگیں، گرچہ وہ ان کے رشتہ دار ہی کیوں نہ ہوں، جب کہ ان پر یہ بات کھل چکی ہے کہ وہ جہنم کے مستحق ہیں اور ابراہیم (علیہ السلام) نے اپنے باپ کے لئے جو دعائے مغفرت کی تھی، وہ تو اس وعدہ کی وجہ سے تھے جو انھوں نے اپنے باپ سے کیا تھا، مگر جب ان پر یہ بات ظاہر ہوگئی کہ ان کا باپ اللہ کا دشمن ہے، تو وہ اس سے بے تعلق ہوگئے، واقعی ابراہیم (علیہ السلام) بڑے نرم دل، خدا ترس اور بردبار تھے۔

(ترمذی ۳۱۰۱، نسائی ۲۰۳۵ (صحیح عند الالبانی رحمہ اللہ) دیکھئے: صحیح الترمذی ۳/۲۵۰)

امام نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

قرآن کریم کی دلیل اور اجماع امت سے کافر کی نماز جنازہ ادا کرنا اور اس کے لئے مغفرت کی دعا کرنا حرام ہے۔ (دیکھئے: المجموع للنووی ۵/۱۴۴)

مذکورہ بالا دلائل کی روشنی میں معلوم ہوا کہ کفار و منافقین کی نماز جنازہ پڑھنا اور ان کے لئے رحمت و مغفرت کی دعائیں کرنا حرام ہے۔

اسی حکم میں شیعہ، بہرے، بہائی اور قادیانی بھی ہیں کہ ان کے کفریہ عقائد کی وجہ سے ان کی نماز جنازہ پڑھنی ناجائز ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ساتویں فصل:

دفن میت کے احکام ومسائل

(۱) دفن میت کا حکم:

میت کو دفن کرنا فرض کفایہ ہے، اگر بعض لوگ اسے انجام دے دیں، تو باقی لوگوں سے گناہ ساقط ہوجاتا ہے اور اگر کوئی بھی اس فریضہ کو انجام نہ دے، تو سارے لوگ گناہ گار ہوتے ہیں، اس فریضہ کی ادائیگی کے ذمہ دار خصوصی طور پر میت کے قریبی، پھر پڑوسی، پھر سارے مسلمان ہیں۔

(ملاحظہ ہو: الجامع لاحکام القرآن ۶/۱۴۳، الاجماع لابن المنذر ۴۴، مراتب الاجماع لابن حزم ص ۳۴)

امام نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''اہل علم کے اتفاق کے ساتھ دفن میت فرض کفایہ ہے اور یہ معلوم ہے کہ اگر فرض کفایہ کوئی بھی انجام نہ دے، تو وہ سارے لوگ گناہ گار ہوتے ہیں جن پر یہ فرض عائد ہوا، اور انھوں نے اس کی ادائیگی نہ کی، اس میں وہ لوگ گناہ گار نہیں ہوتے ہیں جن پر یہ فرض عائد نہ تھا۔'' (المجموع للنووی ۵/۲۳۹)

ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اس صحابی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کے بارے میں فرمایا جسے سانپ نے کاٹ لیا اور ان کا انتقال ہو گیا:

"اذهبوا فادفنوا صاحبكم"

جاؤ اپنے ساتھی کو دفن کرو۔ (مسلم ۲۲۳۶)

(۲) دفن میں میت کی عزت وتکریم ہے::

اسلام کے محاسن میں سے ہے کہ اس نے دفن میت کو فرض قرار دے کر مسلمان میت کو عزت وتکریم بخشی ہے، کیوں کہ لاش کو یوں ہی چھوڑ دینا اس کی بے حرمتی اور لوگوں کے لئے اس کی بدبو سے ایذا رسانی کا سبب ہے، جیسا کہ ہم دیگر ادیان و مذاہب کے ماننے والوں میں لاشوں کی بے حرمتی اور اس کے ساتھ بدسلوکی کے واقعات آئے دن دیکھتے اور سنتے رہتے ہیں۔

جیسا کہ اللہ سبحانہ وتعالی نے فرمایا: ﴿ثم أماته فأقبره﴾ (عبس:۲۱)

پھر اللہ نے اسے موت دی اور پھر قبر میں دفن کیا۔

علامہ زمخشری رحمہ اللہ مذکورہ آیت کریمہ کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

''یعنی موت کے بعد اسے قبر میں دفنانے کا حکم دیا تا کہ اس کا احترام برقرار رہے اور اسے یوں ہی زمین پر پھینکا ہوا نہ چھوڑا کہ درند و پرند اس کی لاش کو نوچ نوچ کر کھاتے رہیں جس سے اس کی بے حرمتی ہو۔''

(الکشاف للزمخشری ۷/ ۲۳۵، فتح القدیر للشوکانی ۵/ ۵۴۱)

امام بہوتی رحمہ اللہ لکھتے ہیں: ''دفن میں میت کی تعظیم ہے کیوں کہ اگر لاش

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

یوں ہی چھوڑ دی جائے تو اس میں بدبو پیدا ہو جائے اور لوگ اس کی بدبو سے تکلیف محسوس کرنے لگیں۔'' (شرح منتہی الارادات ۱/۳۷۰)

(۳) دفن میت کی فضیلت:

ابورافع رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"... و من حفر له فأجنه أجرى عليه كأجر مسكن أسكنه إياه الى يوم القيامة ...."

''...جس نے میت کو قبر کھود کر دفن کیا، اسے اتنا اجر ہے جیسے کہ کسی کو تا قیامت رہائش فراہم کر دی...''

(بیہقی ۳/۳۹۵، مستدرک حاکم ۱/۵۱۶ (صحیح عند الالبانی رحمہ اللہ) دیکھئے: صحیح الترغیب والترہیب ۳/۳۶۸ ح ۳۴۹۲، امام حاکم نے کہا: یہ روایت صحیح، امام مسلم کی شرط پر ہے)

(۴) میت کو قبرستان میں دفن کرنا مسنون ہے:

میت کو قبرستان میں دفن کرنا مسنون ہے، اس لئے کہ نبی ﷺ فوت شدگان کو بقیع کی قبرستان میں دفن کرتے تھے، یہ حدیثیں تواتر سے ثابت ہیں، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور دیگر بزرگان امت میں سے کسی کے بارے میں منقول نہیں ہے کہ وہ قبرستان کے علاوہ کہیں اور دفن ہوا ہو، البتہ یہ بات تواتر کے ساتھ ثابت ہے کہ نبی ﷺ اپنے حجرہ مبارکہ میں دفن ہوئے اور یہ آپ ﷺ کی خصوصیات میں سے ہے، جس کی وضاحت عائشہ رضی اللہ عنہا کی درجہ ذیل روایت سے ہوتی ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جب رسول اللہ ﷺ کی روح اطہر جسد خاکی سے پرواز کر گئی، تو آپ ﷺ کو دفن کرنے کے بارے میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں اختلاف پیدا ہوا، اس موقع پر ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا: جسے میں آج تک نہیں بھولا، آپ ﷺ نے فرمایا:

"ما قبض الله نبيا إلا في الموضع الذي يحب أن يدفن فيه، فدفنوه في موضع فراشه" (ترمذی ۱۰۱۸)

اللہ تعالی جس نبی کو جہاں دفن کرنا پسند فرماتا ہے وہیں اس کی روح قبض کرتا ہے، لہذا آپ ﷺ کو آپ کے بستر والی جگہ پر دفن کیا گیا۔

(دیکھئے: احکام الجنائز وبدعہا للالبانی ۱۷۳)

نیز رسول اللہ ﷺ کو آپ کے حجرہ شریفہ میں اس لئے بھی دفن کیا گیا کہ کہیں لوگ آپ ﷺ کی قبر کو سجدہ گاہ نہ بنالیں۔

جیسا کہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مرض الموت کے عالم میں فرمایا:

"لعنة الله على اليهود و النصارى إتخذوا قبور أنبياء هم مساجد"

یہود و نصاری پر اللہ کی لعنت ہو، کہ انھوں نے اپنے انبیاء کی قبروں کو سجدہ گاہ بنالیا۔

عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: اگر اس بات کا ڈر نہ ہوتا، تو آپ ﷺ کی قبر کھلی ہوئی جگہ پر رہتی (حجرہ میں نہ ہوتی) (بخاری ۱۳۳۰، مسلم ۵۲۹)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

میت کو گھر میں دفن کرنا:

میت کو گھر میں دفن کرنا رسول اللہ ﷺ کی سنت کے خلاف ہے، کیوں کہ اس میں میت کی اہانت، اس کی بابت غلو کا اندیشہ اور ہمہ وقت اہل خانہ کے غم کو تازہ کرنا ہے، نیز قبرستان کی زیارت کرنے والوں کی دعاؤں سے میت کو محروم کرنا بھی ہے۔

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"لا تجعلوا بیوتکم مقابر" تم اپنے گھروں کو قبرستان نہ بناؤ۔ (مسلم ۷۸۰)

اس حدیث کا معنی یہ ہے کہ تم اپنے گھروں کو نفل نمازوں اور تلاوت قرآن وغیرہ سے ویران کر کے انھیں قبرستان نہ بناؤ، جیسا کہ حدیث کے آگے والے جملہ سے یہ معنی واضح ہے، اسی طرح بعض اہل علم نے اس حدیث کا یہ معنی بھی بیان کیا ہے کہ تم اپنے گھروں میں مُردوں کو دفن کر کے انھیں قبرستان نہ بناؤ۔

چنانچہ حافظ بن حجر رحمہ اللہ مذکورہ حدیث کے ذکر کے بعد لکھتے ہیں:

''حدیث کے ظاہر کا تقاضا یہی ہے کہ مُردوں کو گھروں میں دفن کرنا مطلقا منع ہے''۔ (دیکھئے: فتح الباری لابن حجر ۱/۵۳۰)

اس مسئلہ میں اہل علم کی آراء مختلف ہیں، چنانچہ فقہاء احناف کے نزدیک مُردوں کو گھروں میں دفن کرنا' ناجائز ہے، جیسا کہ مسلک حنفی کے مشہور عالم ابن الہمام الحنفی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(وفات پانے والا) چھوٹا ہو یا بڑا' کوئی بھی اپنے گھر میں دفن نہیں کیا جائے گا، یہ صرف انبیاء کے ساتھ خاص ہے، بلکہ اسے مسلمانوں کی قبرستان میں منتقل کر دیا جائے گا۔ (دیکھئے: فتح القدیر لابن الہمام ۲/۱۴۱)

فقہاء حنابلہ، شوافع اور مالکیہ کے نزدیک میت کو قبرستان میں دفن کرنا افضل ہے، لیکن بسبب عذر گھر میں دفن کرنا جائز ہے، مثلاً عام قبرستان سے لاش کی چوری کا ڈر یا قبرستان میں جگہ کا نہ ہونا، وغیرہ

(دیکھئے: المغنی لابن قدامہ ۲/۳۷۹، المجموع للنووی ۵/۲۸۲، حاشیۃ الشرح الکبیر للدسوقی ۱/۴۲۴)

معلوم ہوا کہ میت خواہ چھوٹا ہو یا بڑا، اس کو گھر میں دفن کرنا مکروہ' خلاف سنت ہے، اس لئے کہ عہد نبوی سے لے کر آج تک مسلمان اپنے مردوں کو قبرستان ہی میں دفن کرتے رہے ہیں، حتی کہ اگر میت نے اپنی زندگی میں اپنی لاش کو گھر میں دفن کئے جانے کی شرط لگائی ہو، یا اس کی وصیت کی ہو، تو اس کے خلاف سنت ہونے کی وجہ سے نہ تو اس کی شرط پوری کی جائے گی اور نہ ہی اس کی وصیت کو نافذ کیا جائے گا، بلکہ اسے مسلمانوں کے ساتھ قبرستان میں دفن کیا جائے گا۔

میت کو مسجد میں دفن کرنا:

کسی بھی میت کو مسجد میں دفن کرنا' ناجائز' حرام ہے، گرچہ وہ میت نمایاں حسب ونسب' بلند مقام ومرتبہ کا حامل ہو اور زہد وتقوی میں اعلی مقام پر فائز ہو، کیوں کہ اسلام میں قبروں کو سجدہ گاہ بنانے سے روکا گیا ہے اور میت کو مسجد میں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

دفن کرنا اس کی قبر کو سجدہ گاہ بنانے کی قبیل سے ہے، اس سے اس کی بابت غلو اور شرکیہ امور کے دروازے کھلتے ہیں اور اسلام نے توحید کی حفاظت اور شرک کے سد باب کے طور پر شرک کے سارے چور دروازوں کو بند کیا ہے، لہذا میت کو مسجد میں دفن کر کے شرک کے دروازوں کو کھولنا حرام ہے۔

جندب بن عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو وفات سے پانچ روز پہلے فرماتے ہوئے سنا:

" ..... ألا و إن من كان قبلكم كانوا يتخذون قبور أنبياء هم وصالحيهم مساجد ألا فلا تتخذوا القبور مساجد فانی أنهاكم عن ذلك"

''.....آگاہ رہو کہ تم سے پہلے جو قومیں گزری ہیں وہ اپنے انبیاء کی قبروں کو سجدہ گاہ بنالیتی تھیں، خبردار! قبروں کو سجدہ کی جگہ نہ بناؤ، میں تمھیں ایسا کرنے سے سختی کے ساتھ روکتا ہوں''۔ (مسلم/المساجد ومواضع الصلاۃ ۵۳۲)

بلکہ آپ ﷺ نے ایک حدیث میں قبروں کو سجدہ گاہ بنانے والوں پر لعنت فرمائی ہے، چنانچہ آپ ﷺ نے فرمایا:

"قاتل الله اليهود النصارى إتخذوا قبور أنبياء هم مساجد"

یہود و نصاری پر اللہ کی لعنت ہو جنھوں نے اپنے انبیاء کی قبروں کو سجدہ گاہ بنالیا۔ (مسلم/المساجد ومواضع الصلاۃ ۵۳۰)

آپ ﷺ نے ایک حدیث میں انھیں بدترین مخلوق قرار دیا ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جیسا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"إن من شرار الناس من تدركهم الساعة و هم أحياء و الذين يتخذون القبور مساجد"

بدترین لوگ وہ ہوں گے جو قیامت برپا ہوتے وقت زندہ ہوں گے اور جو قبروں کو سجدہ گاہ بناتے ہیں۔

(مسند احمد ۱/ ۴۰۵، صحیح ابن خزیمہ ۲/ ۶ (حسن، عند محمد مصطفیٰ الاعظمی)

چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے قبروں کو مسجد بنانے سے منع فرمایا اور اس کے مرتکبین کو لعنت کی اور خبر دی کہ وہ بدترین مخلوق ہیں، لہذا اس فعل سے اجتناب ضروری ہے۔

اور یہ بات معلوم ہے کہ ہر وہ شخص جس نے کسی قبر کے پاس نماز پڑھی، اس نے اسے سجدہ گاہ بنالیا، اور جس نے اس پر مسجد بنائی، اس نے بھی اسے سجدہ گاہ بنالیا، تو ضروری ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے حکم کی تعمیل اور اس لعنت سے بچتے ہوئے جو قبروں پر مساجد تعمیر کرنے والوں کے بارے میں اللہ عز وجل کی جانب سے صادر ہوئی ہے قبروں کو مسجدوں سے دور رکھا جائے اور مسجدوں میں قبریں نہ بنائی جائیں، کیوں کہ اگر بندہ مسلم کسی ایسی مسجد میں نماز پڑھے جسمیں قبریں ہوں، تو شیطان اس کے لئے گمراہی کو مزین کرسکتا ہے کہ وہ مردہ کو پکارنے یا اس سے فریاد طلب کرنے لگے یا اس کے لئے نماز پڑھنے یا سجدہ کرنے لگے اور اس طرح وہ بڑے شرک میں مبتلا ہوجائے، نیز یہ یہود و

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نصاری کا فعل ہے، چنانچہ ان کی مخالفت کرنا اوران کے طریقہ اور فعل بد سے دوری اختیار کرنا ہمارے لئے ضروری ہے۔

لہذا اگر قبریں پرانی ہوں، پھران پر مسجد بنادی گئی ہو، تو ضروری ہے کہ اسباب شرک کے خاتمہ اوراس کے ذرائع کے سد باب کے لئے اس مسجد کو منہدم کردیا جائے اوراس کو وہاں سے ختم کردیا جائے، اوراگر مسجد پرانی ہواوراس میں کسی میت کو دفن کردیا گیا ہو، تواس قبر کو کھود کراس کی مٹی عام قبرستان میں منتقل کردی جائے، جیسا کہ اہل علم نے اس کو مدلل انداز میں بیان کیا ہے۔

چنانچہ شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

ائمہ کرام کا اتفاق ہے کہ کسی بھی مسجد پر قبر تعمیر نہیں کی جائے گی، اور نہ ہی مردہ کو مسجد میں دفن کیا جائے گا، چنانچہ اگر مسجد پہلے کی ہو اور بعد میں اس میں کسی مردہ کو دفن کردیا گیا ہو، تو قبر کو اکھیڑ کر یا برابر کر کے ختم کردیا جائے اور اگر قبر پہلے کی ہو اوراس پر مسجد تعمیر کردی گئی ہو، تو مسجد کو ختم کردیا جائے، اس لئے کہ جو مسجد قبر پر تعمیر کی گئی ہو، اس میں فرض یا نفل کوئی بھی نماز جائز نہیں ہے، کیوں کہ اسلام میں اس سے منع کیا گیا ہے۔ (فتاوی شیخ الاسلام ابن تیمیہ ۲۲/۱۹۴)

❁ قبر نبوی سے متعلق ایک شبہہ کا ازالہ:

ہم یہاں پر ایک شبہہ کا ازالہ کرنا چاہتے ہیں جسے بعض لوگ پیش کرتے ہیں، وہ مسجد نبوی میں نبی ﷺ کی قبر کا پایا جانا ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اس شبہہ کا جواب یہ ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے نبی ﷺ کو مسجد میں دفن نہیں کیا، بلکہ آپ ﷺ کو عائشہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں دفن کیا، جب ولید بن عبد الملک رحمہ اللہ نے پہلی صدی کے آخر میں مسجد نبوی کی توسیع کی، تو حجرہ عائشہ کو مسجد میں داخل کر دیا اور انھوں نے ایسا اچھا نہ کیا، بعض اہل نے اس کا انکار بھی کیا لیکن انھوں نے یہ سمجھا کہ توسیع کی نیت سے ایسا کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

لہذا کسی مسلمان کے لئے جائز نہیں ہے کہ قبروں پر مسجدوں کی تعمیر کے لئے یا مردوں کو مسجدوں میں دفن کے لئے اس کو دلیل بنائے، کیوں کہ یہ صحیح احادیث کے خلاف ہے، نیز قبر والوں کے ساتھ شرک کے وسائل میں سے ہے۔

(مجموعہ فتاوی ومقالات متنوعہ لابن باز ج ۱۰/ ۲۹۷)

علامہ محمد بن صالح العثیمین رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

جہاں تک قبر نبوی کا تعلق ہے جس کو مسجد نبوی شامل ہے، تو یہ بات معلوم ہے کہ مسجد نبوی آپ ﷺ کے انتقال سے پہلے تعمیر کی گئی، چنانچہ اسے قبر نہیں بنایا گیا اور یہ بات بھی معلوم ہے کہ نبی ﷺ مسجد نبوی میں دفن نہیں کئے گئے، بلکہ آپ ﷺ اپنے گھر میں دفن کئے گئے جو مسجد سے الگ تھا۔

ولید بن عبد الملک رحمہ اللہ نے اپنے دور حکومت ۸۸ ہجری میں مدینہ منورہ کے امیر عمر بن عبد العزیز رحمہ اللہ کے پاس خط لکھا کہ وہ مسجد نبوی کو منہدم کر کے ازواج مطہرات کے حجروں کو اس میں ملا دیں، تو عمر بن عبد العزیز

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

رحمہ اللہ نے قوم کے سرداروں اور فقہاء کو اکٹھا کیا اور ان کے سامنے امیر المؤمنین ولید بن عبدالملک کے خط کو پڑھا، امیر المؤمنین کی یہ بات ان لوگوں پر گراں گزری، ان لوگوں نے کہا: ان حجروں کو اسی حال میں چھوڑ دینا زیادہ لائق عبرت ہے اور بیان کیا جاتا ہے کہ سعید بن مسیّب رحمہ اللہ نے حجرہ عائشہ رضی اللہ عنہا کو مسجد نبوی میں داخل کئے جانے سے انکار کیا، ان کو یہ ڈر محسوس ہوا کہ کہیں قبر نبوی کو سجدہ گاہ نہ بنالیا جائے، عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ نے ان باتوں کو لکھ کر ولید بن عبدالملک کے پاس بھیجا، تو ولید بن عبدالملک نے جوابا لکھا کہ ان کے حکم کو نافذ کیا جائے، عمر بن عبدالعزیز کے لئے اس حکم کو نافذ کرنے کے سوا کوئی چارہ نہ تھا۔

چنانچہ نبی ﷺ کی قبر نہ تو مسجد میں بنائی گئی اور نہ ہی آپ کی قبر پر مسجد بنائی گئی، لہذا اس میں کسی کے لئے کوئی دلیل نہیں ہے کہ مسجدوں میں دفن کرنا یا قبروں پر مسجدیں تعمیر کرنا درست ہے۔ (فتاوی أرکان الاسلام ص ۳۰۲)

(۵) شہداء اپنی جائے شہادت ہی پر دفن کئے جائیں گے:

دوران معرکہ شہادت پانے والے سابقہ حکم سے مستثنی ہیں، انھیں ان کی جائے شہادت ہی پر دفن کیا جائے گا، قبرستان نہیں لایا جائے گا۔

جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ مشرکوں کا مقابلہ کرنے کی غرض سے مدینہ سے نکلے میرے والد عبداللہ نے فرمایا:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اے جابر! جب تک ہمارے انجام کا تمھیں علم نہیں ہو جاتا، تمہاری ذمہ داری ہے کہ اہل مدینہ کی نگہ داشت رکھو، اگر مجھے اپنے بعد بچیوں کی فکر نہ ہوتی، تو اللہ کی قسم! مجھے یہ پسند تھا کہ تم بھی میرے سامنے شہید ہو جاتے۔

جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نگرانی کر رہا تھا کہ میری پھوپھی میرے والد اور ماموں کو ایک اونٹنی پر لاد کر لے آئیں، وہ انھیں مدینہ میں مسلمانوں کی قبرستان میں دفن کرنا چاہتی تھیں کہ ایک آدمی اعلان کرتا ہوا پہنچا، سن لو! رسول اللہ ﷺ کا حکم ہے: شہداء کو واپس لا کر ان کی شہادت گاہ پر دفن کرو، چنانچہ ہم نے ان دونوں کو واپس لے جا کر ان کی شہادت گاہ پر دفن کیا۔

(مسند احمد ۳/ ۳۹۷، صحیح ابن حبان ۷/ ۴۵۷ (صحیح عند الالبانی رحمہ اللہ) دیکھئے: احکام الجنائز ص ۱۷۵)

(۶) رات مین دفن کرنے کا حکم:

میت کو رات مین دفن کرنا جائز ہے، البتہ دن میں دفن کرنا افضل ہے۔

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص کی وفات ہوگئی، رسول اللہ ﷺ ان کی عیادت کو جایا کرتے تھے، چوں کہ ان کا انتقال رات میں ہوا تھا، اس لئے رات ہی میں لوگوں نے انھیں دفن کر دیا اور جب صبح ہوئی، تو آپ ﷺ کو خبر دی، آپ ﷺ نے فرمایا: تم نے مجھے کیوں نہ بتلایا؟ لوگوں نے کہا: رات تھی اور اندھیرا بھی تھا، اس لئے ہم نے آپ کو مشقت میں ڈالنا مناسب نہ سمجھا، پھر آپ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ﷺ ان کی قبر پر تشریف لائے اور نماز (جنازہ) پڑھی۔ (بخاری ۱۲۴۷)

مذکورہ حدیث میں رسول اللہ ﷺ نے صحابہ پر رات میں دفن کرنے پر کوئی اعتراض نہیں کیا، بلکہ صرف خبر نہ دینے پر (فتح الباری ۳/ ۲۰۸) اگر رات میں دفن کرنا درست نہ ہوتا، تو رسول اللہ ﷺ انھیں ضرور منع فرماتے۔

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک آدمی کو رات کے وقت دفن فرمایا اور قبر کے اندر چراغ جلا کر روشنی کی۔

(ابن ماجہ ۱۵۲۰، ترمذی ۱۰۵۷ (حسن عند الالبانی رحمہ اللہ) دیکھئے: صحیح ابن ماجہ ۲/ ۲۳)

بلکہ خود رسول اللہ ﷺ کو رات مین دفن کیا گیا، جیسا کہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ ہم نے رسول اللہ ﷺ کے دفن کئے جانے کو اس وقت جانا جب ہم نے بدھ کی شب میں رات کے آخری پہر پھاوڑوں کے چلنے کی آواز سنی۔

(ملاحظہ ہو: مسند احمد ۴۰/ ۳۹۱، مصنف ابن ابی شیبہ ۳/ ۳۲، شرح معانی الآثار ۱/ ۵۱۴)

اسی طرح ابوبکر رضی اللہ عنہ کو بھی رات میں دفن کیا گیا۔ (بخاری ۱۳۸۷)

نیز عثمان بن عفان اور عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما کو بھی رات مین دفن کیا گیا۔ (دیکھئے: مصنف ابن ابی شیبہ ۳/ ۳۱)

اسی طرح فاطمہ بنت رسول اللہ کو علی رضی اللہ عنہ نے رات میں دفن کیا۔

(بخاری ۴۲۴۰، مسلم ۱۷۵۹)

معلوم ہوا کہ میت کو رات میں دفن کرنا جائز ہے، جیسا کہ مذکورہ بالا احادیث

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

وآثار اس پر دلالت کرتے ہیں، البتہ اگر رات میں دفن کرنے کی وجہ سے حقوق میت مثلاً غسل وکفن اور نماز جنازہ وغیرہ میں کوتاہی کا اندیشہ ہو، تو پھر رات میں دفن کرنا جائز نہیں ہے، جیسا کہ جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کی مندرجہ ذیل روایت سے پتہ چلتا ہے اور اہل علم نے اسے اسی معنی پر محمول کیا ہے۔

جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک دن خطبہ ارشاد فرماتے ہوئے ایک صحابی کا تذکرہ فرمایا، جنھیں وفات کے بعد نا کافی کفن پہنایا گیا اور رات کو دفن کر دیا گیا، چنانچہ آپ ﷺ نے سختی سے منع فرمایا کہ کسی کو رات میں دفن نہ کیا جائے حتی کہ اس کی نماز جنازہ ادا کی جائے الا یہ کہ آدمی مجبور ہو، مزید فرمایا: جب کوئی اپنے مسلمان بھائی کو کفن دے، تو اچھا کفن دے۔ (مسلم ۹۴۳)

امام نووی رحمہ اللہ مذکورہ حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں:

اہل علم نے اس حدیث کا جواب یہ دیا ہے کہ رات میں دفن کرنے سے اس لئے روکا گیا کہ میت کی نماز جنازہ نہ پڑھی گئی ہو یا جنازہ پڑھنے والوں کی تعداد کم ہو یا خراب نا کافی کفن دیا گیا ہو یا پھر ان سبھی وجوہات کی بنا پر، (اور اگر یہ وجوہات نہ ہوں) تو مجرد رات میں دفن کرنے سے نہیں روکا گیا ہے۔

(شرح النووی علی صحیح مسلم ۷/۱۱)

امام طحاوی رحمہ اللہ رسول اللہ ﷺ کے رات میں دفن کئے جانے سے متعلق عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت کے ذکر کے بعد لکھتے ہیں:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

''رسول اللہ ﷺ کو رات میں صحابہ کرام کے سامنے دفن کیا گیا، لیکن کسی نے اعتراض نہ کیا، تو اس سے پتہ چلا کہ رسول اللہ ﷺ نے رات میں دفن کرنے سے مکروہ ہونے کی بنا پر نہیں، بلکہ (حقوق میت کی ادائیگی میں کوتاہی کی) وجہ سے منع فرمایا ہے۔'' (شرح معانی الآثار للطحاوی ۱/۵۱۴)

اس مسئلہ میں مناسب بات یہ ہے- اللہ تعالی بہتر جانتا ہے- اگر رات میں دفن کرنے کی وجہ سے میت پر نماز جنازہ اور اس کے حقوق کی ادائیگی فوت نہ ہو رہی ہو، تو پھر رات میں دفن کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے، جائز ہونے کی احادیث اسی بات پر دلالت کرتی ہیں، اور اگر اس پر نماز جنازہ اور اچھی طرح اس کے حقوق کی ادائیگی فوت ہو رہی ہو، تو پھر رات میں دفن کرنا منع ہے، ممانعت کی روایت اسی بات پر دلالت کرتی ہے۔

(دیکھئے: تہذیب السنن لابن القیم ۱/۱۵۰۸)

(۷) اوقات ممنوعہ میں دفن کرنے کا حکم:

اوقات ممنوعہ میں میت پر نماز جنازہ پڑھنا اور اسے دفن کرنا جائز نہیں ہے۔

عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ہمیں تین اوقات میں نماز پڑھنے اور مردے دفن کرنے سے منع فرماتے تھے (۱) جب سورج طلوع ہو رہا ہو، یہاں تک کہ بلند ہو جائے (۲) جب سورج بالکل سیدھا ہو (نہ مشرق کی طرف مائل ہو نہ مغرب کی طرف) یہاں تک کہ ڈھل جائے (۳) جب غروب

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہونے لگے یہاں تک کہ پوری طرح غروب ہوجائے۔ (مسلم ۸۳۱)

علامہ عبدالعزیز بن باز رحمہ اللہ مذکورہ حدیث کو ذکر کرنے کے بعد فرماتے ہیں:

مذکورہ صحیح حدیث کی بنا پر ان تین اوقات میں نماز جنازہ پڑھنا اور مردے کو دفن کرنا جائز نہیں ہے۔

(فتاوی ابن باز ۱۳/ ۱۵۷، فتاوی ابن عثیمین ۱۷/ ۱۵۷)

(۸) ایک قبر میں دو یا دو سے زیادہ مردوں کو دفن کرنا:

ایک قبر میں ایک میت کو دفن کرنا یہی افضل ہے، کیوں کہ عہد نبوی سے لے کر آج تک مسلمانوں کا یہی طریقہ رہا ہے، لہذا بلا ضرورت ایک قبر میں ایک سے زیادہ مردوں کو دفن کرنا مکروہ ہے، البتہ اگر ضرورت درپیش ہو، مثلاً کسی وبائی بیماری میں بہت زیادہ لوگوں کا انتقال ہوگیا ہو، یا کسی جنگ میں بہت زیادہ لوگ شہید کردئے گئے ہوں، یا زلزلے اور طوفان میں بہت سارے لوگ فوت ہوگئے ہوں وغیرہ، اور ہر ایک کے لئے الگ الگ قبر کھودنا مشکل ہو، یا ہر ایک کی قبر کے لئے جگہ میسر نہ ہو، تو ایک سے زائد مردوں کو ایک ہی قبر میں دفن کیا جاسکتا ہے، وقت دفن قبلہ کی جانب سے قبر میں اسے پہلے رکھا جائے گا جسے قرآن کریم زیادہ یاد ہو، ''اور اسی حکم میں فقہاء، زہاد اور اہل فضل کو بھی رکھا جائے گا''۔ (فتح الباری لابن حجر ۳/ ۲۱۳)

جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جنگ احد کے دو، دو

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

شہیدوں کو ایک ہی کپڑے میں کفن دیتے اور دریافت کرتے تھے کہ ان میں سے قرآن کسے زیادہ یاد ہے، پھر جب کسی ایک طرف اشارہ کر دیا جاتا، تو اسے قبر میں مقدم کر دیتے اور فرماتے جاتے: میں ان پر گواہ ہوں، آپ ﷺ نے انھیں خونوں سمیت دفن کرنے کا حکم دیا، نہ ان کی نماز جنازہ پڑھی اور نہ انھیں غسل دیا۔ (بخاری ۱۳۴۳)

ہشام بن عامر رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ جنگ احد میں کئی مسلمان شہید ہوئے اور کئی ایک زخمی بھی ہوئے، ہم نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول ﷺ! ہر شہید کے لئے الگ الگ قبر کھودنا تو بہت دشوار ہے (اس صورت میں کیا حکم ہے) آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"إحفروا و أوسعوا [و أعمقوا و أحسنوا] و ادفنوا الاثنين و الثلاثة فی القبرٔ و قدموا أكثرهم قرآنا"

قبریں گہری، اچھی اور کشادہ کھودو، دو یا تین کو ایک ہی قبر میں دفن کرو، اور جسے قرآن زیادہ یاد ہو، اسے قبر میں مقدم رکھو۔

(نسائی ۲۰۰۹، ۲۰۱۱، ابوداؤد ۳۲۱۵ (صحیح عند الالبانی رحمہ اللہ) دیکھئے: صحیح النسائی ۲/۶۰)

مذکورہ بالا احادیث سے یہ بات عیاں ہو جاتی ہے کہ وقت ضرورت ایک قبر میں ایک سے زائد مردوں کو دفن کیا جا سکتا ہے۔

امام شافعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ضرورت کے تحت دو یا تین مردوں کو ایک ہی قبر میں دفن کیا جائے گا اور قبلہ کی طرف سے قبر میں اسے پہلے رکھا جائے گا جو ان میں افضل اور زیادہ عمر والا ہو، اور مجھے یہ پسند نہیں کہ عورت کو مرد کے ساتھ دفن کیا جائے اور اگر بالکل ضروری ہو جائے اور اس کے بغیر کوئی چارہ نہ ہو تو مرد کو آگے رکھیں گے اور عورت کو اس کے پیچھے، اور ان دونوں کے مابین مٹی کا حاجز بنا دیا جائے گا۔
(الام للشافعی ۱/ ۳۱۵)

فقہاء کا کہنا ہے کہ مرد، عورت اور بچہ کو ایک ہی قبر میں دفن کرنے کی صورت میں قبلہ کی جانب سے پہلے مرد پھر بچہ اور پھر عورت کو رکھا جائے گا، اور باپ اور بیٹے کو ایک ہی قبر میں دفن کرنے کی صورت میں مقام اُبوّت کا لحاظ کرتے ہوئے قبر میں پہلے باپ کو رکھا جائے گا، پھر بیٹے کو، گرچہ بیٹا باپ سے افضل ہو، اسی طرح ماں کو بیٹی پر مقدم کیا جائے گا گرچہ بیٹی افضل ہو، لیکن ماں اور بیٹے کو ایک ساتھ دفن کرنے کی صورت میں مرد کی فضیلت کا اعتبار کرتے ہوئے بیٹے کو ماں پر مقدم کیا جائے گا۔
(ملاحظہ ہو: بدائع الصنائع ۱/ ۳۱۹، مواہب الجلیل ۲/ ۲۳۶، المجموع ۵/ ۲۴۷، مختصر الخرقی ۲/ ۳۶۳، المغنی ۳/ ۵۱۲)

(۹) بغلی قبر افضل ہے لیکن صندوقی بھی جائز ہے:

بغلی اور صندوقی دونوں طرح سے قبر بنانا جائز ہے، اس لئے کہ رسول اللہ ﷺ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کے زمانہ میں دونوں پر عمل ہوتا تھا، لیکن بغلی قبر بنانا افضل ہے۔

انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ کی وفات ہوئی، تو مدینہ طیبہ میں ایک آدمی بغلی قبر بناتا تھا اور دوسرا صندوقی قبر بناتا تھا، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے کہا: ہم اپنے رب سے استخارہ کرتے ہوئے دونوں کو پیغام بھیج دیتے ہیں، جو پہلے آ گیا، کام اسی کے سپرد کر دیں گے، چنانچہ دونوں کو پیغام بھیجا گیا، بغلی قبر بنانے والا پہلے پہنچ گیا، لہذا انھوں نے نبی کریم ﷺ کے لئے بغلی قبر بنائی۔

(ابن ماجہ ۱۵۵۷، مسند احمد ۳/ ۱۳۹ (صحیح عند الالبانی رحمہ اللہ) دیکھئے: صحیح ابن ماجہ ۱/ ۲۵۹)

عامر بن سعد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ (میرے والد) سعد بن ابو وقاص رضی اللہ عنہ نے اپنے مرض الموت کے عالم میں فرمایا:

"الحدو لی لحدا، و انصبوا علی اللبن نصبا، کما صنع برسول اللہ ﷺ"

میرے لئے بغلی قبر بنانا اور مجھ پر کچی اینٹیں لگانا، جیسا کہ رسول اللہ کے لئے کیا گیا تھا۔ (صحیح مسلم ۹۶۶)

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"اللحد لنا و الشق لغیرنا"

بغلی قبر ہمارے لئے ہے اور صندوقی قبر دوسروں کے لئے ہے۔

(ابوداؤد ۳۲۰۸، ترمذی ۱۰۴۵ (صحیح عند الالبانی رحمہ اللہ) دیکھئے: صحیح ابوداؤد ۲/ ۶۱۸)

ملا علی قاری مذکورہ حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اس حدیث میں صندوقی قبر کی ممانعت نہیں ہے، اس لئے کہ ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ دین میں اپنی قدر ومنزلت اور امانت داری کے باوجود صندوقی قبر بناتے تھے، نیز اگر صندوقی قبر منع ہوتی، تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم (رسول اللہ ﷺ کی وفات پر) یہ نہ کہتے کہ بغلی اور صندوقی بنانے والوں میں سے جو پہلے آئے گا، وہ اپنی والی قبر بنائے گا۔ (مرقاۃ المفاتیح ۳/ ۱۲۱۸)

علامہ شمس الحق عظیم آبادی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

قاضی عیاض رحمہ اللہ نے کہا: یہ حدیث بغلی قبر کی فضیلت پر دلالت کرتی ہے، نہ کہ صندوقی کی ممانعت پر، لیکن بغلی قبر وہاں پر افضل ہے، جہاں کی زمین سخت ہو، ورنہ صندوقی افضل ہے۔

(ملاحظہ ہو: عون المعبود ۹/ ۱۹، فیض القدیر ۵/ ۴۰۱)

امام نووی رحمہ اللہ اس مسئلہ کی بابت رقمطراز ہیں:

علماء کا اتفاق ہے کہ بغلی اور صندوقی دونوں ہی جائز ہیں، لیکن اگر زمین سخت ہو اور اس کی مٹی کے ڈھہنے کا اندیشہ نہ ہو، تو بغلی افضل ہے، اور اگر مٹی نرم ہو کہ اس کے ڈھہنے کا اندیشہ ہو، تو پھر صندوقی افضل ہے۔

(دیکھئے: المجموع للنووی ۵/ ۲۸۷)

(۱۰) قبر کشادہ اور گہری بنائی جائے:

جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے معرکہ احد کے موقع پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے فرمایا:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

"احفروا و اوسعوا [و اعمقوا و احسنوا]"

قبریں گہری، اچھی اور کشادہ کھودو۔

(نسائی ۲۰۰۹، ۲۰۱۱، ابوداؤد ۳۲۱۵ (صحیح عندالالبانی رحمہ اللہ) دیکھئے: صحیح النسائی ۲/۶۰)

ایک انصاری صحابی بیان کرتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ ایک انصاری کے جنازے میں گئے، میں ابھی بچہ تھا اور اپنے والد کے ہمراہ تھا، رسول اللہ ﷺ قبر کے گڑھے کے پاس بیٹھ کر کھودنے والے کو ہدایات دینے لگے، فرماتے تھے:

"أوسع من قبل الرأس و أوسع من قبل الرجلين، لرب عذق له في الجنة"

سر کی طرف سے کشادہ کرو، پاؤں کی طرف سے کشادہ کرو، جنت میں کتنے ہی کھجوروں کے لٹکے ہوئے خوشے اس کے انتظار میں ہیں۔

(مسند احمد ۳۸/۴۵۱، بیہقی ۳/۴۱۴، علامہ البانی رحمہ اللہ نے اس کی سند کو صحیح کہا ہے، دیکھئے: احکام الجنائز ص ۱۸۲)

(۱۱) میت کو قبر میں اتارنے کے زیادہ حقدار کون ہیں؟

میت کو قبر میں اتارنے کے زیادہ حقدار وہ ہیں جسے میت نے وصیت کی ہو اور اگر میت نے کسی کو وصیت نہ کی ہو تو اس کے قریبی رشتہ دار اسے قبر میں اتارنے کے زیادہ حقدار ہیں بشرطیکہ وہ طریقہ دفن سے بحسن خوبی واقف ہوں اور اگر اس کے رشتہ دار نہ ہوں یا وہ طریقہ دفن سے بحسن خوبی واقف نہ ہوں یا قبر میں اترنا نہ چاہتے ہوں تو پھر لوگوں میں سے کوئی بھی یہ خدمت انجام دے سکتا ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

الشرح الممتع ۵/۴۵۴، فتاوی ابن عثیمین ۱۷/۱۸۱)

ارشادِ باری تعالی ہے:

﴿وَأُوْلُواْ الأَرْحَامِ بَعْضُهُمْ أَوْلَى بِبَعْضٍ فِيْ كِتَابِ اللّهِ﴾ (الانفال:۷۵)

اللہ کی کتاب میں خون کے رشتہ دار ایک دوسرے سے زیادہ حقدار ہیں۔

عامر الشعبی بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کو علی، فضل اور اسامہ بن زید رضی اللہ عنہم نے غسل دیا اور قبر میں اتارا، دفن سے فراغت کے بعد علی رضی اللہ عنہ نے (صحابہ سے) کہا: آدمی سے متعلق کسی کام کی ذمہ داری اس کے گھر ہی کے لوگ اٹھاتے ہیں۔

(ابوداؤد ۳۲۰۹ (صحیح عند الالبانی رحمہ اللہ) دیکھئے: صحیح ابوداؤد ۲/ ۶۱۸)

عبدالرحمٰن بن ابزی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی اقتدا میں زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کی نماز جنازہ ادا کی، آپ نے چار تکبیروں سے نماز جنازہ پڑھائی، پھر امہات المؤمنین کو پیغام بھیج کر دریافت کیا کہ ان کی رائے میں قبر میں انھیں کون اتارے؟

راوی کا بیان ہے کہ عمر رضی اللہ عنہ کی خواہش تھی کہ یہ خدمت وہ خود انجام دیں، امہات المؤمنین نے پیغام بھیجا: دیکھو جو انھیں حالت زندگی میں دیکھ سکتا تھا وہی انھیں قبر میں اتارے۔

عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: تم نے سچ فرمایا۔

(سنن الکبری للبیہقی ۴/ ۶۱، علامہ البانی رحمہ اللہ نے اس کی سند کو صحیح کہا ہے، دیکھئے:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

أحکام الجنائز ص ۱۸۷)

(۱۲) میت کو قبر میں مرد ہی اتاریں گے:

میت کو قبر میں مرد ہی اتاریں گے، خواہ میت عورت ہی کیوں نہ ہو، کیوں کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانہ سے آج تک یہی طریقہ مسلمانوں میں رائج رہا ہے کہ میت کو مرد ہی قبر میں اتارتے رہے ہیں، نیز مرد یہ کام بحسن خوبی کر سکتے ہیں کیوں کہ وہ عورتوں سے مضبوط ہیں، اور اگر عورتیں ایسا کرنے لگ جائیں، تو ان کے جسم غیر مردوں کے سامنے لامحالہ ظاہر ہوں گے، اور یہ بالکل جائز نہیں ہے۔

(ملاحظہ ہو: المجموع للنووی ۵/ ۲۸۸، احکام الجنائز للالبانی ص ۱۸۶، کشاف القناع ۲/ ۱۳۲)

(۱۳) غیر محرم عورت کو قبر میں اتار سکتا ہے:

اگر میت عورت ہو، تو اس کے محارم کا اسے قبر میں اتارنا اور دفن کے امور کا انجام دینا افضل ہے، جیسا کہ عبدالرحمٰن بن ابزی رضی اللہ عنہ کی مذکورہ روایت سے پتہ چلتا ہے، لیکن اگر اس کے محارم میں سے کوئی موجود نہ ہو یا وہ موجود ہوں لیکن کسی وجہ سے قبر میں اترنا نہ چاہتے ہوں یا وہ آداب دفن سے واقف نہ ہوں، تو غیر محرم شخص میت کو قبر میں اتار سکتا ہے اور دفن کے امور انجام دے سکتا ہے، جیسا کہ درجہ ذیل روایت سے اس بات کا پتہ چلتا ہے۔

انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کی ایک بیٹی (ام کلثوم رضی اللہ عنہا) کے جنازہ میں حاضر تھے، رسول اللہ ﷺ قبر پر بیٹھے ہوئے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تھے، میں نے دیکھا: کہ آپ ﷺ کی آنکھیں اشکبار تھیں، پھر آپ ﷺ نے پوچھا: کیا تم میں کوئی ایسا شخص بھی ہے جس نے آج رات اپنی بیوی سے ہمبستری نہیں کی ہے، اس پر ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے کہا: ہاں' میں ہوں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: پھر قبر میں تم اترو، چنانچہ وہ ان کی قبر میں اترے۔

(صحیح البخاری ۱۲۸۵)

امام نووی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

''مذکورہ حدیث دلیل ہے کہ دفن میت کی ذمہ داری مرد ہی سبھالیں گے، گرچہ میت عورت ہو، اور یہ بات معلوم ہے کہ ابوطلحہ رضی اللہ عنہ بنات رسول ﷺ کے لئے محرم نہیں بلکہ اجنبی تھے، لیکن وہاں پر موجود لوگوں میں نیک شخص تھے، وہاں پر محرم صرف رسول اللہ ﷺ تھے، لیکن آپ شاید کسی عذر کی وجہ سے قبر میں نہ اترے، اسی طرح ام کلثوم رضی اللہ عنہا کے شوہر عثمان رضی اللہ عنہ بھی، تو اس سے پتہ چلا کہ میت کو قبر میں اتارنے اور اسے دفن کرنے سے خواتین کو کوئی واسطہ نہیں ہے''۔

(دیکھئے: المجموع للنووی ۵/۲۸۹)

امام کاسانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

عورت کو قبر میں اتارنے کے لئے محرم رشتہ دار غیر محرم سے افضل ہیں، اور اگر وہ موجود نہ ہوں، تو غیر محرم کے اتارنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

(بدائع الصنائع فی ترتیب الشرائع ۱/۳۲۰)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(۱۴) خاوند بیوی کو قبر میں اتار سکتا ہے:

خاوند بذات خود اپنی بیوی کو قبر میں اتار سکتا ہے اور دفن کے امور انجام دے سکتا ہے، بلکہ اجنبی مردوں کے مقابل اس کا یہ عمل انجام دینا افضل ہے۔

عائشہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ بقیع سے واپس آئے، تو مجھے دردسر میں مبتلا پایا اور میں شدت درد سے کہہ رہی تھی ''ہائے میرا سر'' نبی ﷺ نے فرمایا: بلکہ عائشہ! (میں کہتا ہوں) ''ہائے میرا سر'' پھر آپ ﷺ نے فرمایا:

"ما ضرك لو مت قبلي فقمت عليك فغسلتك و كفنتك و صليت عليك و دفنتك"

اگر تم مجھ سے پہلے فوت ہوگئی تو تمھیں کوئی نقصان نہیں ہوگا، میں ہی تمھیں غسل دوں گا، کفن پہناؤں گا اور جنازہ پڑھ کر دفن کروں گا۔

(ابن ماجہ ۱۴۶۵ (حسن عند الالبانی رحمہ اللہ) دیکھئے: صحیح ابن ماجہ ۲/۱۱' اس حدیث کی اصل صحیحین میں ہے دیکھئے: بخاری ۵۶۶۶)

امام نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

خاوند اپنی بیوی کو دفن کرنے کا زیادہ حقدار ہے، پھر میت کے محارم، اور اگر ان میں سے کوئی بھی موجود نہ ہو، تو پھر غیر محرم رشتہ دار اور اگر یہ بھی نہ ہوں، تو پھر غیر محرم میں سے دین دار لوگ دفن کر سکتے ہیں۔

(روضۃ الطالبین ۲/۱۳۳)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(۱۵) عورت کو قبر میں وہ اتارے جس نے گزشتہ شب اپنی بیوی سے ہمبستری نہ کی ہو:

افضل یہ ہے کہ عورت کو قبر میں وہ اتارے اور دفن کے امور وہ انجام دے، جس نے اس رات اپنی بیوی سے ہمبستری نہ کی ہو۔

انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کی ایک بیٹی (ام کلثوم رضی اللہ عنہا) کے جنازہ میں حاضر تھے، رسول اللہ ﷺ قبر پر بیٹھے ہوئے تھے، میں نے دیکھا: کہ آپ ﷺ کی آنکھیں اشکبار تھیں، پھر آپ ﷺ نے پوچھا: کیا تم میں کوئی ایسا شخص بھی ہے جس نے آج رات اپنی بیوی سے ہمبستری نہیں کی ہے، اس پر ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے کہا: ہاں، میں ہوں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: پھر قبر میں تم اترو، چنانچہ وہ ان کی قبر میں اترے۔ (بخاری ۱۲۸۵)

ابن حزم رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''اس مسئلہ میں درست بات یہ ہے کہ اگر باپ اور شوہر وغیرہ نے اس شب اپنی بیویوں سے ہمبستری کی ہو، تو دفن سے متعلق افضلیت ان کو حاصل ہوگی جنھوں نے اس شب ہمبستری نہ کی ہو''۔ (المحلی لابن حزم ۳/۳۷۰)

بعض فقہاء نے اس کی علت یہ ذکر کی ہے کہ رات ہی میں بیوی سے جماع کی وجہ سے عورت کو قبر میں اتارتے ہوئے کہیں شیطان گزشتہ شب کے شہوانی امور کی یاد نہ دلادے، اس لئے وہ اتارے جس نے گزشتہ شب بیوی سے جماع نہ کیا ہو۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(دیکھئے: فتح الباری ۳/ ۱۵۹، عمدۃ القاري ۸/ ۷۶، تحفۃ المحتاج لاحمد الہیتمی ۳/ ۱۷۰)

(۱۶) میت کو قبر میں پاؤں کی طرف سے داخل کرنا سنت ہے:

سنت یہ ہے کہ قبر کے پائنانے سے میت کے سر کو قبر میں داخل کیا جائے اور پھر اسے آہستگی کے ساتھ قبر میں اتارا جائے، اس کی دلیل درجہ ذیل روایات ہیں:

ابواسحاق بیان کرتے ہیں کہ حارث رضی اللہ عنہ نے وصیت فرمائی کہ ان کی نماز جنازہ عبداللہ بن یزید پڑھائیں، چنانچہ انھوں نے نماز جنازہ پڑھائی، پھر قبر کے پیروں والے حصہ کی طرف سے انھیں قبر میں داخل کیا اور فرمایا: یہ سنت ہے۔

(ابوداؤد ۳۲۱۱، بیہقی ۴/ ۵۴ (صحیح عندالالبانی رحمہ اللہ) دیکھئے: صحیح ابوداؤد ۲/ ۳۰۲)

محمد بن سیرین رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ میں انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے ہمراہ ایک جنازہ میں تھا، ان کے حکم پر میت کو قبر کے پائنانے کی طرف سے قبر میں اتارا گیا۔

(مسند احمد ۷/ ۱۶۲ (صحیح عندالالبانی رحمہ اللہ) دیکھئے: احکام الجنائز ص ۱۹۲)

معلوم ہوا کہ میت کو قبر کے پائنانے سے اتارنا سنت ہے، لیکن اگر کسی بنا پر پائنانے سے اتارنا مشکل ہو جائے، تو پھر کسی بھی جانب سے میت کو قبر میں اتارا جا سکتا ہے، اسی بنا پر امام صنعانی رحمہ اللہ اس مسئلہ سے متعلق دلائل اور اقوال فقہاء کے ذکر کے بعد لکھتے ہیں:

''ان تمام باتوں کا خلاصہ یہ ہے کہ یہ ایک اختیاری معاملہ ہے (کسی بھی جانب سے میت کو قبر میں اتارنے میں کوئی حرج نہیں ہے)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(دیکھئے: سبل السلام ۱/ ۴۹۵)

امام حجاوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''اگر آسان ہو تو میت کو پائنتانہ سے قبر میں اتارنا مسنون ہے اور اگر پائنتانہ سے اتارنے میں مشقت ہو تو حسب سہولت جدھر سے چاہیں قبر میں اتار سکتے ہیں اور اتارنے والوں کی کوئی تعداد متعین نہیں ہے بلکہ جتنے لوگوں کی ضرورت ہو وہ میت کو قبر میں اتار سکتے ہیں۔''

(الاقناع للحجاوی ۱/ ۳۶۳، الکافی لابن قدامہ ۲/ ۶۵، فتاوی اللجنۃ الدائمۃ ۸/ ۴۲۶)

رہا مسئلہ ان روایات و آثار کا جن سے بعض اہل علم نے میت کو چوڑائی میں رکھ کر قبلہ کی جانب سے قبر میں اتارے جانے کو مسنون قرار دیا ہے، تو علماء محققین کے نزدیک وہ روایات و آثار کلام سے خالی نہیں ہیں۔

(۱۷) میت کو قبر میں اتارنے والا مندرجہ ذیل دعا پڑھے:

(۱) ''بسم الله و على سنة رسول الله''

اللہ کے نام سے اور رسول اللہ ﷺ کی سنت کے مطابق

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب میت کو قبر میں اتارتے تو ''بسم الله و على سنة رسول الله'' پڑھتے۔

(ابوداؤد ۳۲۱۳، بیہقی ۴/ ۵۵ (صحیح عند الالبانی رحمہ اللہ) دیکھئے: صحیح ابوداؤد ۲/ ۳۰۳)

(۲) یا یہ پڑھیں: ''بسم الله و على ملة رسول الله''

اللہ کے نام سے اور رسول اللہ ﷺ کے دین پر

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب میت کو قبر میں اتارتے تو "بسم الله و على ملة رسول الله" پڑھتے۔

(ابن ماجہ ۱۵۵۰، صحیح ابن حبان ۷/۳۷۵ (صحیح عندالالبانی رحمہ اللہ) دیکھئے: صحیح ابن ماجہ ۲/۳۱)

(۳) یا یہ پڑھیں: "بسم الله و بالله و على ملة رسول الله"

اللہ کے نام سے اور اللہ کے حکم پر اور رسول اللہ ﷺ کے دین پر

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب میت کو قبر میں رکھتے تو" بسم الله و بالله و على ملة رسول الله" کہتے۔

(مصنف ابن ابی شیبۃ ۶/۱۰۶، الجامع الصغیر ۱/۸۹۳ (صحیح عندالالبانی رحمہ اللہ) دیکھئے: صحیح الجامع ۱/۸۹۳)

(۱۸) میت کو قبر میں اس کے دائیں پہلو پر اس طرح رکھا جائے کہ اس کا منہ قبلہ کی طرف ہو۔

میت کو قبر میں دائیں کروٹ لٹایا جائے گا، چہرہ قبلہ رو رہے گا، اس کا سر قبلہ کے دائیں طرف اور پاؤں بائیں طرف رہیں گے، رسول اللہ ﷺ کے زمانہ سے آج تک اہل اسلام کا عمل اسی طریقہ پر ہے اور زمین پر ہر قبرستان کی یہی شکل ہے۔

(دیکھئے: أحكام الجنائز للالبانی ص ۱۹۲، المحلی لابن حزم ۳/۴۰۴)

جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

".....البيت الحرام قبلتكم أحياء و أمواتا"

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

خانہ کعبہ تمہارا قبلہ ہے زندگی میں بھی اور مرنے کے بعد بھی۔
(ابوداؤد ۲۸۷۵، مستدرک حاکم ۱/ ۱۲۷ (حسن عندالالبانی رحمہ اللہ) دیکھئے: صحیح ابوداؤد ۲/ ۲۰۹)

علامہ محمد بن صالح العثیمین رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

میت کو قبر میں دائیں پہلو لٹانا مستحب ہے اور قبلہ رو رکھنا واجب ہے، کیوں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''خانہ کعبہ تمہارا قبلہ ہے زندگی میں بھی اور مرنے کے بعد بھی''۔ (مجموع فتاوی ابن عثیمین ۱۷/ ۱۸۲)

فتوی کمیٹی سعودی عرب کے ایک فتوے میں کہا گیا ہے:

میت کو قبر میں دائیں پہلو قبلہ رو رکھا جائے اور اس کے سر کے نیچے اینٹ، پتھر، مٹی یا کوئی اونچی چیز رکھ دی جائے، جیسا کہ زندہ کرتا ہے قبر کے سامنے والی دیوار سے اسے قریب کر دیا جائے تا کہ چہرہ کے بل پلٹنے سے محفوظ رہے اور پیٹھ کے پیچھے کسی چیز کا ٹیک لگا دیا جائے تا کہ پیچھے کی جانب نہ پلٹے، پھر اوپر سے اچھی طرح کچی اینٹیں لگا دی جائیں اور اینٹوں کے بیچ شگافوں کو کچی مٹی سے اچھی طرح بند کر دیا جائے، تا کہ میت پر مٹی نہ گرے، اگر کچی اینٹیں میسر نہ ہوں تو پھر بانس یا گھاس یا جو بھی میسر ہو لگا دیا جائے، پھر اس پر مٹی ڈال دی جائے۔
(فتاوی اللجنۃ الدائمۃ ۸/ ۴۲۶)

(۱۹) میت کو قبر میں اتارنے کے بعد قبر کو اچھی طرح بند کر دیا جائے:

قبر میں میت کو رکھ دینے کے بعد قبر کو کچی اینٹوں سے اچھی طرح بند کر دیا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جائے، شگافوں پر گیلی مٹی لگادی جائے تا کہ میت پر مٹی گرتی نہ رہے۔

عامر بن سعد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ (میرے والد) سعد بن ابو وقاص رضی اللہ عنہ نے اپنے مرض الموت کے عالم میں فرمایا:

"الحدو لی لحدا،و انصبوا علی اللبن نصبا، کما صنع برسول اللہ ﷺ"

میرے لئے بغلی قبر بنانا اور مجھ پر کچی اینٹیں لگانا، جیسا کہ رسول اللہ کے لئے کیا گیا تھا۔ (صحیح مسلم ۹۶۶)

اور اگر کچی اینٹیں میسر نہ ہوں تو پتھر، بانس، گھاس وغیرہ رکھ کر قبر بند کر دی جائے اور اوپر سے مٹی ڈال دی جائے۔ (فتاوی اللجنۃ الدائمۃ ۸/۴۲۶)

امام نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

سنت یہ ہے کہ (میت کو قبر میں رکھنے کے بعد) کچی اینٹیں لگا کر اس کی تمام کھلی جگہوں کو بند کر دیا جائے، شگافوں کو اینٹوں کے ٹکروں سے اور باریک سوراخوں کو گھاس، گیلی مٹی یا ان جیسی چیزوں سے بند کر دیا جائے۔ (المجموع ۵/۲۵۳)

(۲۰) مٹی دینا مسنون ہے:

قبر کے بند ہونے کے بعد قبر کے پاس موجود لوگوں کے لئے تین مرتبہ اپنے دونوں ہاتھوں کو اکٹھے بھر بھر کے مٹی ڈالنی مسنون ہے۔

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے جنازہ پڑھایا، پھر میت کی قبر کے پاس تشریف لائے اور سر کی طرف سے تین مرتبہ دونوں ہاتھ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بھر بھر کے مٹی ڈالی۔

(ابن ماجہ ۱۵۶۵ (صحیح عندالالبانی رحمہ اللہ) دیکھئے: صحیح ابن ماجہ ۲/۳۴)

امام صنعانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''اس حدیث میں دلیل ہے کہ دونوں ہاتھوں کو بھر کر قبر پر تین مرتبہ مٹی ڈالنی مشروع ہے''۔ (سبل السلام ۲/۱۵۶)

مٹی دیتے وقت کوئی دعا پڑھنی سنت سے ثابت نہیں ہے اور عوام الناس میں جو یہ بات مشہور ہے کہ مٹی ڈالتے ہوئے پہلی بار ﴿مِنْهَا خَلَقْنَاكُمْ﴾ دوسری بار ﴿وَفِيهَا نُعِيدُكُمْ﴾ اور تیسری بار ﴿وَمِنْهَا نُخْرِجُكُمْ تَارَةً أُخْرَى﴾ پڑھا جائے، تو کسی بھی صحیح حدیث میں اس کا کوئی ثبوت نہیں ہے۔

(۲۱) قبر کو زمین سے ایک بالشت اونچا کیا جائے:

مستحب ہے کہ قبر کو زمین سے ایک بالشت جتنا اونچا کیا جائے، زمین کے برابر نہ رہے تاکہ لوگ پہچان لیں کہ یہ قبر ہے، اس کی حفاظت رہے توہین نہ ہو، لوگ اسے روندنے اور اس کی حرمت پامال کرنے سے گریز کریں۔

جابر رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے لئے لحد تیار کی گئی اس پر کچی اینٹیں لگائی گئیں اور آپ کی قبر زمین سے ایک بالشت جتنی اونچی کی گئی۔

(صحیح ابن حبان ۱۴/۶۰۲، بیہقی ۳/۵۷۶ (حسن عند الالبانی رحمہ اللہ) دیکھئے: احکام الجنائز ص ۱۹۵)

علامہ عبدالعزیز بن باز رحمہ اللہ رقمطراز ہیں:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

قبر کو ایک بالشت یا اس کے قریب اونچی کرنا مشروع ہے اور رسول اللہ ﷺ کی قبر ایک بالشت اونچی کی گئی، قبر کو ایک بالشت سے زیادہ اونچی کرنا جائز نہیں ہے، کیوں کہ رسول اللہ ﷺ نے علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا:

"لا تدع صورة إلا طمستها و لا قبرا مشرفا إلا سويته"

کوئی تصویر مٹائے بغیر نہ چھوڑ و اور ہر بلند قبر کو برابر کر دو۔

(مجموع فتاوی ابن باز ۱۳/۲۰۹)

قاضی شوکانی رحمہ اللہ لکھتے ہیں: ''سنت یہ ہے کہ قبر کو بہت زیادہ اونچی نہ کیا جائے، خواہ کسی بڑے عالم دین کی ہو یا عام آدمی کی، کیوں کہ قبر کو شریعت کی حد سے زیادہ اونچی کرنا حرام ہے''۔ (نیل الاوطار ۴/۱۰۲)

پھر مزید لکھتے ہیں: ''عہد صحابہ سے لے کر آج تک لوگوں کا اس بات پر اتفاق رہا ہے کہ قبروں کو اونچی کرنا اور ان پر عمارت تعمیر کرنا بدعت ہے، جس سے شریعت اسلامیہ میں روکا گیا ہے اور اس کے مرتکب کو رسول اللہ ﷺ کی زبان سے سخت ترین وعید بھی ہے''۔

(شرح الصدور فی تحریم رفع القبور للشوکانی ص ۸)

(۲۲) قبر کو ہان نما بنانی مستحب ہے:

قبر کو ہان نما بنانی مستحب ہے، جیسا کہ رسول اللہ ﷺ اور ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما کی قبروں کو کوہان نما بنایا گیا۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سفیان التمار رحمہ اللہ بیان فرماتے ہیں کہ: ''انھوں نے رسول اللہ ﷺ کی قبر کو ہان نما دیکھی۔''

(بخاری، الجنائز باب ماجاء فی قبر النبی ﷺ وأبی بکر وعمر رضی اللہ عنہما ۱۳۹۰)

اور ابن ابی شیبہ کے الفاظ یوں ہیں:

"دخلت البیت الذی فیه قبر النبی ﷺ فرأیت قبر النبی ﷺ و قبر أبی بکر و عمر مسنمة"

میں اس گھر میں داخل ہوا جس میں رسول اللہ ﷺ کی قبر ہے تو میں نے رسول اللہ ﷺ اور ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کی قبروں کو ہان نما دیکھا۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ۳/۲۲)

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''مذکورہ اثر کی بنا پر قبروں کو کوہان نما بنانا مستحب ہے۔'' (فتح الباری ۳/۲۰۲)

(۲۳) قبر پر کنکری ڈالنا اور پانی چھڑکنا مسنون ہے:

قبر کے تیار ہو جانے کے بعد آخر میں قبر پر کنکری ڈالنا اور پانی چھڑکنا مسنون ہے، تاکہ قبر کی مٹی اپنی جگہ برقرار رہے، ہوا اسے اڑا نہ لے جائے اور پانی چھڑکنے سے مٹی بیٹھ جائے۔

جعفر بن محمد بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی قبر پر پانی چھڑکا گیا اور اس پر میدان کی چھوٹی کنکریاں ڈالی گئیں، اور قبر کو زمین سے ایک بالشت اونچا کیا گیا۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(بیہقی ۳/۵۷۶، علامہ البانی رحمہ اللہ نے کہا: یہ روایت صحیح الاسناد ہے، دیکھئے: ارواء الغلیل ۳/۲۰۶)

علامہ البانی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

''قبر پر پانی چھڑکنے سے متعلق بہت سی احادیث ملتی ہیں، لیکن سبھی میں کوئی نہ کوئی علت اور خرابی ہے، جیسا کہ میں نے ارواء الغلیل (۳/۲۰۵-۲۰۶) میں بیان کیا ہے، پھر مجھے طبرانی اوسط میں ایک حدیث ملی جو قوی سند سے مروی ہے وہ یہ کہ نبی ﷺ نے اپنے بیٹے ابراہیم کی قبر پر پانی چھڑکا تھا، تو میں نے اس حدیث کی تخریج سلسلۃ الاحادیث الصحیحہ (۳۰۴۵) میں کیا''۔

(دیکھئے: سلسلۃ الاحادیث الضعیفہ ۱۳/۹۹۴)

علامہ عبدالعزیز بن باز رحمہ اللہ رقمطراز ہیں:

اگر میسر ہو تو قبر پر کنکری ڈالنا اور پانی چھڑکنا مستحب ہے، کیوں کہ اس سے مٹی بیٹھ جاتی اور اس کی حفاظت ہوتی ہے اور یہ مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی قبر پر کنکریاں ڈالی گئیں۔ (مجموع فتاوی ابن باز ۱۳/۱۹۸)

امام نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''قبر پر چھوٹی کنکریاں ڈالنا اور اس پر پانی چھڑکنا مستحب ہے، گلاب کا پانی چھڑکنا یا خوشبو لگانا مکروہ ہے کیوں کہ اس میں مال کا ضیاع ہے''۔ (المجموع ۵/۲۵۹)

(۲۴) قبر پر علامت رکھنا جائز ہے:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

قبر پر پہچان کے لئے کوئی علامت رکھنا جائز ہے مثلاً پتھر، لکڑی وغیرہ، تاکہ اس کے اہل خانہ میں سے کوئی فوت ہو تو اس کے پاس دفن کیا جا سکے۔

مطلب بن وداعہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کی قبر کے سرہانے پتھر کی ایک پہچان رکھی اور فرمایا:

"أتعلم بها قبر أخي و أدفن اليه من مات من أهلي"

اس سے میں اپنے بھائی کی قبر پہچان سکوں گا اور جو میرے خاندان میں سے مرے گا اس کے قریب دفن کروں گا۔

(ابوداؤد ۳۲۶۰ (حسن عند الالبانی رحمہ اللہ) دیکھئے: صحیح ابوداؤد ۲/ ۳۰۱)

معلوم ہوا کہ قبر پر پہچان کے لئے کوئی علامت رکھنا جائز ہے مثلاً پتھر، لکڑی وغیرہ، بشرطیکہ اس پر کچھ لکھا نہ جائے اور نہ ہی نمبر ڈالا جائے، کیوں کہ نمبر ڈالنا بھی لکھنے کی قبیل سے ہے اور رسول اللہ ﷺ نے قبروں پر لکھنے سے منع فرمایا ہے، جیسا کہ اگلے صفحات میں اس کا ذکر آئے گا۔

(۲۵) دفن کے بعد میت کے لئے دعا کرنی مسنون ہے:

دفن میت سے فراغت کے بعد قبر کے پاس کھڑے ہو کر میت کے لئے دعا کرنی مسنون ہے۔

عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کا معمول تھا کہ جب میت کو دفن کر کے فارغ ہو جاتے تو اس کی قبر کے پاس کھڑے ہو کر فرماتے:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

"استغفروا لأخیکم و سلوا له التثبیت فانه الآن یسأل"

اپنے بھائی کے حق میں استغفار کرو اور اس کے لئے ثابت قدمی کی دعا کرو کیوں کہ اب اس سے سوال ہونے والا ہے۔

(ابوداؤد ۳۲۲۱، بیہقی ۴/ ۵۶ (صحیح عندالالبانی رحمہ اللہ) دیکھئے: صحیح ابوداؤد ۲/ ۳۰۵)

قاضی شوکانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''اس حدیث میں ثبوت ہے کہ دفن میت سے فراغت کے بعد میت کے لئے استغفار اور ثابت قدمی کا سوال کرنا مشروع ہے، کیوں کہ اس وقت اس سے سوال ہونے والا ہے۔'' (نیل الاوطار للشوکانی ۴/ ۱۰۶)

علامہ محمد بن صالح العثیمین رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''دفن میت کے بعد قبر پر اجتماعی دعا کرنا کہ ایک دعا کرائے اور باقی لوگ آمین کہیں، رسول اللہ ﷺ اور خلفائے راشدین کی سنت سے ثابت نہیں ہے، رسول اللہ ﷺ صحابہ کو راہ نمائی کرتے تھے کہ وہ میت کے گناہوں کی بخشش اور اس کے لئے ثابت قدمی کا سوال کریں، لہذا ہر شخص اپنے طور پر دعا کرے، اجتماعی دعا نہ کی جائے۔'' (مجموع فتاوی ابن عثیمین ۱۷/ ۲۲۸)

معلوم ہوا کہ دفن میت کے بعد قبر کے پاس موجود لوگ قبلہ رو ہو کر میت کے لئے انفرادی طور پر دعائیں کریں، اللہ سے میت کے گناہوں کی مغفرت، قبر میں کشادگی، سوال کے وقت ثابت قدمی اور داخلہ جنت کا سوال کریں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اور اگر لوگ ہاتھ اٹھا کر دعا کریں، تو بھی جائز ہے جیسا کہ درجہ ذیل روایت سے اس کا پتہ چلتا ہے۔

عائشہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ ایک رات رسول اللہ ﷺ گھر سے نکلے، میں نے بریرہ رضی اللہ عنہا کو آپ ﷺ کے پیچھے بھیجا تا کہ دیکھیں کہ آپ کہاں گئے ہیں؟ بریرہ نے بتایا کہ آپ ﷺ بقیع الغرقد کی طرف گئے ہیں، پھر آپ ﷺ نے بقیع کے قریب کھڑے ہو کر اپنے دونوں ہاتھ اٹھائے، پھر پلٹ آئے، بریرہ نے واپس آ کر مجھے ساری بات بتادی، صبح ہوئی تو میں نے پوچھا: آپ رات کو کہاں تشریف لے گئے تھے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: مجھے اہل بقیع کی طرف بھیجا گیا تھا تا کہ میں ان کے حق میں دعا کروں۔

(مسند احمد ۴۱/ ۱۵۹، سند صحیح ہے دیکھئے: سلسلۃ الاحادیث الصحیحۃ ۴/ ۳۷۶)

(۲۶) دفنِ میت کے بعد قبر کو دوبارہ کھودنا:

دفن میت کے بعد قبر کو دوبارہ کھودنا جائز نہیں ہے، کیوں کہ یہ میت کی بے حرمتی کی قبیل سے ہے، ہاں اگر کوئی شرعی عذر یا درست وجہ ہو، تو قبر دوبارہ کھودی جاسکتی ہے اور میت کو قبر سے نکالا جاسکتا ہے مثلاً وہ بغیر غسل و کفن کے یا غیر قبلہ کی جانب یا کافروں کی قبرستان میں یا مسجد میں یا غصب کردہ زمین میں دفن کر دیا گیا ہو، یا دفن کرنے والے اس میں اپنی کوئی قیمتی متاع بھول گئے ہوں یا اسی طرح کا کوئی اور شرعی عذر درپیش ہو۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

"دفن مع أبی رجل فلم تطب نفسی حتی أخرجته فجعلته فی قبر علی حدة"

(شہداء احد میں) میرے والد کے ساتھ قبر میں ایک اور صحابی دفن تھے، لیکن میرا دل اس پر راضی نہیں ہو رہا تھا، اس لئے میں نے ان کی لاش نکال کر دوسری قبر میں دفن کر دی۔ (بخاری ۱۳۵۲)

قاضی شوکانی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

''اس حدیث میں دلیل ہے کہ زندہ کے کسی معاملہ کی وجہ سے قبر کھود کر میت کو نکالنا جائز ہے''۔ (نیل الاوطار للشوکانی ۴/ ۱۳۷)

علامہ البانی رحمہ اللہ بھی اسی کے قائل ہیں۔ (دیکھئے: أحکام الجنائز ص ۲۰۳)

فتوی کمیٹی سعودی عرب کے ایک فتوے میں کہا گیا ہے:

''اصل یہ ہے کہ دفن کے بعد قبر کو کھودنا اور اس سے میت کو نکالنا جائز نہیں ہے، کیوں کہ قبر میت کا گھر اور اس کا ٹھکانہ ہے، جس میں مداخلت کسی کے لئے درست نہیں ہے، نیز یہ عمل میت کی بے حرمتی کا بھی سبب ہے، البتہ اگر کوئی ضرورت یا دینی مصلحت درپیش ہو، تو قبر کو کھودنا اور اس سے میت کو نکالنا جائز ہے اور ضرورت و مصلحت کا فیصلہ علماء کریں گے''۔

(دیکھئے: فتاوی اللجنۃ الدائمہ ۹/ ۱۲۲)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(۲۷) مسلمانوں کی قبروں کے درمیان جوتیاں پہن کر نہیں چلنا چاہئے:

مسلمانوں کی قبروں کے درمیان جوتے پہن کر نہیں چلنا چاہئے۔

بشیر بن خصاصیہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ایک آدمی کو جوتے پہن کر قبروں کے درمیان چلتے ہوئے دیکھا، تو آپ ﷺ نے اسے جوتے اتارنے کا حکم دیا، لہذا جب اس آدمی نے رسول اللہ ﷺ کو پہچان لیا، تو اپنے جوتے اتار کر پھینک دئے۔

ابوداؤد ۳۲۳۰، نسائی ۲۰۴۷ (حسن عندالالبانی رحمہ اللہ) دیکھئے: صحیح ابوداؤد ۲/ ۳۰۶

حافظ بن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ قبروں کے درمیان جوتے پہن کر چلنا مکروہ ہے''۔ (فتح الباری ۳/ ۲۰۶)

امام ابوداؤد السجستانی رحمہ اللہ اپنی ''کتاب مسائل الامام احمد میں صفحہ ۲۲۴ پر لکھتے ہیں: ''میں نے امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کو دیکھا کہ جب وہ کسی جنازہ کے ساتھ جاتے اور قبرستان سے قریب ہوتے تو اپنے جوتے نکال دیتے۔

لیکن اگر قبرستان میں کانٹے یا چبھنے والے پتھر ہوں یا زمین سخت گرم ہو یا اس طرح کوئی اور وجہ ہو جس سے بلا جوتوں کے چلنا مشکل ہو، تو پھر جوتے پہن کر چلنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

(دیکھئے: فتاوی اللجنہ الدائمہ ۹/ ۱۲۴، مجموع فتاوی ابن عثیمین ۱۷/ ۲۰۲)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

آٹھویں فصل:

قبروں سے متعلق بعض ناجائز وحرام کام

ہم ذیل میں بعض ان افعال کا ذکر کرتے ہیں جو قبروں سے متعلق ناجائز وحرام ہیں:

(۱) قبر پر باہر سے لاکر مٹی ڈالنا:

لوگوں کے مٹی دے لینے کے بعد باقی ماندہ مٹی قبر پر ڈال دی جائے، باہر سے لاکر مٹی نہ ڈالی جائے، بلکہ قبر سے نکلی ہوئی مٹی ہی پر اکتفا کیا جائے۔

جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بات سے منع فرمایا کہ قبر پر عمارت تعمیر کی جائے یا اس پر اضافی مٹی ڈالی جائے یا اسے چونا کیا جائے یا اس پر لکھا جائے۔

(نسائی ۲۰۲۹ (صحیح عندالالبانی رحمہ اللہ) دیکھئے: صحیح النسائی ۲/ ۶۵)

امام شافعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''مجھے پسند ہے کہ قبر پر باہر سے لاکر مٹی نہ ڈالی جائے، کیوں کہ اس سے قبر بہت اونچی ہوجائے گی، بلکہ قبر کو زمین سے ایک بالشت کے قریب اونچی رکھا جائے''۔ (الام للشافعی ۱/ ۳۱۶)

علامہ البانی رحمہ اللہ لکھتے ہیں: ''قبر کو اس سے نکلنے والی مٹی سے زیادہ (مٹی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ڈال کر) اونچی کرنا حرام ہے"۔ (احکام الجنائز ص ۲۶۰)

(۲) قبروں پر قبے بنانا اور انھیں ایک بالشت سے زیادہ اونچی کرنا:

قبروں پر قبے بنانا اور انھیں ایک بالشت سے زیادہ اونچی کرنا جائز نہیں ہے۔

ابوالہیاج الاسدی بیان کرتے ہیں کہ علی بن ابو طالب رضی اللہ عنہ نے مجھ سے فرمایا: کیا میں تمھیں اس ذمہ داری پر نہ بھیجوں جس پر رسول اللہ ﷺ نے مجھے بھیجا تھا:

"أن لا تدع تمثالا إلا طمسته و لا قبرا مشرفا إلا سويته"

کہ کوئی بھی مورتی نہ چھوڑو مگر اسے مٹا ڈالو اور کوئی بھی بلند قبر مگر اسے برابر کر دو۔ (مسلم ۹۶۹)

ثمامہ بن شفی بیان کرتے ہیں کہ ہم مملکت روم کی طرف فضالہ بن عبید رضی اللہ عنہ کے ہمراہ نکلے، وہ امیر معاویہ کی طرف سے علاقہ "درب" کے گورنر تھے، ہمارے چچا زاد بھائی (روڈس کے مقام پر) فوت ہو گئے، فضالہ بن عبید رضی اللہ عنہ نے ان کی نماز جنازہ پڑھائی، دفن کرنے تک قبر کے پاس کھڑے رہے، جب قبر برابر ہو گئی، تو فرمایا: ہلکی رکھو (یعنی تھوڑی ہی مٹی ڈالو) کیوں کہ رسول اللہ ﷺ ہمیں قبروں کو زمین کے برابر رکھنے کا حکم دیا کرتے تھے۔

(مسند احمد ۳۹/ ۳۵۹، مسلم ۹۶۸، ابوداؤد ۳۲۱۹ (صحیح عند الالبانی رحمہ اللہ) دیکھئے: صحیح ابوداؤد ۳/ ۳۰۴، احکام الجنائز للالبانی ص ۲۶۶)

علامہ البانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: "بظاہر حدیث کا معنی یہ ہے کہ قبروں کو زمین

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کے برابر رکھا جائے اور ذرا بھی بلند نہ کیا جائے، جبکہ یہ معنی قطعا مراد نہیں ہے، کیوں کہ سنت قبر کو زمین سے ایک بالشت جتنا اونچی رکھنا ہے، اس بات کی تائید فضالہ بن عبید رضی اللہ عنہ کے قول میں موجود ہے کہ انھوں نے کہا: مٹی کم رکھو، یہ نہیں فرمایا: کہ مٹی بالکل نہ رکھو۔ (احکام الجنائز ص ۲۶۷)

مذکورہ احادیث کی روشنی میں معلوم ہوا کہ قبروں کو شرعی حد یعنی ایک بالشت سے زیادہ اونچی کرنا جائز نہیں ہے اور مذکورہ احادیث میں ان قبروں کو برابر کرنے کا حکم وارد ہے جو ایک بالشت سے زیادہ اونچی ہوں۔

(۳) قبروں کو پختہ بنانا اور ان پر عمارت تعمیر کرنا:

قبروں کو پختہ بنانا اور ان پر عمارت تعمیر کرنا حرام ہے، کیوں کہ اس میں مال کے ضیاع اور فخر و مباہات کے ساتھ شرک کے دروازہ کو کھولنا ہے۔

جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

"نهى رسول الله صلى الله عليه و سلم أن يجصص القبرو أن يقعد عليه و أن يبنى عليه"

رسول اللہ ﷺ نے قبر کو پختہ بنانے، اس پر بیٹھنے اور اس پر عمارت تعمیر کرنے سے منع فرمایا ہے۔ (مسلم ۹۷۰)

ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

"أن النبى صلى الله عليه و سلم نهى أن يبنى على القبر"

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نبی اکرم ﷺ نے قبر پر عمارت تعمیر کرنے سے منع فرمایا ہے۔
(ابن ماجہ ۱۵۶۴ (صحیح عندالالبانی رحمہ اللہ) دیکھئے: صحیح ابن ماجہ ۲/۳۴)

امام ابن حزم رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''قبر پر عمارت تعمیر کرنا اور اسے پختہ بنانا حلال نہیں ہے، بلکہ اس طرح کی قبر کو منہدم کر دیا جائے''۔ (المحلی لابن حزم ۳/۳۵۶)

امام شافعی رحمہ اللہ لکھتے ہیں: ''میں نے مہاجرین وانصار میں سے کسی کی قبر کو پختہ نہ پایا''۔ (الأم للشافعی ۱/۳۱۶)

(۴) قبروں پر مسجدیں بنانا:

قبروں پر مسجدیں بنانا حرام ہے۔

عائشہ اور عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ مرض الوفات میں مبتلا ہوئے، تو آپ ﷺ اپنی چادر کو بار بار چہرے پر ڈالتے، جب کچھ افاقہ ہوتا تو چہرہ انور سے چادر ہٹا دیتے، آپ ﷺ نے اسی اضطراب و پریشانی کی حالت میں فرمایا:

"لعنة الله على اليهود والنصارى إتخذوا قبور أنبياء هم مساجد، يحذر ما صنعوا"

یہود ونصاری پر اللہ کی لعنت ہو کہ انھوں نے اپنے انبیاء کی قبروں کو مسجد بنالیا، آپ ﷺ یہ فرما کر امت کو ان کے کردار سے ڈرا رہے تھے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(بخاری ۴۳۵، مسلم ۵۳۱)

جندب بن عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو آپ کی وفات سے صرف پانچ دن پہلے یہ فرماتے ہوئے سنا:

".....ألا و ان من كان قبلكم كانوا يتخذون قبور أنبيائهم و صالحيهم مساجد، ألا فلا تتخذوا القبور مساجد، إني أنهاكم عن ذلك"

''.....خبردار! تم سے پہلی امتیں اپنے انبیاء اور نیک لوگوں کی قبروں کو مسجدیں بنالیتی تھیں، خبردار! تم قبروں کو مسجدیں نہ بنانا، میں تمھیں ایسا کرنے سے منع کررہا ہوں''۔ (مسلم ۵۳۲)

عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ ام حبیبہ اور ام سلمہ رضی اللہ عنہما نے رسول اللہ ﷺ سے ایک کلیسا کا ذکر کیا، جسے انھوں نے حبشہ میں دیکھا تھا، اس میں تصویریں تھیں، تو آپ ﷺ نے فرمایا:

"ان أولئك اذا كان فيهم الرجل الصالح فمات بنوا على قبره مسجدا و صوروا فيه تلك الصور أولئك شرار الخلق عند الله يوم القيامة"

اگر ان میں کوئی نیکوکار شخص مرجاتا، تو اس کی قبر پر مسجد بنادیتے، پھر اس میں یہی تصویریں بنادیتے، پس یہ لوگ قیامت کے دن اللہ کے یہاں تمام مخلوق میں برے ہوں گے۔ (بخاری ۴۲۷، مسلم ۵۲۸)

(۵) قبروں پر لکھنا:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

قبروں پر قرآنی آیات، میت کا نام یا تاریخ پیدائش، تاریخ وفات یا اس کے مناقب وغیرہ کا لکھنا اور ان چیزوں کو لکھ کر تختی لگانا جائز نہیں ہے، کیوں کہ رسول اللہ ﷺ نے قبروں پر لکھنے سے منع فرمایا ہے۔

جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

"نهى رسول الله صلى الله عليه وسلم أن يكتب على القبر شيء"

رسول اللہ ﷺ نے قبر پر کچھ لکھنے سے منع فرمایا۔

(ابن ماجہ ۱۵۶۳، ترمذی ۱۰۵۲ (صحیح عندالالبانی رحمہ اللہ) دیکھئے: صحیح ابن ماجہ ۲/۳۴)

اس حدیث میں یہ ثبوت موجود ہے کہ قبروں پر لکھنا حرام ہے اور اس ممانعت کا ظاہر یہ بتلاتا ہے کہ قبر پر میت کا نام لکھا جائے یا کچھ اور، سب ناجائز ہے۔

(نیل الاوطار للشوکانی ۴/۱۰۴)

ابوالحسن نورالدین السندی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

قبر پر کسی بھی طرح کی چیز کا لکھنا سرے سے منع ہے، خواہ میت کا نام ہو یا تاریخ وفات یا قرآنی آیات یا اللہ کے نام وغیرہ۔

(حاشیۃ السندی علی ابن ماجہ ۱/۴۷۳)

نیز کسی بھی صحابی یا تابعی کے تعلق سے ثابت نہیں ہے کہ ان کی قبروں پر ان کے نام یا تاریخ وفات وغیرہ کی تختیاں لگائی گئی ہوں۔

ابن الحجاج المالکی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''بہت سارے صحابہ کا جہاد وغیرہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

میں بہت سے دوسرے علاقوں میں انتقال ہوا، لیکن کسی کے بارے میں منقول نہیں کہ بطور علامت ان کی قبر پر تختیاں وغیرہ نقش کر کے لگائی گئی ہوں، یا قندیلیں لٹکائی گئی ہوں''۔ (المدخل لابن الحجاج ۳/۲۷۴)

(۶) قبروں پر بیٹھنا:

قبر پر بیٹھنا حرام ہے، کیوں کہ اس میں قبر کی اہانت اور اس کی بے حرمتی ہے۔

جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

"نهى رسول الله صلى الله عليه و سلم أن يجصص القبرو أن يقعد عليه و أن يبنى عليه"

رسول اللہ ﷺ نے قبر کو پختہ بنانے' اس پر بیٹھنے اور اس پر عمارت تعمیر کرنے سے منع فرمایا ہے۔ (مسلم ۹۷۰)

ابو مرثد الغنوی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"لا تجلسوا على القبورو لا تصلوا إليها"

قبروں پر نہ بیٹھو اور اس کی جانب رخ کر کے نماز نہ پڑھو۔ (مسلم ۹۷۲)

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"لأن يجلس أحدكم على جمرة فتحرق ثيابه فتخلص الى جلده خير له من أن يجلس على قبر"

تم میں سے کوئی شخص انگارے پر بیٹھے اور وہ اس کے کپڑوں کو جلا کر چمڑے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تک پہنچ جائے، یہ اس کے لئے قبر پر بیٹھنے سے زیادہ بہتر ہے۔ (مسلم ۹۷۱)

فتوی کمیٹی سعودی عرب کے ایک فتوی میں کہا گیا ہے:

''قبروں کے اوپر چلنا اور ان پر بیٹھنا جائز نہیں ہے، کیوں کہ رسول اللہ ﷺ نے اس سے منع فرمایا ہے اور ایسا کرنے سے قبروں کی بے حرمتی بھی ہے اور اس کا مرتکب گناہ گار ہے''۔ (دیکھئے: فتاوی اللجنۃ الدائمہ ۸/ ۳۴۱)

(۷) قبر کو روندنا یا اس پر قضائے حاجت کرنا:

اسلام کے محاسن میں سے ہے کہ اس نے مسلمان کو زندگی میں اور مرنے کے بعد بھی عزت و تکریم بخشی ہے، لہذا قبر کو جوتوں سے روندنا یا اس پر قضائے حاجت کرنا حرام ہے۔

عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"لأن أمشي على جمرة أو سيف أو أخصف نعلي برجلي أحب إلي من أن أمشي على قبر مسلم وما أبالي أ وسط القبور قضيت حاجتي أو وسط السوق"

کسی مسلمان کی قبر پر چلنے کے مقابلے میں مجھے یہ بات پسند ہے کہ میں انگارے پر یا تلوار پر چلوں یا اپنا جوتا اپنے پیروں سے سی لوں، (اسی طرح) سر بازار قضائے حاجت کرنا اور قبروں کے درمیان قضائے حاجت کرنا میرے نزدیک دونوں برابر ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(ابن ماجہ ۱۵۶۷ (صحیح عندالالبانی رحمہ اللہ) دیکھئے: صحیح ابن ماجہ ۲/ ۳۵)

(۸) قبروں کو چراغوں سے روشن کرنا:

قبروں کو چراغوں سے روشن کرنا اور ان پر کمکھے اور لائٹیں لگانا مندرجہ ذیل وجوہات کی بنا پر حرام ہے۔

(۱) رسول اللہ ﷺ اور صحابہ وتابعین رضی اللہ عنہم کے زمانہ میں ایسا نہ ہوا، اور ہر وہ عمل جو قرون مفضلہ میں نہ ہوا، وہ بدعت ہے جس سے بچنا ہر مسلمان کے لئے ضروری ہے، کیوں کہ اگر یہ عمل جائز ہوتا، تو رسول اللہ ﷺ نے صحابہ کو ضرور اس کی راہ نمائی کی ہوتی اور انھوں نے اس پر عمل کیا ہوتا، لیکن صحابہ وتابعین کے تعلق ایسا کچھ قطعا مروی نہیں ہے، چنانچہ یہ عمل بدعت، حرام ہے۔

(۲) اس میں مال کا ضیاع ہے جس سے شریعت اسلامیہ نے منع کیا ہے۔

مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"ان الله كره لكم ثلاثا:قيل و قال و اضاعة المال و كثرة السؤال"

اللہ نے تمہارے لئے تین باتیں ناپسند کی ہیں: (۱) فضول باتیں کرنا (۲) مال ضائع کرنا (۳) اور خواہ مخواہ سوال کرنا۔ (بخاری ۱۴۷۷، مسلم ۵۹۳)

(۳) اس میں آگ کے پجاری مجوسیوں سے مشابہت ہے، جیسا کہ امام ابن حجر الہیثمی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

''ہمارے اہل علم نے قبر پر چراغ جلانے کو حرام قرار دیا ہے، گرچہ کچھ وقت

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کے لئے ہی ہو، کیوں کہ اس میں نہ تو وہاں رہنے والے مردے کو فائدہ ہے اور نہ وہاں جانے والے کو، اس میں فضول خرچی اور مال کی بربادی کے ساتھ مجوس کی مشابہت بھی ہے''۔ (الزواجر عن اقتراف الکبائر ۱/۲۷۳)

شیخ سلیم بن عید الہلالی فرماتے ہیں:

''قبروں کے پاس چراغ روشن کرنا حرام ہے، کیوں کہ یہ مجوسیوں کے ساتھ ان کی عبادات' ان کے رسم ورواج اور ان کی عیدوں میں مشابہت ہے''۔

(ملاحظہ ہو: موسوعۃ المناہی الشرعیہ ۲/ ۴۷)

(۹) قبر پر قرآن خوانی کرنا:

دفن میت کے بعد قبر پر قرآن خوانی کرنا بدعت ہے۔

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"لا تجعلوا بیوتکم مقابر، ان الشیطان ینفر من البیت الذی تقرأ فیه سورة البقرة"

اپنے گھروں کو قبرستان نہ بناؤ، بے شک شیطان اس گھر سے فرار اختیار کرتا ہے جس میں سورہ بقرہ کی تلاوت کی جاتی ہے۔ (مسلم ۸۷۰)

رسول اللہ ﷺ نے مذکورہ حدیث میں اس بات کی وضاحت فرمادی کہ قبرستان قرآن پڑھنے کی جگہ نہیں ہے، اس لئے کہ آپ ﷺ نے ترغیب دلائی کہ گھروں میں قرآن کریم کی تلاوت کیا کرو اور انھیں قبرستان کی طرح نہ بناؤ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جہاں قرآن نہیں پڑھا جاسکتا۔

امام ابوداؤد السجستانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

میں نے امام احمد رحمہ اللہ سے خود سنا: ان سے قبر کے پاس قرآن پڑھنے کے بارے میں سوال ہوا، تو انھوں نے فرمایا: جائز نہیں۔

(دیکھئے: مسائل الامام احمد روایہ ابوداؤد السجستانی ص ۲۲۴)

فتوی کمیٹی سعودی عرب کے ایک فتوے میں کہا گیا ہے:

''تدفین سے پہلے یا بعد میں مردوں کے لئے قرآن خوانی جائز نہیں ہے، خواہ وہ انبیاء، اولیاء، صالحین یا دیگر افراد ہوں، کیوں کہ یہ عمل عبادت ہے اور عبادات توقیفی ہوتی ہیں اور یہاں کوئی ایسی دلیل موجود نہیں ہے جو اس عمل کی مشروعیت پر دلالت کرتی ہو''۔ (ملاحظہ ہو: فتاوی اللجنہ الدائمہ ۹/۵۲)

علامہ محمد بن صالح العثیمین رحمہ اللہ رقمطراز ہیں:

''اہل علم کے اقوال میں سے راجح یہ ہے کہ دفن میت کے بعد قبر پر قرآن پڑھنا بدعت ہے، کیوں کہ یہ عمل نہ تو رسول اللہ ﷺ کے عہد مبارک میں موجود تھا، نہ آپ ﷺ نے اس کا حکم دیا اور نہ آپ ﷺ ایسا کرتے تھے، بلکہ اس بارے میں زیادہ سے زیادہ جو وارد ہے وہ یہ ہے کہ آپ ﷺ تدفین کے بعد قبر کے پاس کھڑے ہوتے اور فرماتے: اپنے بھائی کے لئے استغفار کرو اور اس کے لئے ثابت قدمی کا سوال کرو، کیوں کہ ابھی اس سے سوال ہونے والا ہے، اگر قبر کے پاس قرآن خوانی کار

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

خیر ہوتی اور شرعی طور پر ثابت ہوتی، تو رسول اللہ ﷺ ضرور اس کا حکم دیتے یہاں تک کہ امت مسلمہ کو بھی اس کا علم ہوتا"۔ (مجموع فتاوی ابن عثیمین ۱۷/ ۲۱۸)

(۱۰) قبر پر سورہ یاسین پڑھنا:

قبر پر سورہ یاسین یا کسی اور سورت کا پڑھنا جائز نہیں ہے، نہ تو تدفین کے وقت اور نہ ہی تدفین کے بعد اور نہ ہی قبرستان میں کوئی قراءت جائز ہے، کیوں کہ ایسا نہ تو نبی اکرم ﷺ نے کیا اور نہ ہی خلفائے راشدین نے، جیسا کہ قبرستان میں نہ تو اذان جائز ہے نہ ہی اقامت، بلکہ یہ سب کچھ بدعت ہے۔

(مجموع فتاوی ابن باز ۱۳/ ۲۰۳، فتاوی اسلامیہ ۲/ ۵۲)

علامہ البانی رحمہ اللہ لکھتے ہیں: "قبرستان میں سورہ یاسین پڑھنا بدعت ہے"۔

(احکام الجنائز وبدعہا للبانی ص ۳۲۵)

رہا مسئلہ اس روایت کا جس میں کہا گیا کہ "جو شخص قبرستان جا کر سورہ یاسین پڑھے، تو اہل قبور سے عذاب میں تخفیف کر دی جاتی ہے اور پڑھنے والے کو قبرستان میں مدفون مردوں کی تعداد میں نیکیاں ملتی ہیں"

واضح رہے کہ یہ روایت رسول اللہ ﷺ سے ثابت نہیں ہے، بلکہ موضوع ومنگڑھت ہے۔ (دیکھئے: سلسلۃ الاحادیث الضعیفہ ۳/ ۳۹۷)

(۱۱) قبروں پر عرس یا میلے لگانا:

قبروں پر عرس یا میلوں کا اہتمام کرنا حرام ہے، کیوں کہ رسول اللہ ﷺ نے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اس سے منع فرمایا ہے، نیز صحابہ وتابعین میں سے کسی کی قبر پر بھی عرس یا میلے نہیں لگائے گئے، لہذا یہ عمل بدعت' حرام ہے۔

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

".....و لا تجعلوا قبری عیدا....."

میری قبر کو میلہ نہ بنالینا۔

(ابوداؤد ۲۰۴۲ مسند احمد ۱۴/۴۰۳ (صحیح عندالالبانی رحمہ اللہ) دیکھئے: صحیح ابوداؤد ۱/۵۷۱)

شیخ الاسلام بن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''اس حدیث میں محل شاہد یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی قبر روئے زمین پر تمام قبروں سے افضل ہے، جب اسے عید (عرس ومیلہ کی جگہ) بنانے سے رسول اللہ ﷺ نے منع فرمادیا ہے، تو دوسری کسی بھی قبر کو عید ومیلہ بنانا بدرجہ اولی منع ہے''۔

(دیکھئے: اقتضاء الصراط المستقیم ۲/۱۷۳)

شیخ سلیم بن عید الہلالی لکھتے ہیں:

''انبیاء وصالحین کی قبروں کو عید اور میلے کی جگہ بنانا حرام ہے کہ متعین اوقات اور معلوم موسموں میں ان کی طرف سفر کرکے جایا جائے، کیوں کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنی قبر کو عید ومیلہ بنانے سے منع فرمایا ہے، تو دوسرے کسی کی بھی قبر کو عید ومیلہ بنانا بدرجہ اولی منع ہے''۔

(موسوعۃ المناہی الشرعیہ ۲/۴۶)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نویں فصل:

تعزیت کے احکام ومسائل

(۱) تعزیت کا معنی:

تعزیت عربی زبان کا لفظ ہے، جو "عَـزّی یُعزّي" سے ماخوذ ہے، جس کے معنی مصیبت زدہ کو تسلی دینے کے ہیں، اسی سے کہا جاتا ہے: "عَـزّی فـلانٌ فلاناً" فلاں نے فلاں کو تسلی دی اور اسے صبر کی تلقین کی۔

(لسان العرب لابن منظور ۵/ ۳۷۷، النہایہ فی غریب الحدیث لابن الاثیر ۳/ ۲۲۳)

اور اصطلاح شرع میں تعزیت سے مراد میت کے متعلقین کو تسلی دینا اور انھیں صبر اور اس پر مرتب ہونے والے اجر وثواب پر ابھارنا ہے، نیز میت اور اس کے متعلقین کے لئے دعائیں کرنا ہے۔

ملاحظہ ہو: الفروع لابن مفلح ۳/ ۴۰۵، فیض القدیر للمناوی ۶/ ۱۷۷)

(۲) تعزیت کی فضیلت:

عمرو بن حزم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"مـا مـن مؤمن يعزى أخاه بمصيبة إلا كساه الله سبحانه من حلل الكرامة يوم القيامة"

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جوکوئی مومن اپنے مومن بھائی کوکسی مصیبت پرتسلی دیتا ہے،تواللہ تعالی اسے قیامت کے دن کرامت کا جوڑا پہنائے گا۔

(ابن ماجہ ۱۶۰۱ (حسن عندالالبانی رحمہ اللہ) دیکھئے: صحیح ابن ماجہ ۲/ ۴۵، صحیح الترغیب ۳/ ۳۷۴)

انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"من عزى أخاه المؤمن في مصيبة كساه الله حلة خضراء يحبر بها يوم القيامة"

جس نے اپنے کسی مسلمان بھائی کومصیبت میں تسلی دی،تواللہ تعالی اسے ایسا سبزلباس پہنائیں گے،جس کے ذریعہ روز قیامت اس پر رشک کیا جائے گا۔

(تاریخ بغداد للخطیب البغدادی ۷/ ۴۰۸، تاریخ دمشق لابن عساکر ۵۲/ ۲۱۸، شعب الایمان ۱۱/ ۴۶۴، علامہ البانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث شواہد کی بنا پر درجہ حسن تک پہنچ جاتی ہے، دیکھئے: ارواء الغلیل ۳/ ۲۱۷)

(۳) تعزیت کا حکم:

جمہور فقہاء کرام کے نزدیک میت کے لواحقین اوراس کے اقرباء کی تعزیت کرنا مستحب ہے۔

(دیکھئے: الکافی فی فقہ اہل المدینہ لابن عبدالبر ۱/ ۲۸۳، الاذکار للنووی ص ۱۴۸، المغنی لابن قدامہ ۲/ ۴۰۵)

قرہ المزنی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کے ایک ساتھی کا بچہ فوت

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہوگیا،تو آپ ﷺ نے ان کی تعزیت کی، پھر فرمایا:

"یا فلان أیما کان أحب الیك أن تمتع به عمرك أو لا تاتی غدا إلی باب من أبواب الجنة إلا وجدته قد سبقك إلیه یفتحه لك"

اے فلاں تمھیں کون سی چیز زیادہ پسند ہے کہ تم اس (بچے) کے ذریعہ اپنی زندگی کو فائدہ پہنچاؤ یا کل کو تم جب جنت کے دروازوں میں سے کسی دروازے کے پاس آؤ، تو اسے وہاں پہلے سے موجود پاؤ اور وہ تمہارے لئے جنت کا دروازہ کھولے۔

اس نے عرض کیا: اے اللہ کے نبی ﷺ! یہ مجھے زیادہ پسند ہے کہ وہ آگے بڑھ کر میرے لئے جنت کا دروازہ کھول دے.....۔

(نسائی ۲۰۸۸ (صحیح عندالالبانی رحمہ اللہ) دیکھئے: صحیح النسائی ۸۴/۲)

بعض فقہاء کا کہنا ہے کہ اگر مصیبت زدگان قرابت دار ہوں اور عدم تعزیت قطع رحمی شمار ہوتی ہو اور اس کا سبب بنتی ہو، تو پھر تعزیت کرنا واجب ہے، کیوں کہ اسلام نے صلہ رحمی کا حکم دیا ہے اور قطع رحمی کو ایک سنگین گناہ اور خطرناک حرام کام قرار دیا ہے۔

(۴) تعزیت کا وقت:

تعزیت کے لئے کسی وقت کی تحدید نہیں ہے، چوں کہ تعزیت کا مقصد مصیبت زدگان کو صبر کی نصیحت کرنا اور انھیں تسلی دینا ہے، لہذا یہ وفات کے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بعد سے لے کر میت کے متعلقین سے غم کے ہلکے ہونے اور اس کے آثار کے مٹنے تک کبھی بھی کی جاسکتی ہے ،لیکن آغاز میں شدت مصیبت کے وقت تعزیت افضل ہے، کیوں کہ اس وقت مصیبت زدہ صبر وسلوان کی تلقین کا زیادہ ضرورت مند ہے۔

علامہ عبدالعزیز بن باز رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

''تعزیت کے لئے نہ کوئی وقت مخصوص ہے اور نہ کوئی ایام، بلکہ یہ وفات کے بعد سے مشروع ہے، خواہ ابھی میت پر نماز جنازہ پڑھی گئی ہو یا نہیں یا اسے دفن کیا گیا ہو یا نہیں، لیکن ابتدائی لمحات میں سخت مصیبت کے وقت ہی تعزیت کر لینا افضل ہے اور وفات کے تین دن بعد بھی جائز ہے، کیوں کہ تین دنوں کے تحدید کی کوئی دلیل نہیں ہے''۔ (فتاوی اسلامیہ ۲/۴۳)

علامہ محمد بن صالح العثیمین رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

تعزیت کے لئے جگہ کی کوئی تحدید نہیں ہے، بلکہ مصیبت زدہ مسجد، راستہ یا جہاں کہیں بھی ملے، اس کی تعزیت کی جاسکتی ہے، اسی طرح وقت کی بھی کوئی تحدید نہیں ہے بلکہ جب تک مصیبت باقی ہو تعزیت کی جاسکتی ہے۔

(مجموع فتاوی ابن عثیمین ۱۷/ ۳۴۵)

(۵) تعزیت کی مدت:

بعض فقہاء کا کہنا ہے کہ مدت تعزیت وفات کے بعد تین دنوں تک ہے،

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

لیکن سنت میں اس کی کوئی دلیل نہیں ہے، بلکہ اس مسئلہ میں راجح بات یہ ہے کہ تعزیت کسی بھی وقت کی جاسکتی ہے، گرچہ تین دن کے بعد کیوں نہ ہو۔

علامہ البانی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

تعزیت تین دنوں میں محدود نہیں ہے، بلکہ جب بھی مفید محسوس ہو، تعزیت کی جاسکتی ہے، جیسا کہ عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ثبوت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے تین دنوں کے بعد تعزیت کی۔

(احکام الجنائز وبدعہا للالبانی ص ۲۰۹)

فتوی کمیٹی سعودی عرب کے ایک فتوی میں کہا گیا ہے:

''تعزیت کے لئے کوئی متعین وقت یا جگہ نہیں ہے''۔

(دیکھئے: فتاوی اللجنۃ الدائمہ ۹/۱۳۴)

علامہ عبدالعزیز بن باز رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''تعزیت کے لئے محدود ایام کی قید نہیں ہے، بلکہ وفات کے بعد سے کسی بھی وقت تعزیت کی جاسکتی ہے اور شریعت مطہرہ میں اس کے اختتام کی کوئی حد نہیں ہے''۔ (مجموع فتاوی ابن باز ۱۳/۳۷۹)

معلوم ہوا کہ تعزیت کے لئے مدت کی قید نہیں ہے، بلکہ تین دنوں کے بعد بھی تعزیت کی جاسکتی ہے، البتہ بعض فقہاء کی رائے کے مطابق لمبے عرصہ کے بعد جب محسوس ہو کہ اب مصیبت زدگان کے غم ہلکے ہو گئے ہوں گے اور وہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مصیبت کو بھول گئے ہوں گے، تو پھر تعزیت سے رک جایا جائے، کیوں کہ اب تعزیت غم کو دوبارہ تازہ کرنے کی قبیل سے ہے۔

چنانچہ علامہ محمد بن صالح العثیمین رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

علماء کا کہنا ہے کہ لمبا وقت گزر جانے کی وجہ سے جب انسان مصیبت کو بھول چکا ہو تو تعزیت کر کے اس کے غم کو دوبارہ تازہ نہیں کیا جائے گا۔

(دیکھئے: الشرح الممتع ۵/۳۹۱)

(۶) تعزیت کے لئے کسی ایک جگہ اکٹھے ہونا اور اہل میت کا ان کے لئے کھانا تیار کرنا:

تعزیت کے لئے کسی مخصوص جگہ پر اکٹھا ہونا اور اہل میت کا آنے والوں کے لئے کھانا تیار کرنا خلاف سنت ہے۔

جیسا کہ جریر بن عبداللہ البجلی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

"کنا نعد الإجتماع إلی أهل الميت و صنيعة الطعام بعد دفنه من النياحة"

ہم میت کے گھر والوں کے پاس جمع ہونے اور تدفین کے بعد کھانا تیار کرنے کو نوحہ شمار کرتے تھے۔

(مسند احمد ۶/۳۸۷، ابن ماجہ ۱۶۱۲ (صحیح عند الالبانی رحمہ اللہ) دیکھئے: صحیح ابن ماجہ ۲/۴۸)

قاضی شوکانی رحمہ اللہ مذکورہ روایت کے ذکر کے بعد لکھتے ہیں:

''سلف صالحین اسے نوحہ اس لئے شمار کرتے تھے کہ یہ عمل میت کے گھر

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

والوں پر مزید بوجھ ڈالنے اور انھیں مشغول کرنے کا باعث ہے، حالانکہ وہ میت کی وفات کی وجہ سے پہلے ہی (سخت پریشانی میں گرفتار اور) مشغول ہیں، مزید برآں اس میں سنت کی مخالفت بھی ہے کیوں کہ سنت یہ ہے کہ لوگ اہل میت کے لئے کھانا تیار کریں نہ کہ اہل میت لوگوں کے لئے''۔

(دیکھئے: نیل الاوطار للشوکانی ۴/ ۱۱۸)

ابن الہمام الحنفی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''میت کے گھر والوں سے کھانے کی ضیافت کرانا مکروہ ہے اور قبیح بدعت ہے۔ (دیکھئے: فتح القدیر لابن الہمام ۲/ ۱۴۳)

فتوی کمیٹی سعودی عرب کے ایک فتوی میں کہا گیا ہے:

''میت کے گھر والوں کا (تعزیت کی غرض سے آنے والوں کے لئے) کھانا تیار کرنا جائز نہیں ہے''۔

(دیکھئے: فتاوی اللجنۃ الدائمہ ۹/ ۱۴۹)

بلکہ اس بارے میں سنت یہ ہے کہ اہل میت کے لئے رشتہ دار اور پڑوسی کھانے کا انتظام کریں، جیسا کہ دوسری فصل کے مسئلہ نمبر ۷ میں اس کی وضاحت گزر چکی ہے۔

(۷) تعزیت کے الفاظ:

تعزیت کے لئے مخصوص الفاظ کی قید نہیں ہے، بلکہ ہر وہ لفظ استعمال کئے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جاسکتے ہیں جو مصیبت زدگان کے غموں کی بھرپائی، انھیں صبر وسلوان کی تلقین اور قضائے الٰہی سے رضا کی ترغیب کے لئے عمدہ ہوں، البتہ رسول اللہ ﷺ نے جن الفاظ سے تعزیت کی ہے، ان کا استعمال بہتر ہے۔

امام نووی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

تعزیت کے لئے مخصوص الفاظ کی پابندی نہیں ہے، بلکہ جن الفاظ سے بھی تعزیت کرلی جائے کافی ہے۔ (الاذکار للنووی ص ۱۵۰)

شیخ وہبہ الزحیلی رحمہ اللہ لکھتے ہیں: ''تعزیت کے لئے مخصوص الفاظ نہیں ہیں''۔ (دیکھئے: الفقہ الاسلامی وأدلتہ للزحیلی ۲/۱۵۷۳)

❁ رسول اللہ ﷺ سے وارد تعزیت کے الفاظ:

(۱) "إن للہ ما أخذ و لہ ما أعطی و کل شیء عندہ بأجل مسمی فلتصبر و لتحتسب"

یقیناً اللہ تعالیٰ ہی کا ہے جو اس نے لے لیا اور جو اس نے دیا تھا اور ہر چیز اس کی بارگاہ سے وقت مقرر پر ہی واقع ہوتی ہے، لہذا صبر کرو اور ثواب کی امید رکھو۔

(بخاری ۱۲۸۴، مسلم ۹۲۳)

امام نووی رحمہ اللہ لکھتے ہیں: ''جن الفاظ کے ساتھ تعزیت کی جائے ان میں یہ حدیث سب سے عمدہ ہے''۔ (الاذکار للنووی ص ۱۵۰)

(۲) ابوسلمہ رضی اللہ عنہ کی وفات کے بعد جب رسول اللہ ﷺ ام سلمہ رضی اللہ عنہا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کے یہاں تشریف لے گئے، تو آپ ﷺ نے ان الفاظ میں ان کی تعزیت کی:

"أللهم اغفر لأبی سلمة و أرفع درجته فی المهديين و أخلفه فی عقبه فی الغابرين و أغفر لنا و له يا رب العالمين وأفسح له فی قبره و نور له فيه"

اے اللہ! ابوسلمہ کو بخش دے، اس کے درجہ کو ہدایت یافتہ لوگوں میں بلند فرما، اس کے پسماندگان کا والی بن جا، اے جہانوں کے پروردگار! ہمیں اور اسے بخش دے، اس کی قبر اس کے لئے کشادہ اور منور فرما دے۔ (مسلم ۹۲۰)

(۳) رسول اللہ ﷺ نے جعفر رضی اللہ عنہ کی موت پر اظہار افسوس کرتے ہوئے ان کے بیٹے عبداللہ سے یوں کہا:

"اللهم أخلف جعفرا فی أهله و بارک لعبد الله فی صفقة يمينه"

اے اللہ! جعفر کے اہل وعیال کا والی بن جا، اور عبداللہ کے لئے اس کے داہنے ہاتھ کی تجارت میں برکت عطا فرما۔ یہ بات آپ ﷺ نے تین مرتبہ دہرائی۔

(مسند احمد ۳/۲۷۹ ح ۱۷۵۰ (صحیح عند الالبانی رحمہ اللہ) دیکھئے: احکام الجنائز ص ۲۰۹)

(۸) یتیم کے سر پر ہاتھ پھیرنا اور شفقت کرنا مستحب ہے:

رسول اللہ ﷺ نے جعفر رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد ان کے بیٹے عبداللہ کو اٹھایا، وہ بیان کرتے ہیں:

"ثم مسح علی رأسی ثلاثا و قال كلما مسح:أللهم اخلف جعفرا فی ولده"

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

پھر آپ ﷺ نے تین مرتبہ میرے سر پر ہاتھ پھیرا اور ہر مرتبہ ہاتھ پھیرتے ہوئے کہا: اے اللہ اولاد جعفر کا والی بن جا۔

(مسند احمد ۲/۳۷۲، السنن الکبری للبیہقی ۴/۹۹، مستدرک حاکم ۱/۵۲۸ (حسن عند الالبانی رحمہ اللہ) دیکھئے: احکام الجنائز ص ۲۱۲)

(۹) قرآن خوانی کروانا:

میت کے گھر میں قراء وحفاظ کو جمع کر کے قرآن خوانی کروانا بدعت ہے، کیوں کہ یہ کام نہ تو رسول اللہ ﷺ نے کیا نہ تو صحابہ کرام کو اس کا حکم دیا اور نہ ہی صحابہ وتابعین کے زمانہ میں ایسا ہوا، جبکہ وہ بعد میں آنے والے لوگوں کے مقابلہ میں سنت کا زیادہ علم رکھنے والے، رسول اللہ ﷺ سے سچی محبت ساتھ آپ کے طریقہ کی مکمل پیروی کرنے والے تھے۔

صحیح مسلم میں ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

"من عمل عملا لیس علیه أمرنا فهو رد" جس نے کوئی ایسا عمل کیا جس پر ہمارا حکم نہیں ہے تو وہ نا قابل قبول ہے۔ (مسلم ۱۷۱۸)

الحمد لله الذی بنعمته تتم الصالحات

و صلی الله علی نبینا محمد و علی آله و صحبه أجمعین

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مؤلف کی دیگر مطبوعات

کتب:

۱	حقیت توحید	تالیف
۲	حقیقت شرک	تالیف
۳	نماز نبوی	تالیف
۴	طہارت کے احکام ومسائل	تالیف
۵	حیض ونفاس کے احکام ومسائل	تالیف
۶	مسلمانان برصغیر ہندو پاک کے یہاں ناجائز برکت طلبیوں کے مظاہر اوران کی بابت اسلام کا موقف	تالیف
۷	نماز باجماعت کے لئے مسجد جانے کے احکام وآداب	تالیف
۸	شروطِ نماز، ارکان، واجبات، مسنونات، مبطلات اور مکروہات	تالیف
۹	ملکہء عفاف ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی سیرت کا ایک مختصر تحقیقی جائزہ	تالیف
۱۰	مسلمانان برصغیر ہندو پاک کے یہاں شرک اکبر کے مظاہر اوران کی بابت اسلام کا موقف	تالیف

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

۱۱	وضو، غسل اور تیمّم کے احکام ومسائل	تالیف
۱۲	روزہ کے احکام ومسائل کتاب وسنت کی روشنی میں	تالیف
۱۳	حصن التوحید	ترجمہ
۱۴	سود گناہ اور نقصانات	ترجمہ
۱۵	اسلام میں حرام اشیاء وامور	ترجمہ
۱۶	اسلام میں سنت کا مقام (للالبانی رحمہ اللہ)	ترجمہ
۱۷	اسلام میں سنت کا مقام (للشیخ صالح الفوزان حفظہ اللہ)	ترجمہ
۱۸	غیر مسلموں کی مشابہت اور اسلامی ہدایات	ترجمہ
۱۹	بدعات سے اجتناب	ترجمہ
۲۰	مبادئ الاسلام	ترجمہ
۲۱	جائز وناجائز تبرکات کتاب وسنت کی روشنی میں	ترجمہ
۲۲	توحید اور صاف ستھرے سلفی عقیدہ کی وضاحت	ترجمہ
۲۳	الدرر الحسان فی مواعظ شہر رمضان (عربی)	تالیف
۲۴	اذان واقامت کے احکام ومسائل کتاب وسنت کی روشنی میں	تالیف
۲۵	مسائل جنازہ پر ایک تحقیقی نظر کتاب وسنت کی روشنی میں	تالیف
۲۶	مسنون نفل نمازیں فضائل، مسائل اور احکام	تالیف
۲۷	احکام حیض ونفاس	ترجمہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فولڈرس:

۱	فضائل توحید	اِعداد
۲	شرک کی تباہ کاریاں	اِعداد
۳	وسیلہ کی شرعی حیثیت	اِعداد
۴	تعظیم نماز	اِعداد
۵	حج وعمرہ سے غفلت کیوں؟	اِعداد
۶	اسلام سے خارج کردینے والے امور	اِعداد
۷	مسلمان عورت کا پردہ	اِعداد
۸	ہم زکاۃ کیسے نکالیں؟	اِعداد
۹	زنا کی سنگینی اور اس کے مہلک نتائج	اِعداد
۱۰	نمازی کے لئے ۱۵ سے زائد خوشخبریاں	اِعداد
۱۱	جشن میلاد النبی شریعت کے ترازو میں	اِعداد
۱۲	منتخب اذکار مسنونہ	اِعداد
۱۳	فرض نمازوں کے بعد کے اذکار مسنونہ	اِعداد
۱۴	سب سے بڑا گناہ	اِعداد
۱۵	عمرہ کا مسنون طریقہ	اِعداد
۱۶	زیارت مدینہ منورہ فضائل، احکام وآداب	اِعداد

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

۱۷	اسلام میں نماز کا مقام	اِعداد
۱۸	زکاۃ الفطر مسائل واحکام	اِعداد
۱۹	ہم ماہ رمضان کیسے گزاریں؟	اِعداد
۲۰	کلمہ شہادت ''لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ'' کی شرطیں	ترجمہ
۲۱	عقیدہ سے متعلق بعض غلطیوں کی نشاندہی	ترجمہ
۲۲	قبروں سے وابستگی ایک سنگین معاملہ	ترجمہ
۲۳	کلمہ توحید ''لا الہ الا اللہ'' کا معنی ومفہوم	ترجمہ
۲۴	دین اسلام کا مذاق اسلام سے خارج کردینے والے امور میں سے ایک	ترجمہ
۲۵	شرک کی تعریف اوراس کی انواع واقسام	ترجمہ
۲۶	مسجد جانے کے احکام وآداب	اِعداد
۲۷	رسول اللہ ﷺ سے مدد طلب کرنے کی شرعی حیثیت	ترجمہ
۲۸	انبیاء وصالحین کے وسیلہ کی شرعی حیثیت	ترجمہ

مذکورہ بالا کتب وفولڈرس کے لئے مندرجہ ذیل ایمیل پر رابطہ کریں:

waliazami@gmail.com

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

انجمن اصلاح معاشرہ کی اہم مطبوعات

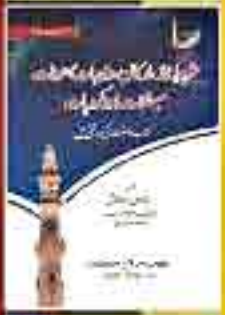

انجمن اصلاح معاشرہ
ANJUMAN ISLAH-E-MOASHIRA
Bandi Kalan, Mohammadabad, Distt. Mau (U.P.) India
Email: anjuman15@hotmail.com